775

Marfat.com

ذخیرہ صاحبزادہ
جو 01
پنجاب

Marfat.com

فِی قَصَصِہِم عِبرَۃٌ لِّاُولِی الاَلبَابِ

باجازت خاص بہ ملاحظہ و نظر ثانی

میاں غلام اللہ صاحب سلمہ ربہٗ جانشین حضرت میاں صاحبؒ

حیاتِ جاوید

یعنی

سوانح حیات

حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری قدس سرہٗ

مؤلفہ

ملک حسن علی صاحب بی اے رجامعہ شرقپوری

سابق مدیر جریدہ (صوفی) و مؤلف ذکرِ محبوب

... م پریس لاہور میں باہتمام میاں منظور الزمان پرنٹر کے چھپی

کو قائم رکھے
بنائے اور پھر
عالم مثال یعنی
ہے۔ ہوائیں
نظام شمسی و قمری
ٹھیک جس طرح اس
ہے۔ اور جس آفتاب کے غروب ہونے پر جس طرح چاند اور ستارے دنیا کی ہدایت

Marfat.com

S3513

فہرست مضامین

مضمون	نمبر صفحہ	مضمون	
دیباچہ	ا تا ٦	سلوک راہ نبوت و سلوک راہ ولایت	
حضرت میاں صاحب کے اجداد عظام	٦	حضرت میاں صاحب مسند تلقین وارشاد پر	
شجرہ نسب	٧	تلاوت قرآن مجید	
حضرت مولوی غلام رسول رح	٨	حقیقت نماز	
حضرت میاں صاحب کی ولادت اور طفولیت	١٠	تعمیر مساجد	
مبشرات قبل از ولادت	١٠	کتب خانہ اور اشاعت کتب	
ولادت باسعادت	١١	میاں صاحب کا سفرنامہ	
تعلیم و تربیت	١٢	اخلاق و عادات اور خصوصی کمالات	
بچپن سے سن رشد تک کے عام حالات	١٤	ملفوظات	
بیعت	١٦	حضرت میاں صاحب کے وعظ و خطبے	٦٨
جذبات جوش و خروش اور حالات سکر		وعظ نمبر ١	٧٣
طالب و مطلوب میں رابطہ اتحاد	١٧	وعظ نمبر ٢	٧٤
عطائے خلافت	١٩	وعظ نمبر ٣	٧٨
حضرت میاں صاحب کے مشائخ عظام کا ذکر	٢٠	وعظ نمبر ٤	٨٠
حضرت خواجہ امیر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ	٢٠	**حصہ نظم**	٨٥
شجرہ نقشبندیہ	٢٢	لولو والمرجان	٨٥
شجرہ نقشبندیہ منثورہ	٢٣	سرور کونین کی شان و مدح میں	٩١
شجرہ نقشبندیہ منظومہ حکیم واسطی صاحب	٢٤	مناجاتیں اور دعائیں	٩٧
مکان شریف و مکان شریف والے	٢٦	مرض الموت اور وفات	١٠٥
حضرت شاہ حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ	٢٧	سوز دل	
حضرت خواجہ امام علی صاحب رح	٣٢	ماتم کبریٰ	
حضرت میاں صاحب کا مذہبی تغافل اور متصوفانہ مسلک		حضرت میاں صاحب کی اولاد	
	٣٥	حضرت میاں صاحب کے خلف...	
خصوصیات و فضائل طریقہ نقشبندیہ	٣٦	حلیہ مبارک حضرت میاں...	
مناقب حضرت امام ...			

Marfat.com

775

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

حکایت از قدآں یار دلنواز کنیم
بایں فسانہ مگر عمر خود دراز کنیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی وَفَّقَ فِی دِیْنِهٖ مَنِ اجْتَبَاهُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ رُسُلِهٖ وَجَمِیْعِ اَنْبِیَاءِهٖ وَعَلٰی عِبَادِهِ الصُّلَحَاءِ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَی الظَّالِمِیْنَ ۔

مذاہب عالم کا اس پر اتفاق ہے کہ اس ظاہری اور مادی عالم کے علاوہ ایک اور عالم بھی ہے جسکے لئے اسلام نے اس عالم کا نام عالمِ مثال ، عالمِ برزخ یا عالمِ ارواح رکھا ہے۔ عالم کائنات کی ہر شے اپنے ظاہری مظاہر اور صور کے علاوہ اپنے اندر باطن بھی رکھتی ہے جس طرح اس عالمِ ظاہری کے نظام کو قائم رکھنے کے لئے خداوند عالم نے رنگا رنگ اور طرح طرح کے عجائبات بنائے اور پھر انہیں قوانین قدرت کے ماتحت کر دیا۔ اس سے کہیں بڑھ کر عالمِ مثال یعنی عالمِ روحانیت کے نظام اور سلسلہ کو قائم رکھنے کا انتظام کیا ہے۔ ہوائیں آتی ہیں۔ موسم بدلتے ہیں۔ درخت اپنے موسم پر پھل لاتے ہیں۔ نظام شمسی و قمری قائم ہے۔ مادی حکومتیں لمن الملک الیوم کا ڈنکا بجا رہی ہیں۔ ٹھیک جس طرح اس عالم ظاہر کا ایک آفتاب جہانتاب ہے۔ عالم روحانی کا بھی ہے۔ اور اس آفتاب کے غروب ہونے پر جس طرح چاند اور ستارے دنیا کی ہدایت

Marfat.com

اور رہنمائی کا کام سرانجام دیتے ہیں۔ عالم روحانی کے بھی ثوابت و سیارے ہیں۔ جو شمس نبوت کی تبعیت میں جہان کی رہنمائی کا کام کرتے ہیں۔ جب عالم ظاہری کے حقائق و کیفیات معلوم کرنے کے لئے قسم قسم کے علوم و فنون سے فیضیاب ہونا اور طرح طرح کی تکلیفوں اور مشقتوں کا برداشت کرنا لوازمات سے ہے تو کیسے ہو سکتا ہے کہ عالم روحانی کے مشاہدات اور جمال خداوندی کا دیدار محنت و کاوش کے بغیر ہی میسر آجائے مشتاقان جمال الہٰی شاہد مقصود سے ہمکنار ہونے کے لئے کٹھن سے کٹھن منازل کو طے کرتے ہیں۔ سنگلاخ چٹانوں کی راہ نوردی میں قدم قدم پر ٹھوکریں کھاتے ہیں ہیبت ناک اور مرعوب کن آزمائشوں اور امتحانوں میں جان جوکھوں میں ڈالتے ہیں ؎

كَيْفَ الْوُصُوْلُ اِلٰى سُعَادَ وَ دُوْنَهَا
قُلَلُ الْجِبَالِ وَدُوْنَهُنَّ خُيُوْفٌ

لیکن اس وادی پرخار کی راہروی ہر کس و ناکس کا کام نہیں ؎

ہر کسے را بہر کارے ساختند
میل او اندر دلش انداختند

نظام شمسی کی طرح نظام انسانی کا بھی مرکز و محور ہے۔ ہر عہد و دور میں چند ایسی برگزیدہ ہستیاں ہوتی ہیں۔ جن کا وجود ستاروں کے مرکز شمسی کی طرح تمام انسانوں کا مرکز محبت و کعبہ انجذاب ہوتا ہے۔ اور جس طرح نظام شمسی کا ہر متحرک ستارہ صرف اسی لئے ہوتا ہے کہ کعبہ شمس کا طواف کرے۔ اسی طرح آبادیوں کے ہجوم اور انسانوں کے گروہ صرف اسی لئے ہوتے ہیں۔ کہ اس مرکز انسانیت اور کعبۂ ہدایت کا طواف کریں۔ گو ظاہری اور مادی حکومت ان کے ہاتھ میں نہیں ہوتی۔ لیکن مخلوق کے دلوں کے وہی حاکم ہوتے ہیں۔ ان کی حکومت ظاہری حکومت سے زیادہ دیرپا اور ان کے محکوم زیادہ وفادار ہوتے ہیں۔ نہ انہیں اپنے شہرستان صدق و صفا کے تاج و تخت کے چھن جانے کا خطرہ نہ اقلیم عشق الہٰی کی سروری و شاہی پر کسی دشمن کی تاخت و یلغار کا خوف سلاطین زمن اور ارباب حکومت ان کے سامنے پرپشہ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے ؎

ببین حقیر گدایان عشق راکیں قوم
شہان بے کمر و خسرواں بے کلہ اند

قرون اولیٰ و وسطیٰ میں اس قسم کے خاصان خدا اور اہل اللہ بکثرت موجود تھے لیکن آہ!

اب وہ نفوس قدسیہ و ارواح طیبہ ہماری ظاہر بین نظروں سے پوشیدہ ہیں - اور محوخواب استراحت - موجودہ زمانہ قحط الرجال کا زمانہ ہے - ایک مجموعہ صفات بزرگ کی رحلت کے بعد کوئی اس جیسا جانشین نظر نہیں آتا -

اس وقت دنیا میں کفرو الحاد کا دور دورہ ہے - شیطنیت و ابلیسیت کی حکومت ہے - مادہ پرستی نے روحانیت سے کنارہ کشی کر لی ہے - ہر قسم کے علمی و عملی مفاسد اپنے کمال و بلوغ کو پہنچ گئے ہیں - صحیح علمی درسگاہیں ٹوٹ گئی ہیں - قرآن حکیم کی تعلیمات کے جو حقیقی معارف تھے اور جن مقاصد عظمیٰ کے لئے اس کا نزول ہوا تھا وہ بھلا دئے گئے ہیں - باہمی تعصب و تفرقہ کی آگ یہانتک بھڑکنی شروع ہو گئی ہے کہ جن چھوٹے چھوٹے اختلافات کو پہلے عوام نے کبھی جگہ نہ دی تھی - اب خواص و فقہا انہی کو معیار اسلام قرار دے کر ایک دوسرے کی تضلیل و تکفیر کے درپے ہو گئے ہیں - بدعات و رسوم کا فتنہ اپنی پوری قوت و احاطہ تک پہنچ گیا ہے - صحیح تصوف و سلوک کے جوہر پاک کا جہل و فسق کی کثافتوں سے امتزاج ہو گیا ہے -

اس قسم کے زمانہ کی ہدایت کے لئے اگر کوئی چیز مشعل راہ ہو سکتی ہے تو وہ قرآن اور حدیث ہے - اور قرآن و حدیث کے بعد ارباب دل سب سے زیادہ جس چیز سے محظوظ و متکیف ہوتے ہیں وہ خدا کے نیک بندوں کا تذکرہ ہے - جس طرح دلکشا فضاؤں کی لطیف ہوائیں دماغ کو تر و تازہ کرتی ہیں - جس طرح مرغزاروں اور گلزاروں کی عنبریں نکہتیں قوت شامہ کو سرمست و وارفتہ بناتی ہیں - جس طرح ارباب عمل کی داستان سن کر دست و بازو میں جنبش ہونے لگتی ہے - اور جس طرح بہادروں کے کارنامے پڑھ کر رگوں میں خون کھولنے لگتا ہے - اسی طرح اولیاء اللہ کے حالات سننے اور پڑھنے سے انسان کی روحانی دنیا میں انقلاب و تلاطم برپا ہو جاتا ہے - جب ان کے زہد و ورع اور طہارت و تقوٰے کا حال معلوم کرتے ہیں تو ان کی صداقت ہماری روح پر اثر ڈالتی ہے - دنیا کی لذتیں ہم کو بے ثبات اور راحتیں رو بفنا نظر آتی ہیں - اور ایمان کا نور مشتعل ہونے لگتا ہے -

وہ عنایت الٰہی جس نے حفظ دین محمدی کا بیڑا اٹھایا ہے بموجب ارشاد نبوی علے صاحبہا الصلوٰۃ والسلام امت مرحومہ کی اصلاح اور ہدایت خلق اللہ کے لئے وقتاً فوقتاً مصلحین امت پیدا کرتی رہتی ہے تاکہ وہ اللہ تعالےٰ کے احکامات اور ہدایات

خلعت تک پہنچا کر اس کی حجت کو خلقت پر قائم کر دیں۔ گو نبوت ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکی ہے۔ لیکن مطابق اس فرمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل سلسلہ ہدایت حسب قاعدہ قدیم بذریعہ نائبان ختم المرسلین قیامت تک جاری رہیگا۔ اللہ تعالے کی رحمتوں اور عنایتوں نے اس زمانہ میں ہماری اصلاح و دعوت اور راہنمائی و ہدایت کی خلعت سند الکاملین امام العارفین قدوۃ الاولیاء حضرت میاں شیر محمد صاحب قدس سرہٗ کو پہنائی اور احیاء سنت و دعوت و تذکیر کا منصب خاص آپ کے سپرد کیا۔ اس ملک میں اس نیلگوں آسمان کے نیچے آپ کا نظیر نہ کسی نے دیکھا اور نہ ڈھونڈنے سے ملیگا۔ بالخصوص آپ جیسے بزرگ کو اس بستی کی گود میں پرورش پانا آجتک نصیب نہ ہؤا۔ آپ کے سلطان سلطنت طریقت اور سالک مسلک شریعت ہونے کا اعتراف صرف آپ کے حلقہ بگوشاں اور مریدین و متوسلین ہی کو نہیں بلکہ علمائے ظاہر جنہوں نے ایک دفعہ بھی آپ کو دیکھا اور آپ کی صحبت و مجلس میں بیٹھے بیساختہ پکار اٹھے کہ آپ کا مثیل اس زمانہ میں موجود نہیں۔ آپ نے اظہار حق اور فریضہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ادائیگی میں جس طرح ثابت قدمی دکھائی اس کی نظیر آپ ہی ہیں۔ بڑے بڑے دنیا دار لوگ، حکومت وقت کے عمال آپ کی مجلس میں بال مگس سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے تھے۔ آپ ساری زندگی میں کبھی کسی سے مرعوب نہیں ہوئے آپ نے اپنے فضل و کمال سے نہ صرف اپنے خاندان کے گذشتہ ممبروں کو پنجاب اور ہندوستان سے روشناس کرایا بلکہ اپنے خاندان کے مستقبل کے لئے ایسا بیج بویا جس کی کونپلیں انشاء اللہ اس قدر بلند ہونگی کہ آسمان کی چوٹی سے باتیں کرنے لگ جائینگی۔ آپ ایک ایسے مشہور خاندان علم و فضیلت سے تعلق رکھتے ہیں جو خاص فضائل کے لحاظ سے اس خطہ میں اپنا نظیر نہیں رکھتا۔ اللہ تعالے نے اس مقدس خاندان کے سارے بزرگوں کے کمالات اس مقدس ہستی میں جمع کر دیئے۔ اور صرف یہیں تک بس نہیں کی بلکہ اپنی طرف سے اس قدر اور اضافہ کیا جس کا احصا ناممکن ہے۔ ؎

قیس سا پھر کوئی نہ اٹھا بنی عامر میں
فخر ہوتا ہے گھرانے کا سدا ایک ہی شخص

معزز ناظرین میں اسوقت جو کچھ کہہ رہا ہوں صرف فرط عقیدت سے نہیں بلکہ میں میزان تواریخ اور محدثین کے قایم کردہ اصول روایت کے مطابق آپ کی مبارک زندگی کے حالات و واقعات آپ کے پیش کرتا ہوں۔ جن کے مطالعہ کے بعد آپ کو واقعی میرے الفاظ پُر از صداقت معلوم ہونگے۔ آپ کے حالات و واقعات اس گئے گزرے زمانہ میں ہماری ڈگمگاتی ہوئی کشتی کے لئے پشتیبان اور ناخدا ہیں۔ یہ تالیف آپ کو بتائے گی کہ اس گئے گزرے زمانہ میں جبکہ احکام شرع کے اجرا اور قیام کا کوئی ذمہ وار نہیں رہا تھا۔ علمائے حقانی بہت کم تھے اور علمائے دنیا ہر طرف پھیلے ہوئے تھے۔ دنیا طلبی اور مکرو زور کی گرم بازاری تھی۔ جاہل صوفیوں کی بدعات و منکرات نے ایک عالم کو گمراہ کر رکھا تھا۔ آپ نے کس طرح مردانہ وار احیاء شریعت اور قیام امر بالمعروف کا غلغلہ بلند کیا۔ اور احکام شریعت کے قیام کی راہ میں اپنی جان تک لڑا دی۔ عشق کی صداقت اور قلب کی طہارت نے آپ کی دعوت و تذکیر میں ایسی تاثیر بخشی کہ تھوڑے ہی عرصہ میں ہزاروں آدمی آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوگئے۔ آپ کا طور و طریق کچھ عجیب عاشقانہ و والہانہ تھا۔ اور ایسا تھا کہ صحابہ کرام کے خصائص ایمانی کی یاد تازہ کرتا تھا۔ اس سے پیشتر اس سیاہ کار اور ذرہ بیمقدار نے حضرت میاں صاحب کے حالات میں ایک مختصر سی تالیف "ذکر محبوب" کے نام سے شائع کی حضرت میاں صاحب کے متعلقین و متوسلین نے میری اس ناچیز تالیف کی کس حد تک قدر افزائی کی۔ اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ کتاب شائع ہوتے ہی ہاتھوں ہاتھ لگ گئی اور ایک ہزار میں سے صرف دو چار کاپیاں اپنی ذاتی ضرورت کے لئے باقی رہگئی ہیں۔ اچھے اچھے قابل اور علم دوست احباب نے میری تالیف کو پسند کر کے نہایت اعلےٰ ریمارک دئے۔ احباب کی حوصلہ افزائی ذکر محبوب کی مقبولیت حضرت خواجہ مظہر قیوم مدظلہ العالی سجادہ نشین مکان شریف کے ایمائے خاص اور حضرت میاں غلام اللہ صاحب جانشین حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ کی توجہ نے مجھے آمادہ کیا ہے کہ حضرت میاں صاحب کی تبلیغی زندگی پر مزید روشنی ڈالوں اور تمام وہ باتیں جو وقت کی قلت کی وجہ سے ذکر محبوب میں اجمال سے لکھنی پڑی تھیں ان کی تفصیل کردوں۔ اور جو وو گذاشتیں بعض واقعات کی صحت کے متعلق رہ گئی تھیں ...

Marfat.com

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ مجھے میرے مقصد پر کامیاب کرے اور توفیق دے کہ اس کام کو نباہ سکوں +

حضرت میاں صاحب کے اجداد عظام کا ذکر

آپ کے واجب الاحترام اجداد کے متعلق جس قدر استناد و وثوق اور حالات کی تطبیق سے معلوم ہوا ہے وہ یہ ہے کہ آپ کے اجداد عظام کا اصل وطن افغانستان تھا۔ جب اسلامی فتوحات نے معراج ترقی پر قدم رکھا تو افغانستان کے بہت سے شریف گھرانے پنجاب و ہندوستان میں آبسے۔ چنانچہ حضرت میاں صاحب کے اجداد پہلے دیپالپور میں مقیم ہوئے پھر زمانہ کے انقلاب نے اس خاندان کے چند بزرگوں کو شہر قصور میں پناہ لینے پر مجبور کیا۔ چونکہ سربرآوردہ علم وعمل تھے اس لئے شہر قصور کے رؤسا اور پٹھانوں کو اپنی طرف متوجہ کر کے اپنا حلقہ بگوش بنا لیا۔ وہ سب کے سب آپ کے اجداد کو مخدوم کہکر پکارتے تھے۔ علوم دینیہ کی درس و تدریس انکا بہترین مشغلہ تھا۔ قلمی قرآن مجید لکھا کرتے تھے۔ حفظ قرآن کی نعمت اس خاندان میں ورثتاً چلی آتی تھی۔ دُور دراز سے لوگ آکر ان کی صحبت سے فیض یاب ہوتے تھے۔ ان بزرگوں میں سے سوا دو اصحاب کے باقی واپس دیپالپور تشریف لے گئے۔ دونوں میں سے ایک تو کوٹ پکہ قلعہ قصور میں اور دوسرے کوٹ پیراں قصور میں مقیم ہو گئے۔ کوٹ پکہ قلعہ والے صاحب کی تیسری پشت میں سے ایک صاحب مسمی حافظ صالح محمد ہوئے۔

میں اس مقام پر ناظرین کے لئے آپ کے خاندان کے معزز حضرات کا شجرہ نسب لکھتا ہوں

(دیکھو صفحہ ۷ پر)

Marfat.com

شجرہ خاندان

- حافظ ہاشم
  - حافظ محمد
    - حافظ صالح محمد
      - حافظ محمد عمر
        - حافظ محمد حسین
          - میاں عزیز دین
            - حضرت میاں صاحب شیر محمدؒ
            - میاں غلام اللہ صاحبؒ
              - غلام احمد
              - صاحبزادہ سعید احمدؒ مرحوم و مغفور
          - حافظ حمید الدین
            - رحیم اللہ
            - غلام کبریا
              - نور احمد
              - سلطان احمد
          - میاں نظام دین
            - لاولد
          - مسماۃ عزیز بیگم
        - بدر دین رحمۃ اللہ
          - شہاب دین
          - مائی عائشہ والدہ حضرت میاں صاحب
        - قمر دین
          - نیک بی بی
        - مسماۃ حافظ
          - لاولد
      - میاں غلام رسول
        - مسماۃ آمنہ
      - غلام محمد
        - لاولد
      - مسماۃ مریم زوجہ میاں قطب دین
        - چراغ دین

حافظ محمد صالح صاحب رحمۃ اللہ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جد اعلیٰ قرآن مجید کی کتابت کیا کرتے تھے اور اس فن میں یکتائے روزگار تھے۔ حافظ محمد عمر صاحب حضرت میاں صاحب کے جد بزرگوار ہیں جو علاوہ خوشنویسی کے فن طبابت ...

Marfat.com

بھی مہارت رکھتے تھے ؛

حضرت مولوی غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولوی غلام رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک نہایت ہی بزرگ اور نفیق طبیعت حافظ عالم و عابد شخص تھے - آپ کے انتہا سے زیادہ بڑھے ہوئے زہد و عبادت کا چرچا گھر گھر پھیلا ہوا تھا اور ضمیری و روحانی جوہروں اور ریاضت و مجاہدات کے کرشموں کے ڈنکے ایک عالم میں بج گئے تھے - شہر قصور میں آپ کا مکان کوٹ حاجی رانجھے خاں متصل مسجد حاجی رانجھے خاں تھا - شہر قصور کو اس وقت جو عروج اور ترقی حاصل تھی وہ شاید آج بھی اسے نصیب نہ ہو - یہاں کے باشندے نہایت خوشحال اور دولت مند تھے - ہر قسم کے باکمال اور اہل ہنر کا وجود پایا جاتا تھا شہر تجارت و فلاحت کا بھی مرکز تھا - لیکن بدقسمتی سے نواب نظام الدین خاں حاکم قصور سے سمت ۱۸۵۹ میں رنجیت سنگھ کا بگاڑ ہو گیا - رنجیت سنگھ نے شہر قصور پر یورش کر دی اور شہر قصور کو ویران کر دیا - اس کے دو تین سال بعد نواب قطب الدین خاں حاکم قصور کے عہد میں رنجیت سنگھ نے دوبارہ فوجکشی کی - رنجیت سنگھ کا ارادہ درحقیقت ریاست کے چھیننے کا تھا - اگرچہ پٹھانوں نے یکدل و یکجان ہو کر اپنی قیام عزت و آبرو کے واسطے اس بار سخت جنگ کی - لیکن دو ماہ کے محاصرہ کے بعد جس قدر غلہ شہر میں تھا لشکر اور رعیت نے کھا لیا - پھر ایسا قحط پڑا کہ غلہ کا دانہ موتی کا دانہ بن گیا - اور لوگوں نے مویشی اور سواری کے گھوڑے مار کھائے - جب شہر کی خلقت تنگ آ گئی تو جس طرح ہو سکا - لوگ شہر سے نکل کر بھاگ گئے -

حضرت میاں غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ بھی انہی ایام میں تن تنہا نکل کر حجرہ شاہ محمد مقیم رحمۃ اللہ علیہ چلے گئے - حجرہ شاہ محمد مقیم جس وقت پہنچے تو وہاں مسجد میں دو صاحب زادے تختیوں پر مشق کر رہے تھے - حضرت میاں غلام رسول صاحب بڑے خوشنویس اور نامی کاتب تھے - انہوں نے صاحب زادوں سے تختی لیکر دو حرف اپنے قلم سے ڈال دئے - صاحبزادوں نے وہ حروف اپنے والد حضرت قطب علی سجادہ نشین درگاہ حجرہ شاہ محمد مقیم کو جا کر دکھائے - چنانچہ اس طرح حضرت قطب علی سجادہ نشین رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت میاں غلام رسول کی تشریف آوری کا علم ہو گیا -

Marfat.com

حضرت میاں غلام رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بڑی عزت و تکریم کی۔
رنجیت سنگھ نے بعد فتح قصور کے اطراف و جوانب کے علاقوں کو بھی غارت کرنا شروع کر دیا۔ چنانچہ صاحب سنگھ بیدی نے جو گورو نانک کی اولاد سے تھا حجرہ شاہ مقیم پر یورش کر دی۔ حضرت مولوی غلام رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ وہاں سے نکلے اور شرقپور میں آکر پناہ لی۔ مولوی غلام رسول صاحب کے ہمراہ حجرہ شاہ مقیم سے شرقپور کے زرگروں کے بزرگ پیر بخش۔ نادر بخش۔ خدا بخش وغیرہ بھی شرقپور آ گئے۔ یہاں کے لوگوں نے آپ سے اس قدر ہمدردی و غمخواری کی کہ آپ یہیں مقیم ہو گئے جس جگہ اب مسجد میاں صاحب واقع ہے۔ اس جگہ اس زمانہ میں شہر کا کوڑا کرکٹ پڑتا تھا۔ حضرت مولوی غلام رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس جگہ کو شرقپور کے زمینداروں کی مدد سے پاک و صاف کر کے مسجد کی بنا رکھ دی۔ اور اس جگہ کو اپنے درس و تدریس اور افتا کا مرکز بنا لیا۔ بات اصل میں یہ ہے کہ جو لوگ اپنے دامن میں حق و صداقت کا تخم رکھتے ہیں وہ جس سرزمین میں جا نکلتے ہیں وہیں اپنی فصل و کاشت خود تیار کر لیتے ہیں۔

حضرت مولوی غلام رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں اولاد نرینہ نہ تھی صرف ایک ہی صاحبزادی تھیں۔ جن کا نام بی بی آمنہ رحمۃ اللہ علیہا تھا۔ حضرت مولوی غلام رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صاحب زادی کا نکاح حضرت میاں محمد حسین قصوری سے کر دیا۔ حضرت میاں محمد حسین کا سلسلہ نسب صرف ایک واسطے سے حضرت میاں غلام رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے جا ملتا ہے۔ بوجہ نہ ہونے اولاد نرینہ کے حضرت میاں غلام رسول نے حضرت محمد حسین رحمۃ اللہ علیہ کو بھی شرقپور بلوا لیا۔ شرقپور کے بڑے بڑے آدمی مثلاً راقم الحروف کے دادا ملک الیاس رحمۃ اللہ علیہ حکیم نبیر علی۔ حافظ احمد یار وغیرہ سب حضرت میاں غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ شاگردی میں آ گئے۔ آپ کی برکت سے شرقپور کے گھر گھر علم و ہدایت کا چرچا ہو گیا۔ آخر بروز سہ شنبہ ۱۷ شہر رجب ۱۲۸۰ھ موافق ۵۔ جنوری ۱۸۶۴ء مطابق ۲۳۔ ماہ پوہ سمت ۱۹۲۰ آپ کا انتقال ہوا۔ آپ کی تاریخ وفات لفظ غفر ۱۲۸۰ سے نکلتی ہے۔ آپ کے بعد آپ کی جگہ حافظ محمد حسین رحمۃ اللہ علیہ خلق خدا کی خدمت کرتے رہے۔ حافظ محمد حسین رحمۃ اللہ علیہ نے قصور میں وفات پائی اور وہیں مدفون ہوئے۔ حافظ محمد حسین رحمۃ اللہ علیہ کے تین بیٹے تھے سب سے چھوٹے میاں

Marfat.com

نظام دین تولا ولد ہی فوت ہو گئے تھے۔ اور سب سے بڑے حضرت میاں عزیز دین رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے والد تھے۔ بڑے متقی اور پرہیزگار تھے۔ صوم و صلوٰۃ کے پابند۔ خدا خوف۔ شب بیدار۔ غرضیکہ ہمہ صفت موصوف۔ محکمہ ونیکسی نیشن میں ملازمت اختیار کر لی۔ مدت دراز تک ملازم رہے۔ آخر دورانِ ملازمت میں قصبہ بھوانی ضلع حصار میں وفات پائی۔ اور وہیں مدفون ہوئے۔ آپ کو وفات پائے قریباً تیس سال گذر چکے ہیں۔ آپ کے ایک خادم جو آپ کے ہمراہ کچھ مدت رہے ہیں اس وقت شرقپور میں موجود ہیں اور وہ رو رو کر آپ کے حالات بیان کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ حضرت میاں عزیز الدین صاحب اپنے نوکروں کو ساتھ بٹھا کر کھانا کھلاتے تھے۔ اپنے ہاتھ سے اپنے کپڑے بھی دھوتے اور اپنے نوکروں کو بھی دھو کر دیتے تھے۔ رشوت کی ایک کوڑی تک کسی سے ساری عمر نہیں لی۔ حضرت میاں عزیز الدین کے منجھلے بھائی میاں حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ عالم اور قرآن کے حافظ تھے۔ حضرت میاں محمد حسین کے بعد مسجد کا کام آپ ہی کے سپرد رہا۔ اس وقت شرقپور میں بہت سے حفاظ آپ کے شاگرد موجود ہیں۔ آپ بہت سے کمالات اور خوبیوں کے جامع تھے۔ ۹۔ جمادی الثانی ۱۳۳۳ھ مطابق ۲۴۔ اپریل ۱۹۱۵ء بروز ہفتہ وفات پائی۔

حضرت میاں صاحب کی ولادت اور طفولیت

مبشّرات قبل از ولادت

کہتے ہیں کہ حضرت خواجہ امیر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بذریعہ کشف معلوم ہوا کہ شرقپور شریف میں ایک اولیاء اللہ پیدا ہوگا۔ اسی کشف کی بناء پر حضرت خواجہ صاحب نے شرقپور سالانہ آمد و رفت شروع کر دی تاکہ اپنے سلسلہ نقشبندیہ کی کمند اس مرغ لاہوتی پر ڈالیں۔ اکثر اولیاء اللہ کی ولادت سے قبل مبشّرات کا ہونا اس کثرت سے ثقہ اور معتبر روایات سے ثابت ہے کہ ایک سلیم الفطرت آدمی کے لئے سوائے تسلیم کے کوئی چارہ نہیں۔ بزرگانِ دین اور اولیاء اللہ کی ولادت سے قبل مبشّرات کا ظہور کوئی ایسا امر نہیں جس سے انکار ہو سکے۔ حضرت خواجہ بہاؤالدین صاحب قدس سرہٗ، حضرت مجدد الف ثانی رح، حضرت شاہ

Marfat.com

ولی اللہ صاحب محدث دہلوی وغیرہ اسی طرح بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت میاں صاحب کی پیدائش سے قبل ایک فقیر صاحب شرقپور تشریف لائے تھے اور اکثر آپ کے محلہ میں پھرتے اور لمبے لمبے سانس لیتے جیسے کوئی خوشبو لے رہا ہے۔ دریافت کرنے پر فقیر صاحب نے جواب دیا کہ اس کوچہ میں خدا کے ایک مقبول بندے کی رُوح آنے والی ہے۔ میں اُس کی تاک میں ہوں

الغرض اس قسم کی اور بہت سی روایات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت میاں صاحب مادرزاد ولی تھے۔

ولادت باسعادت

مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ باوجود کوشش کے حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت کی صحیح تاریخ دستیاب نہیں ہوسکی۔ صرف اس قدر معلوم ہوا ہے کہ آپ کی ولادت سنہ ۱۸۶۳ء میں ہوئی۔ دیگر قرائن سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا یہ سن ولادت بالکل صحیح ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے انتقال سے چند ماہ پیشتر یہ فرمایا کرتے کہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی عمر ۶۳ سال کی تھی۔ اور میری عمر حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام کی عمر سے دو سال زیادہ ہوگئی ہے"

لہٰذا آپ کی عمر رحلت کے وقت بلا ریب پینسٹھ سال کی تھی۔ اس لئے حساب لگانے سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۱۸۶۳ء آپ کی ولادت کا سال ہے۔ والدہ ماجدہ کا نام مائی عائشہ رحمۃ اللہ علیہ تھا جو میاں بدر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ قصوری کی عصمت مآب اور محترمہ صاحبزادی تھیں۔ ولادت کے ساتویں روز آپ کا اسم گرامی شیر محمدؒ رکھا گیا۔

میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بچپن کا زمانہ کچھ ایسا حیرت افزا اور نرالا تھا۔ جس کی نظیر دنیا کے بچوں میں پائی جانے کی ہرگز امید نہیں۔ آپ کی بھولی بھالی صورت میں فطرت نے وہ مجنونانہ ادائیں کوٹ کوٹ کر بھری تھیں جنھوں نے آپؒ کے والد حضرت میاں عزیز الدین صاحبؒ ہی کو نہیں بلکہ آپؒ کے والد کے نانا حضرت میاں غلام رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسے مستغنی مزاج کو آپ کا فریفتہ و شیدا بنا دیا۔

Marfat.com

حضرت میاں غلام رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس بلند اقبال اور ہونہار بچے سے بیحد محبت رکھتے تھے۔ جوں جوں آپ بڑے ہوتے تھے سارے گھرانے اور خاندان کی توجہ آپ کی طرف زیادہ ہوتی جاتی تھی۔ مولوی غلام رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کا وقت قریب آیا۔ تو اُس وقت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو جن کی عمر قریبًا ایک برس کی تھی اپنے سینہ سے لگا کر روحانی فیضان سے مالا مال کر دیا۔ مسکینی۔ غریبی۔ کم گوئی۔ تفکر۔ آہستگی سے بات کرنا۔ غرضیکہ بہت سی خصلتیں جو بچوں میں کم دیکھی جاتی ہیں آپ میں موجود تھیں۔ بچپن سے اپنے نفس امارہ کو احکام خداوندی کا پورا پورا مطیع اور فرمانبردار بنا دیا۔ تقوے و پرہیزگاری۔ طاعت الہٰی۔ خداداد خلق۔ بے مثل تواضع۔ نیک نیتی۔ وفا شعاری۔ خدا ترسی۔ غرضیکہ یہ باتیں بوجہ احسن آپ میں پیدا ہو گئی تھیں۔ حیا اور شرم کی یہ حالت تھی کہ جب کوچہ میں سے گزرتے تو سر پر چادر اوڑھ لیتے۔ مبادا کسی غیر محرم کی طرف نظر جا پڑے۔ محلہ کی عورتیں کہا کرتیں یہ ہمارے محلہ میں لڑکی پیدا ہوئی ہے جو چہرہ پر نقاب لے کر چلتی ہے۔ آپ کی پیشانی اُسی وقت سے ہی اس جاہ و جلال کا صاف پتہ دے رہی تھی۔ جو آئندہ زمانہ میں آپ کو نصیب ہونے والا تھا ؎

بالائے سرش ز ہوشمندی   مے تافت ستارۂ بلندی

تعلیم و تربیت

حضرت میاں صاحب کو بعد ختم قرآن مجید مڈل سکول شرقپور میں بٹھایا گیا۔ مدرسہ کی تعلیم میں آپؒ کی طبیعت بالکل نہ لگتی تھی۔ اپنے والد حضرت میاں عزیز الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اصرار پر صرف پانچویں جماعت تک ہی تعلیم پائی۔ مدرسہ سے جب چھٹی ملتی تو دوسرے بچے کھیل کود میں مشغول ہو جاتے۔ آپ مسجد میں گوشۂ تنہائی اختیار کرتے اور اللہ کا ذکر کرتے۔ جب مدرسہ کی تعلیم چھوڑ دی تو حضرت میاں عزیز الدین صاحبؒ نے آپ کی تعلیم و تربیت اپنے چھوٹے بھائی حضرت حافظ حمید الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کی۔ میاں حمید الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فارسی کی چند درسی کتب آپ کو پڑھائیں۔ کچھ دنوں حکیم شیر علی صاحب مرحوم سے بھی پڑھتے رہے۔ بس یہی آپ کا منتہائے تعلیم

Marfat.com

ظاہری ہے۔ تعلیم کی نسبت آپ کو خوشنویسی سے زیادہ لگاؤ رہا ہے۔ مدرسہ میں بھی آپ کی خوشخطی مشہور تھی۔ مدرسہ چھوڑنے کے بعد آپ نے اس فن اور نقاشی میں اس قدر مشق کی کہ بڑے بڑے کاتب اور خوشنویس اور نقاش آپ کے قطعات مکتوبات اور بیاضیں دیکھ کر حیران رہ جاتے تھے۔ کئی قلمی قرآن مجیدوں کو جنکے اوّل اور آخیری حصص بوسیدہ ہو گئے تھے آپؒ نے ان کو اپنی قلم سے مکمل کیا۔ اس عمر میں آپ کو گھوڑے کی سواری کا بھی بہت شوق تھا خواہ کیسی ہی چالاک اور بدخو گھوڑی ہوتی آپ کے مطیع ہو جاتی۔ اگرچہ علمائے ظاہر ہمیشہ آپ پر کم علمی کا طعن رکھتے رہے لیکن وہ اس حقیقت سے بالکل بے خبر ہیں۔ کہ ان ظاہری اکتسابی علوم کے علاوہ ایک اور علم بھی ہے۔ جسے اصطلاح قرآن مجید میں علم لدنی کہتے ہیں۔ اور جس سینہ کو اللہ تعالےٰ علم لدنی سے نوازتے ہیں۔ اُسے علم ظاہری کی منطقیانہ بھول بھلیوں سے پاک و صاف رکھتے ہیں۔ یہ وہ مدرسہ ہے جس کا معلم خود خالق ارض و سما ہوتا ہے۔ تمام اولوالعزم انبیاء و رسل اور اکثر اصدقاء و شہداء اسی مدرسہ وہبی سے ہی تعلیم پاکر دنیا میں آئے۔ اور دنیا کی کایا کو پلٹ دیا۔ اس مدرسہ وہبی کے تعلیم یافتوں کا رنگ ڈھنگ بالکل سادہ ہوتا ہے۔ انکی کلام میں سیدھی سادی مثالیں شامل ہوتی ہیں لیکن ان مثالوں کا بہ زبردست اثر ہوتا ہے کہ اچھے بڑے سخت دل آدمیوں کا روتے روتے کلیجہ منہ کو آجاتا ہے۔ اور اس وقت بڑے فاسقوں کی کایا پلٹ جاتی ہے۔ ان کی کلام کا ہر ایک لفظ مثل تیر دلدوز کے دل کو چھید کر آر سے پار ہو جاتا ہے۔ بڑے بڑے عالموں کی گردنیں اُن کے سامنے جھک جاتی ہیں اور اپنے علم کو ان کے علم کے مقابلہ میں مثل افسانہ کے سمجھتے ہیں۔ اُمتِ محمدیہ علےٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں مصاحبین امت کی ایک جماعت ایسی ہوئی ہے جو صرف اسی مکتب الٰہی کی تربیت یافتہ تھی۔ چونکہ اس وقت تفصیل کا مقام نہیں ورنہ اس موضوع پر کچھ اور روشنی ڈالتا۔ اس خاکسار (مؤلف) کی نظر میں حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا علم بھی اسی قبیل سے تھا اور اسی فیضانِ الٰہی کا نتیجہ تھا کہ آپؒ فارسی اور اردو زبان کی کتابیں بلا روک ٹوک پڑھ لیتے تھے۔ البتہ عربی زبان میں چونکہ پوری قدرت حاصل نہ تھی اس لیئے عربی کتابوں کے تراجم منگوا لیا کرتے تھے۔ آپؒ کے کتب خانہ میں عربی۔ فارسی اور اردو زبان میں ہزارہا

Marfat.com

ہی کی تعداد میں کتابیں موجود ہیں۔ اس وقت تک ہندوستان میں قرآن حکیم کی تفسیر اور صاحب قرآن یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرہ و حیات طیبہ کے متعلق اردو زبان میں جتنی کتابیں شائع ہو چکی ہیں سب کی سب آپ کے کتب خانہ میں موجود ہیں۔ اور ان میں سے کوئی کتاب ایسی نہیں جسے آپ نے مطالعہ نہ فرمایا ہو۔ اگرچہ آپ کے کتب خانہ میں تصوف و سلوک اور فقہ و مسائل کا بھی ایک کافی ذخیرہ ہے اور آپ کو ان سے بہت شغف رہا ہے۔ لیکن آخر عمر میں آپ کی توجہ صرف قرآن اور سیرۃ طیبہ نبویہ کے مطالعہ کی طرف مبذول ہو گئی تھی۔ اور اپنے جملہ تعلیم یافتہ احباب کو بھی یہی وصیت کرتے تھے کہ قرآن مجید پڑھو اور سیرۃ طیبہ کا مطالعہ کرو۔

یہ بات بھی منجملہ آپ کے خصائص مقام ولایت سے ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ قرآن اور صاحب قرآن کی سیرت و حیات مقدس کے مطالعہ سے بڑھ کر نوع انسانی کے تمام امراض قلوب و علل ارواح کا اور کوئی علاج نہیں اور یہی نسخہ شفا موجودہ زمانہ کے شک و ریب کے سارے دکھوں کا علاج ہے۔

اسلام کا دائمی معجزہ اور ہمیشگی کی حجۃ اللہ البالغہ قرآن کے بعد اگر کوئی چیز ہے تو وہ صاحب قرآن کی سیرۃ ہے اور در اصل قرآن و حیات نبوت معناً ایک ہیں۔ قرآن متن ہے اور سیرت اس کی شرح۔ قرآن علم ہے اور سیرۃ اس کا علم۔ قرآن صفات و قرالطیب میں ہے۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مجسّم و ممثل قرآن تھے۔ جو یثرب کی سرزمین پر چلتے پھرتے نظر آتے تھے اور یہی تفسیر ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اس قول کی وکان خلقہٗ القرآن" ے

ما دو جانے آمدہ در یک بدن ٭ من کیم ؟ لیلیٰ و لیلیٰ کیست ؟ من !

اگرچہ مذکورہ بالا باتیں بلا قصد زبان قلم پر آگئی ہیں۔ اور نہ ہی ان کا یہ موقع تھا۔ لیکن زیادہ تر یہ خیال باعث ہوا۔ کہ شاید بعض اصحاب کے لئے سود مند علم و عمل ہو،

فتشبہوا ان لم تکونوا مثلہم ٭ اِنَّ التشبہ بالکرام کرام

بچپن سے سن رشد تک کے عام حالات

یہ تو معلوم ہو چکا ہے۔ کہ اس وقت تعلیم سے آپ کی طبیعت اکتا گئی تھی۔ اور

Marfat.com

نوافل و ذکر اذکار کی طرف راغب ہوگئے۔ ساری ساری رات یادِ الٰہی میں مشغول رہتے۔ آبادی سے ویرانوں اور قبروں میں چلے جاتے۔ مخلوق سے نفرت فرماتے کئی کئی روز تک فاقہ کشی کر کے سنتِ نبویہ سے مشرف ہوتے۔ تاآنکہ آپ پر عالمِ مثال کے اسرار و عجائب مکشوف ہونے شروع ہوگئے۔ آپ کے معاصرین جنہوں نے آپ کی اس حالت کو دیکھا ہے۔ ابھی بہت سے زندہ ہیں۔ یہ حالت ہوگئی تھی کہ ادنیٰ سی آواز پر آپ پر وجد طاری ہوجاتا۔ کئی کئی گھنٹوں تک ہوش میں نہ آتے کنوئیں کی چرخی کی آواز آپ کو بے قابو کر ڈالتی۔ آپ کی نظر میں ایک بجلی کا اثر تھا۔ جس شخص کی طرف آپ توجہ سے دیکھتے اُسے بے قابو کر دیتے۔ اس زمانہ میں شراب عشقِ الٰہی صہبائے خمیر آنجناب میں اس قدر غلبان تھی کہ بڑے بڑے مستقل مزاجوں کو آپ کی توجہ کے وقت آہ و نالہ اور گریہ و بکا امکان میں نہ رہتا۔ آپ کی مسجد میں ایک عرب آیا۔ اس نے آپ کو اس حالت میں دیکھا تو کہا "ھٰذا مجنون" لیکن آپ مجنون نہیں تھے۔ جنون تھا تو عشقِ الٰہی کا۔ آپ نے اس پر جو ایک ہی نظر کی تو اس پر وجد کی سخت حالت طاری ہوگئی۔

آپ کے والد محکمہ ونکیسی نیشن میں چالیس روپیہ مشاہرہ پر ملازم تھے۔ آپ کے ذاتی اخراجات کے لئے دس روپیہ ماہوار بھیجتے تھے۔ لیکن آپ کی شاہ خرچی کا یہ حال تھا کہ جو کچھ ہاتھ میں آتا۔ درویشوں۔ مسافروں اور غربا میں لٹا دیتے۔ اگر کوئی پگڑی مانگتا تو اپنی پگڑی اُتار کر دیدیتے۔ اگر کُرتہ مانگتا تو کُرتہ دیدیتے کھانا کبھی اکیلے نہ کھاتے بلکہ چار احباب کو ساتھ ملا کر کھاتے۔ یہ رقم آپ کے لئے بالکل ناکافی ہوتی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ بازار میں آپ ہمیشہ مقروض رہتے جب والد صاحب رح چھٹیوں میں گھر آتے تو حضرت میاں صاحب رح کا سارا قرض ادا کر دیتے۔ حضرت میاں عزیز الدین صاحب رح کو اپنے صاحبزادہ کی یہ حالت ہرگز گوارا نہ تھی۔ انہیں یہ شبہ ہوگیا کہ میرا بیٹا دیوانہ اور باولا ہوگیا ہے۔ آپ کے چچا حضرت حافظ حمید الدین صاحب بھی آپ کو باولا کہہ کر پکارتے تھے۔ آپ کی والدہ مرحومہ بھی آپ کی اس روش کو ناپسند کرتی تھیں۔ کیونکہ آپ گھر میں جو چیز دیکھتے خدا کی راہ میں لٹا دیتے تھے۔ جود و سخاوت میں تو آپ کے مقابلے میں حاتم طائی کے قصے بھی افسانوں سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتے۔ ایک بار والد صاحب کی

Marfat.com

ناراضگی کے باعث لاہور اس ارادہ سے تشریف لے گئے کہ خوشنویسوں میں کہیں ملازمت کرلیں۔ جب مسجد طلائی کے نیچے پہنچے تو ہاتف غیبی نے آواز دی اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ بھول گیا اسی جگہ سے آپ واپس آگئے۔

آخر ایک روز حضرت میاں عزیزالدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو جبکہ آپ اپنے صاحبزادہ حضرت میاں صاحب کی حالت پر پشیمان ہو رہے تھے علاقہ حصار کے ایک صاحب کشف فقیر نے بشارت دی کہ گھبراؤ مت۔ تمہارا یہ بیٹا مقبول درگاہ الٰہی ہے ایک دن بڑا با اقبال ہوگا۔ اور جب اس کی عمر چالیس سال کی ہوگی تو اس کا عروج دیکھو گے۔ حضرت میاں عزیزالدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اس بشارت سے اطمینان ہوگیا۔ اس کے بعد آپ کا دل اپنے بیٹے کی طرف سے کبھی مکدر نہ ہوا۔ اور حتی الوسع ان کی خواہشات کے راستے میں کبھی رکاوٹ نہ بنے۔

بیعت

اب حضرت میاں صاحب کسی ہادی و مرشد کی تلاش میں تھے جن کی وساطت سے آپ اس مقام عالی تک پہنچ جائیں جو آپ کے پیش نظر تھا۔ اور چونکہ اس مقام تک بدون توسل مرشد کامل کے پہنچنا سخت دشوار بلکہ غیر ممکن ہے۔ اس لئے آپ ہمیشہ ڈھونڈ اور تلاش میں رہتے۔ آپ کے خاندان کے جملہ بزرگان کا تعلق آپ سے پیشتر حجرہ شاہ مقیم رحمۃ اللہ علیہ سے تھا۔ آپ نے بھی حضرت پیر سعادت علی سجادہ نشین حجرہ شاہ مقیمؒ کی خدمت میں مرید ہونے کے لئے درخواست کی حضرت پیر سعادت علی نے فرمایا کہ ہم میں بہت سی بدعات رائج ہوگئی ہیں۔ آپ کسی ایسے صاحب باطن سے تعلق پیدا کریں۔ جس کا مسلک علیٰ منہاج النبوت ہو۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کو حضرت میاں امیرالدین صاحب جیسے پیر کامل اکمل مل گئے جن کی برکت صحبت اور انوار ہدایت سے آپ نے اشغال طریقہ نقشبندیہ میں تھوڑی ہی مدت کے اندر کمال پیدا کر لیا۔ اس زمانہ میں کئی سجادہ نشین حضرت میاں صاحبؒ کو اپنے حلقہ بیعت میں لینے کی کوشش کرتے رہے۔ مگر میاں صاحبؒ کی طبیعت ان رسمی اور دوکاندار سجادہ نشینوں سے مطمئن نہ ہونے والی تھی۔ آخر اطمینان قلب نصیب ہوا تو اپنے پیشوا حضرت بابا امیرالدین صاحب رحمۃ اللہ ساکن

Marfat.com

کوٹلہ شریف کی صحبت بابرکت میں رہنے سے۔

حضرت میاں صاحب نے خود اپنی بیعت کا ذکر یوں فرمایا کہ حضرت امیرالدین رحمۃ اللہ علیہ شرقپور میں آتے تو ہماری مسجد میں تشریف لا کر صدر امجد کے پاس ٹھہرتے اور چلے جاتے اور پھر آجاتے۔ کچھ عرصہ کے بعد مجھے حلقہ بیعت میں لینے کی ترغیب دینی شروع کی۔ شروع شروع میں میرا دل نہیں مانتا تھا۔ لیکن آخر ان کے روحانی تصرف نے مجھے آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنے پر مجبور کر دیا۔ حضرت میاں صاحب فرمایا کرتے کہ میں مراد بھی ہوں اور مرید بھی ہوں یعنی چاہنے والا بھی اور چاہا گیا بھی۔ اس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ حضرت خواجہ صاحب نے بوجہ ایک روحانی کشف کے صرف اسی لئے سال بسال شرقپور میں آمد و رفت شروع کر دی تھی کہ حضرت میاں صاحب کو اپنے حلقہ میں داخل کر کے سلسلہ نقشبندیہ کی کمند آپ پر ڈالیں۔

جذباتِ جوش و خروش اور حالاتِ سکر

طالب و مطلوب میں رابطۂ اتحاد

بیعت کرنے کے بعد حضرت خواجہ صاحب کو میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے حد درجہ کی محبت پیدا ہو گئی۔ ایکبار شرقپور تشریف لائے۔ برسات کا موسم تھا حضرت میاں صاحب آپ کی خاطر آپ کی فرمائش پر چاء پکانے لگے۔ لکڑی وغیرہ ہاتھ نہ آئی تو اپنی دستار مبارک سے ہی ایندھن کا کام لیا۔ آپ کو جب یہ حال معلوم ہوا تو حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی محبت اور خلوص نے دل میں جگہ کر لی۔ ایکبار حضرت بابا امیرالدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ شرقپور تشریف لائے ہوئے تھے جب شرقپور سے عازم کوٹلہ شریف ہوئے حضرت میاں صاحب رخصت کرنے کے لئے ساتھ ہو لئے۔ شرقپور کے باہر ترکھانوں کے دوکان پہ آپ کو کسی ضرورت کے لئے ٹھہرنا پڑا۔ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ دوکان والوں کی درخواست پر چارپائی

ہو کر بیٹھ گئے۔ اگرچہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کپڑے سب کے سب خراب ہو گئے مگر کچھ پروا نہ کی۔ بعض اوقات حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ کوٹلہ شریف تشریف لے جاتے۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اونٹنی پر سوار ہوتے۔ اور حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہمراہ پیدل دوڑتے۔ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کوٹلہ شریف میں اپنے پیشوا کی خدمت میں کئی روز تک رہتے۔ وہاں چکی پیستے اور لکڑیوں کی گٹھڑیاں لاتے۔ ایک دن بابا صاحبؒ نے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ارشاد فرمایا کہ آپ آیندہ لکڑیوں کی گٹھڑیاں نہ لایا کیجئے۔ حضرت بابا صاحبؒ کے روبرو حضرت میاں صاحبؒ کو سخت وجد کی حالت طاری ہوتی۔ کوٹلہ شریف کے باہر چھپڑ میں حضرت بابا صاحب رح اور میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ غسل کرنے کے لئے داخل ہوئے۔ حضرت میاں صاحب رح کو کتے لگے بھونکنے کی آواز۔ پانی میں ہی وجد شروع ہو گیا۔ وجد ایسا سخت تھا۔ کہ آدمی کے قد کے برابر پانی کی سطح سے اوپر اٹھتے اور نہ آب تک جا گرتے۔ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پکڑو پکڑو۔ لیکن حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ مچھلی کی طرح ادھر اُدھر نکل جاتے اور کسی کے قابو میں نہ آتے۔

دن میں کئی ایک مرتبہ حالت بیخودی میں تڑپتے لوٹتے اور گریبان چاک کرتے۔ عالم بیقراری میں مسجدوں کے دروازوں پر جا کھڑے ہوتے۔ اور اللہ کریم کو آوازیں دے دے کر پکارتے۔ کبھی جنگل کی طرف بھاگ جاتے۔ راستے میں کوئی شخص ملجاتا تو اُس سے خداوند کریم کا پتہ پوچھتے کہ میرا خدا کہاں ہے؟ کیا تمہیں کہیں ملا ہے یا نہیں؟ کانٹے دار جھاڑیوں میں گھس جاتے مغیل کے خاردار شاخوں میں اپنے کو پھینک دیتے اور اس عالم سکر میں بے ساختہ آپ کی زبان سے قسم قسم کے کلمات نکلتے کبھی قبرستان کی طرف دوڑ جاتے۔ اگر کوئی ٹوٹی پھوٹی قبر ملجاتی تو اُس میں گھس جاتے۔ ایک روز سکر کی حالت میں آپ کی زبان سے یہ کلمہ نکلا "ہُن میں ہو گیا کوئی ہور ہنوں کون پچھانیگا" تین مرتبہ ایسا ہی کہا پھر صحو میں آگئے اور تین دفعہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ

ایک دفعہ گندم کے ایک کٹے ہوئے کھیت میں وجد ہو گیا۔ ایک دفعہ کنکروں کا ڈھیر دیکھ کر یہ کیفیت ہو گئی اور دیر تک زمین پر لوٹ پوٹ ہوتے رہے۔

ایک دفعہ آپ عید کے روز میلے کچیلے کپڑے پہنے۔ نماز عید پڑھانے کے لئے مسجد میں آئے۔ چہرہ پر بے قراری کا عالم نمایاں تھا۔ لوگ حیران تھے کہ آپ نے کپڑے کیوں نہیں پہنے۔ جب آپ خطبے کے لئے کھڑے ہوئے تو فرمایا۔

"میاں عید تو تب عید ہے جب دل خدا کی طرف عود کرے ورنہ عید کیسی"

ایک دفعہ خود ارشاد فرمایا کہ میں حالت بیقراری میں شہر سے باہر نکل گیا۔ قبرستان کی طرف سے سماع کی آواز آئی۔ ایک شخص سے دریافت کیا کہ سرود کہاں ہو رہا ہے۔ اُس نے کہا کہ یہاں سرود کیسا؟ چونکہ مجھے آواز آ رہی تھی اس آواز پر آگے گیا اور میاں محمد سعید کی مزار پر پہنچا۔ تو معلوم ہوا کہ یہ آواز مزار سے آ رہی ہے میں نے صاحب مزار کو کہا کہ ابھی تک سرود ہی پڑے ہو۔ وہاں سے بھاگ کر حضرت شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر پہنچا۔ جا کر کھڑا ہی ہوا تھا کہ وجد کی حالت طاری ہو گئی۔ جب ہوش میں آیا تو صاحب مزار کو کہا کہ تم گرانا ہی جانتے ہو۔ پھر چاروں طرف سے خوشبو آنے لگی۔ میں نے کہا یہ کچھ بات ہے۔ وہ خوشبو فیضان الٰہی تھا۔

ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک روز جذب کی حالت میں بیٹھے بیٹھے آگ کے سلگتے ہوئے انگاروں کو پکڑ پکڑ کر منہ میں ڈالتے اور فرماتے کیسے خوبصورت ہیں۔ ہاتھ اور منہ پر کوئی اثر نہ ہوتا۔

ایک دفعہ ارشاد فرمایا کہ مجھے زمین پر چلنا پھرنا اور پیشاب پاخانہ کرنا مشکل ہو گیا ہے۔ ہر جگہ اسم ذات روشن و نورانی نظر آتا ہے۔

عطائے خلافت

حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حد سے بڑھے ہوئے خلوص، حسن عقیدت اور رابطۂ اتحاد کو دیکھ کر فرمایا

کہ جو میرے اور شبیر محمدؒ کے درمیان فرق سمجھیگا وہ بے ایمان ہے۔ ایک بار فرمایا "شبیر محمد تم مجھ سے بڑھ گئے" پھر ارشاد فرمایا میری جو کمی تھی وہ شبیر محمدؒ نے پوری کر دی ہے ایک دفعہ زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرمایا کہ میری اور شبیر محمد کی مثال حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ اور حضرت مجدد الف ثانی کی سی ہے۔ لوگوں سے فرمایا کرتے۔ کہ میاں شبیر محمدؒ کی فقیری آج کل والی نہیں سلف صالحین کے طریق پر ہے حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت میاں صاحب کے والد حضرت میاں عزیز دین رحمۃ اللہ علیہ سے بہت پیار تھا۔ شرقپور میں چند اور لوگوں نے بھی بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ بابا صاحب کی توجہ سے اور تعلیم سے حضرت میاں صاحبؒ نے اشغال نقشبندیہ میں کمال حاصل کر لیا۔ لطائف شش گانہ مفتوح ہو گئے سلطان الذکر کی منزل طے ہو گئی۔ نفی اور اثبات اور طریقۂ یادداشت باحسن وجوہ حاصل ہو گیا اس کے بعد حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو نقشبندی سلسلہ میں بیعت لینے کی اجازت فرمائی۔

اور ایک اجازت نامہ لکھا جس میں نہایت مہربانی کے کلمات تحریر فرمائے اور حضرت میاں صاحبؒ کو فرمایا کہ آپ اس اجازت نامہ کو لے لیں۔ آپ نے جواب میں عرض کیا کہ میں خلیفہ بننے کے لئے مرید نہیں ہوا۔ میں تو بندہ بننے کے لئے مرید ہوا ہوں۔ غرضیکہ اڑھائی سال اسی کشمکش میں گزرے۔ بعد اڑھائی سال کے حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ شبیر محمدؒ میں تمہارا پیشوا ہوں۔ تم پر لازم ہے کہ میرا حکم مانو۔ آپ نے اجازت نامہ لے لیا۔ لیکن پھر بھی باوجودیکہ ہزارہا کی تعداد میں لوگ بیعت ہونے کو آپ کی خدمت میں آتے آپ قبول نہ کرتے اور یہی فرمایا کرتے کہ میں اپنے کو اس کا اہل نہیں پاتا۔

حضرت میاں صاحبؒ کے مشائخ عظام کا ذکر

حضرت خواجہ امیر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

دھرم کوٹ جو کہ مکان شریف سے ایک میل کے فاصلہ پر واقع ہے کے رہنے والے تھے اوائل عمر میں ہی حضرت خواجہ امام علی شاہ صاحب کی بیعت سے مشرف ہو گئے تھے۔ حضرت خواجہ امام علی شاہ صاحب سے آپ کو کمال محبت تھی۔ حسب الارشاد خواجہ صاحب آپ نے محکمہ پولیس میں بعہدہ تھانیداری ملازمت اختیار کر لی۔ صرف تین سال ملازمت کی پھر مستعفی ہو کر اپنے پیشوا حضرت خواجہ امام علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ حضرت خواجہ صاحب نے آپ کو دریا کے کنارے ایک وظیفہ پڑھنے کا حکم دیا اور دو آدمی ہمراہ محافظت کے لئے بھیجدیے کہ مبادا وجد میں آکر دریا میں نہ گر پڑیں۔ اس اثنا میں حضرت خضرؑ کی زیارت بھی نصیب ہوئی۔ اور بہت سی برکات و فیوضات کے دروازے آپ پر مفتوح ہو گئے۔ گورنمنٹ انگلشیہ نے شروع عملداری میں ۹۰ گھماؤں زمین مکان شریف کے نذر کی جس جگہ اب کوٹلہ شریف ہے۔ حضرت خواجہ امام علیشاہ کے کارندوں کو وہاں کے دیہاتی لوگ قبضہ نہ کرنے دیتے تھے۔ آخر حضرت خواجہ امیرالدین صاحب کو بھیجا گیا۔ آپ بفضل خدا بڑے قد آور جوان تھے اپنے بازو کی ہمت سے زمین پر قبضہ کر لیا اور مخالفین کی ان کے مقابلہ میں کوئی پیش نہ گئی۔ ایک دیہاتی نے مخالفت سے آپ کو تکلیف پہنچائی۔ آخر اُس نے اپنے کئے کی سزا پائی۔ سخت بیمار ہوا اور اُس کے سارے جسم میں کیڑے پڑ گئے۔ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ بذریعہ کشف اللہ تعالٰے نے آپ کو بتلا دیا تھا کہ شرقپور میں ایک شیر مرد پیدا ہو گا اس واسطے آپ نے سال بسال شرقپور تشریف لانا شروع کر دیا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ قیامت کے روز باری تعالٰے مجھے سوال کرینگے کہ تم دُنیا سے ہمارے حضور کیا تحفہ لائے ہو تو میں عرض کرونگا کہ میں دُنیا سے شیر محمدؒ کو لایا ہوں۔

حضرت خواجہ امیرالدین صاحبؒ نہایت بلند قامت حسین وجمیل اور خوبصورت تھے۔ آپ کا رخ سُرخ ریش سفید۔ پیشانی کشادہ اور بینی دراز تھی خندہ رو تھے۔ اگرچہ ضعیف عمر ہو گئے تھے لیکن ابرو پر بل نہ پڑتا تھا۔ آپ کی عمر ایک سو ساڑھے تیئس سال کے قریب ہوئی تو عارضہ فالج میں مبتلا ہو گئے۔ آخر ایک سو چھبیس سال کی عمر میں اسی عارضہ سے راہی ملکِ بقا ہو گئے۔

حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ

علیہ آپ کے مزار مبارک پر اکثر جایا کرتے۔ اور مراقبہ میں بیٹھ کر آپ کی رُوح سے فیضان حاصل کرتے حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نقشبندی سلوک میں پنجابی زبان میں ایک رسالہ چشمۂ فیض معرفت کے نام سے لکھا جو چھپ چکا ہے۔ اس رسالہ میں آپ نے اپنے پیشوائے طریقت حضرت امام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر حالات اور اشغال طریقہ نقشبندیہ لکھے ہیں۔ ذیل میں شجرہ نقشبندیہ جو حضرت خواجہ امیر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف ہے درج کیا جاتا ہے۔ آخیر میں تکمیل سلسلہ کے لئے حضرت میاں صاحب کا نام بڑھا دیا گیا ہے۔

شجرہ نقشبندیہ

اے خدا مجھ پر عطا کر با طفیلِ مصطفےٰ — واسطے صدیق اکبرؓ ہے اور صادق بے ریا

واسطے سلمانؓ فارسؓ قاسمؓ و جعفرؓ ولی — باطفیلِ بایزید و بوالحسنؒ اور بوعلیؒ

واسطے ہمدان یوسف عبد خالقؒ غجدواں — خواجہ عارفؒ ریوگر محمودؒ کی خاطر چناں

واسطے خواجہ علیؒ راہ متیں کے اے خدا — خواجۂ بابا سماسیؒ میر کلالؒ مصطفےٰ

واسطے خواجہ بہاؤ الدینؒ کہ ہے مشکل کشا — حضرت یعقوبؒ چرخی کے لئے ہے التجا

واسطے خواجہ عبید اللہؒ کے ہے میری عرض — خواجہ محمدؒ زاہدؒ کی خاطر خدا۔ یا ہے عرض

واسطے درویشؒ میری عرض ہے دربارگاہ — خواجۂ امکنگیؒ خاطر میرے پر کر نگاہ

واسطے خواجہ محمد باقی باللہؒ باصفا — خواجۂ احمد مجددؒ الف ثانی باخدا

خواجۂ معصومؒ حضرت الف ثانی کے پسر — خواجۂ عبد الاحدؒ کی خاطر خدایا لطف کر

واسطے سعیدؒ کی خاطر صفی پارسا — واسطے شیخ محمد خواجہ زکیؒ باخدا

واسطے خواجہ محمدؒ حاجی احمدؒ کر نظر — باطفیل شاہ حسینؒ نظر رحمت فضل کر

واسطے ان قطب عالم پیر پیراں دستگیر — خواجہ حضرت امام علیؒ شاہ روشن ضمیر

واسطے ان پیر صادق علی شاہ خلف امام — ماسوا اللہ حُبّ دل سے دُور ہو سب تمام

واسطے ان خواجگانِ نقشبنداں اے خدا — بر امیر الدین نظر کر فضل سے ہردم عطا

ہے امیر الدین فدا سب عاشقاں اللہ پر — عشق اپنی ذات کا کرنا عنایت ایں پر

واسطے شیر محمد ہادی راہنما — غیر سے مجھ کو ہٹا کر حب اپنی کر عطا

535/3

Marfat.com

شجرۂ منثورہ

(تالیف استاذی المکرم حکیم علی احمد صاحب تبرّ و اسطی ؒ)

	تاریخ وصال	مزار شریف
الٰہی بحرمت سید المرسلین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین سیدنا و شفیعنا و وسیلتنا فی الدارین حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم	۳۔ ربیع الاول ۱۱ھ	مدینہ منورہ
الٰہی بحرمت حضرت صدیق اکبر ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ	۲۳۔ جمادی الثانی ۱۳ھ	مدینہ طیبہ
الٰہی بحرمت حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالےٰ عنہ	۱۰۔ رجب ۳۳ھ	مدائن
الٰہی بحرمت حضرت امام قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ	۲۴۔ جمادی الاول ۱۰۱ھ	مدائن
الٰہی بحرمت حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ	۱۵۔ رجب ۱۴۸ھ	مدینہ منورہ
الٰہی بحرمت حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ	۴ا شعبان ۲۶۱ھ	بسطام
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ	۱۰۔ محرم ۴۲۵ھ	خرقان
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ	۴۔ ربیع الاول ۴۷۷ھ	طوس
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ	۲۷۔ رجب ۵۳۵ھ	مرو
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ	۱۲۔ ربیع الاول ۵۷۵ھ	غجدوان
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عارف ریوکری رحمۃ اللہ علیہ	یکم شوال ۶۱۶ھ	ریوکر قریب بخارا
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ	۷۱۵ھ	انجیر فغنوی
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ علی رامتینی رحمۃ اللہ علیہ	۲۸۔ ذوالقعدہ ۷۲۱ھ	خوارزم علاقہ بخارا
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمود بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ	۱۰۔ جمادی الثانی ۷۵۵ھ	سماس قریب بخارا
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ	۸۔ جمادی الاول ۷۷۲ھ	سوخار قریب بخارا
الٰہی بحرمت امام الطریقۃ و الشریعت حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ	۳۔ ربیع الاول ۷۹۱ھ	قصر عارفان بخارا
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ	۲۰۔ رجب ۸۰۲ھ	نوجغانیاں
الٰہی بحرمت حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ	۵۔ صفر ۸۵۱ھ	نامعلوم بلغنور
الٰہی بحرمت حضرت چراغ خاندان خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ	۲۹۔ ربیع الاول ۸۹۵ھ	سمرقند
الٰہی بحرمت حضرت مولانا محمد زاہد ولی رحمۃ اللہ علیہ	یکم ربیع الاول ۹۳۶ھ	موضع وخش

Marfat.com

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد امکنگی رحمۃ اللہ علیہ	۲۲ شعبان ۱۰۰۸ھ	امکنگ قریب شہر سبزوار
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عبدالباقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ	۲۵ جمادی الثانی ۱۰۱۲ھ	دہلی شریف
الٰہی بحرمت حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ	۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ	سرہند شریف
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ	۹ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ	سرہند شریف
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ	۲۷ ذی الحجہ ۱۰۹۶ھ	سرہند شریف
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ	۲۸ جمادی الثانی ۱۰۷۰ھ	سرہند شریف
الٰہی بحرمت حضرت محمد حنیف پارسا رحمۃ اللہ علیہ	بکم صفر ۱۱۰۳ھ	بامیان توابع کابل
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ	نامعلوم	نامعلوم
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد زمان رحمۃ اللہ علیہ	۴ ذیقعدہ ۱۱۸۸ھ	توہاری ملک سندھ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ حاجی احمد رحمۃ اللہ علیہ	۱۲۲۳ھ	موضع بوبیدی علاقہ سندھ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ حاجی شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ	۷ صفر ۱۲۴۶ھ	ترچھڑ مکان شریف پنجاب
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ امام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ	۱۴ شوال ۱۲۸۲ھ	ترچھڑ ر
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ میر صادق علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ		ترچھڑ ر
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ امیر الدین رحمۃ اللہ علیہ	۹ ذیقعدہ ۱۳۳۱ھ	کوٹلہ پنجو بیگ پنجاب
الٰہی بحرمت غوث زماں قطب دوراں سیدنا و مرشدنا و مولانا حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ	۳ ربیع الاول ۱۳۴۷ھ	شرقپور شریف پنجاب

یکشنبہ مطابق ۲۰ اگست ۱۹۲۸

شجرہ منظومہ

بخشدے یارب تجھے اپنی سخا کا واسطہ
رحم فرما شافع روز جزا کا واسطہ

صدق دے یارب مجھے صدیق اکبر کے لئے
فقر دے سلمان ؓ محبوب پیمبر کے لئے

حضرت قاسم ؒ کا صدقہ میری بگڑی کو بنا
حضرت جعفر ؒ کا صدقہ دے میرے دل کو ضیا

رکھ مجھے با عافیت بہر جناب بایزید
بوالحسن ؒ کا واسطہ دے مجھکو نصرت کی نوید

بوعلی ؒ کا واسطہ کر دے مری مشکل کو حل
دے مجھے علم طریقت اور توفیق عمل

Marfat.com

حضرت عارف کے صدقے ہیں مجھے عرفان دے
حضرت محمود رح کا صدقہ مجھے ایمان دے

واسطہ خواجہ علیؒ کا فقرِ درویشانہ دے
واسطہ بابا سماسیؒ کا دلِ دیوانہ دے

اے خدا! بہرِ جنابِ شیرِ حق میر کلالؒ
حرصِ دنیا کو مرے بتخانۂ دل سے نکال

دے مجھے صبر و رضا صدقہ بہاؤالدینؒ کا
کر مجھے صحت عطا صدقہ علاؤالدینؒ کا

دے مرے دل کو سکوں یعقوبؒ چرخی کے طفیل
حضرت احرارؒ کے صدقے میں دھو دے دل کا میل

حضرتِ زاہدؒ کے صدقے میں مجھے زاہد بنا
حضرتِ درویشؒ کے صدقے میں دے فقر و غنا

خواجہ امکنگی رح کا صدقہ داغِ عصیاں کو مٹا
حضرت باقی رح کا صدقہ دے بقا بعد الفنا

شیخ احمدؒ کیلئے غیروں کی منت سے بچا
صرف اپنا ہی مجھے محتاج رکھ اے کبریا

حضرتِ معصومؒ کا صدقہ دکھا کوئے رسولؐ
بس یہی ہے جس میں اب تک بوئے گیسوئے رسولؐ

کھول دے دل کی کلی بہرِ سعید رح نامدار
تاکہ میرے گلشنِ امید میں آئے بہار

اے خدا! بہرِ جنابِ خواجہ حنفیؒ پارسا
وقتِ آخر نزع کی تکلیف سے مجھ کو بچا

بخشدے شیخ محمدؒ کے لئے میری خطا
واسطہ حضرت ذکیؒ کا اپنی الفت کر عطا

واسطہ خواجہ زمانؒ کا دے مجھے ذوقِ فنا
بہرِ احمدؒ قبر میں ہو نورِ احمدؐ کی ضیا

اے خدا! بہرِ جنابِ خواجہ حاجی شہ حسینؒ
دے مرے بے چین دل کو دین اور دنیا میں چین

حشر میں جب ہو ترے دربار میں میرا قیام
ہاتھ میں ہو میرے دامانِ نبیؐ بہرِ امام رح

بہرِ حضرت میر صادق رح صاحب صدق و صفا
سرخرو رکھ دو جہاں میں مجھکو اے میرے خدا

واسطہ یارب تجھے خواجہ امیر الدین رح کا
دے مجھے حلم و حیا رزق و شفا صبر و غنا

واسطہ آخر میں دیتا ہوں تجھے اس نام کا
جو ہمیشہ تیری محبوبی کے گن گاتا رہا

عشق میں جس کے دلِ حسرت زدہ دیوانہ ہے
شرقپور اب جسکے اٹھ جانے سے ویرانہ ہے

اے خدا! کیا نام پیارا ہے ترے محبوب کا
حضرتِ شیر محمدؒ صاحب جود و سخا

قطبِ دوراں شیخ عالم ہادیٔ راہِ صفا
نائبِ شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ صدر العلیٰ

اے خدا! صدقہ میاں صاحب کے نام پاک کا
حشر میں ہم عاصیوں کو ظلِّ رحمت میں چھپا

اے خدا! صدقے میں ان ناموں کے دل کو شاد کر
کفر کو برباد کر اسلام کو آباد کر

(نیرؔ واسطی)

Marfat.com

مکان شریف و مکان شریف والے

موضع رتڑ چھتڑ المعروف مکان شریف میں آپ کے مشائخ قطب الاقطاب حضرت شاہ حسین امام علی شاہ اور حضرت صادق علی شاہ صاحب قدس سرہم کے مزارات مبارک ہیں حضرت میاں صاحب کو مکان شریف سے اس درجہ محبت تھی۔ کہ جس کی کیفیت بیان کرنا قلم کے امکان سے باہر ہے۔ متواتر چالیس سال سے حضرت میاں صاحب مکان شریف کے سالانہ عرس پر منعقدہ ۱۳ شوال کو جاتے رہے۔ آپ کے ہمراہ سینکڑوں کی تعداد میں آپ کے مخلصین جاتے۔

عرس پر کوئی امر خلاف شرع وقوع میں نہ آتا۔ تلاوت قرآن مجید۔ وعظ نعت خوانی اور ختم شریف کے علاوہ اور کچھ نہ ہوتا۔ حضرت میاں صاحب کی زیارت کے لئے عرس کے موقع پر خلقت جمع ہو جاتی ہے

فطوبیٰ لباب کبیت العتیق
ھوا الیہ من کل فج عمیق

اثنائے قیام مکان شریف میں حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے مشائخ کے مبارک مزارات پر وقت کا زیادہ حصہ گزارتے۔ مراقبہ میں بیٹھتے۔ اور ارواحِ مقدس حضرت قطب الاقطاب حضرت شاہ حسین و قطب الاقطاب امام علی شاہ صاحب آپ کے متوجہ ہوتیں۔ اور آپ پر توجہ فرماتیں۔ آپ پر اس وقت نہایت عجیب و غریب کیفیات وارد ہوتیں۔

روضہ شریف کا گنبد بڑا عالیشان ہے۔ گنبد کا کلس بڑے زلزلہ میں ٹیڑھا ہو گیا تھا۔ بڑے بڑے نامی معمار بلوائے گئے۔ مگر کسی کو کلس کے بہ سبب بلندی سیدھا کرنے کی جرأت نہ پڑی۔ حضرت میر بارک اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے جو اسے سیدھا کرے گا۔ میں اُسے ایک ہزار روپیہ انعام دوں گا۔ آخر جب سب طرف سے مایوسی ہو گئی تو حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کلس سیدھا کرایا۔

حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام علی شاہ صاحب کے خاندان بالخصوص حضرت خواجہ مظہر قیوم مدظلہ کی نہایت عزت و تکریم کرتے تھے۔ وہ بھی حضرت میاں صاحب

Marfat.com

کے وجود کو باعث صد فخر و مباہات سمجھتے تھے۔ حضرت میاں صاحب کی رحلت کا صدمہ انہیں اس قدر ہوا کہ شاید ہی کسی اور کو ہوا ہو۔ حضرت میاں صاحبؒ کے ہاتھ پر بیعت بھی کی تھی۔

میرا ارادہ تھا کہ خاندان عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے مشائخ کے حالات صدر انجمن حضور سرور کائنات سرکار مدینہ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لیکر حضرت میاں شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تک اختصار سے تحریر کروں۔ لیکن غور کیا تو کام نہایت طویل اور محنت طلب دکھائی دیا۔ اس لئے سردست اس خیال سے کہ اگر وقت نے ساتھ دیا اور توفیق ایزدی نے رہبری کی تو ایک مستقل کتاب مشائخ نقشبندیہ کے ذکر میں تالیف کروں گا معرض التوار میں ڈالتا ہوں اور حضرت شاہ حسین المعروف بھوریوالے اور حضرت امام علی شاہ صاحبؒ کے حالات پر اکتفا کرتا ہوں حضرت صاحبزادہ مظہر قیوم مدظلہ العالی نے مکان شریف سے ایک قلمی کتاب بغرض افادہ و مطالعہ کمترین کو ارسال فرمائی تھی اس کتاب میں حضرت امام علی شاہ صاحب کے فارسی زبان میں تمام حالات قلمبند ہیں ان ہر دو بزرگاں کے حالات بھی اسی کتاب سے ماخوذ ہیں ۞

حضرت شاہ حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ المعروف بھوریوالے

آپ صحیح النسب سادات حاجی الحرمین شریفین اپنے زمانہ کے غوث الاغیاث شریعت اور حقیقت کے رموز کو کھولنے والے۔ قافلۂ محبوباں کے سردار ساکنین افلاک اور زمینوں کے شیخ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صادق جانشین ہیں۔ آپ کی کرامات اور خوارق عادات اس قدر عام مشہور ہیں۔ کہ احاطہ تحریر میں لانا محال ہے۔ آپ کا مسکن و مولد مکان شریف المعروف بہ رتڑ چھتڑ ضلع گورداسپور ہے۔ آپ کا مزار مبارک موضع مکان شریف میں چند زینہ اتر کر زمین کے نیچے ہے۔ اسی واسطے حضور بھوریوالے حضرت کے نام مبارک سے مشہور ہیں۔

ابتداء عمر میں آپ گھوڑوں کی تجارت کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ گھوڑے خریدنے کے لئے پشاور تشریف لیگئے۔ وہاں جاکر آپ کو تحصیل علوم کا شوق پیدا

Marfat.com

ہوا۔ چنانچہ کچھ مدت وہاں رہ کر آپ ایسے کامل علوم و فنون میں ماہر ہوئے۔ کہ طالب علمی کی حالت میں مشکل سے مشکل کتابوں پر حواشی تحریر فرمائے۔ علم دین کی تحصیل میں مصروف تھے کہ عنایت ایزدی نے آپ کے قلب میں شوق حصول سلوک اور علم باطنی کا پیدا کر دیا۔ اس کی ابتدا اس طرح ہوئی کہ ایک دن آپ نے ایک لنگر بز کو پشاور میں دیکھا کہ چند اشعار پڑھتا تھا اور نہایت سوز و گداز سے روتا تھا۔ جب آپ نے اسے دیکھا تو آپ کی حالت متغیر ہو گئی اور عشق الہٰی کے جذبہ نے دل کی لگام کو سخت مضبوطی سے پکڑ لیا اور بموجب کریمہ اِنَّ الملوک اذا دخلوا قریۃ افسدوھا وجعلوا اعزۃ اھلھا اذلۃ۔ سلطان محبت حقیقی اور بادشاہ خلت تحقیقی نے دل کے تخت پر غلبہ پا کر تمام خواہشات نفسانی اور متاع حیات ظاہری کو برباد کر دیا۔ خداوند تعالےٰ کی طرف سے آپ کے دل میں یہ بات ثبت ہو گئی کہ یہ سوز و گداز سوائے محبت الہٰی اور رضا کی دوستی کے محال ہے اور اس کا حاصل ہونا سوائے پیر کامل کی صحبت کے ناممکن ہے۔ اس لئے اسی روز آپ سے درس تدریس سب چھوٹ گیا۔ اور جس جگہ سے خوشبوئے محبت الہٰی سونگھتے فوراً اسی طرف روانہ ہو جاتے۔ اس اثناء میں آپ پشاور کے گرد و نواح اور ولایت غزنی اور کابل میں جس جس جگہ بزرگان دین اور اولیائے کاملین کو سنا حاضر ہوئے اور توبہ اور انابت کا ارادہ کیا۔ مگر ملہم غیبی نے ہر جگہ ان کو آواز دی اور ارشاد فرمایا کہ تمہاری نعمتوں کے حاصل ہونے کا یہ خزانہ نہیں ہے اور آگے چلو! حتیٰ کہ آپ ولائیت سندھ میں حضرت قطب زماں حاجی احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کی پہلی ہی نظر میں آپ کمال منزلِ مقصود پر فائز المرام ہو گئے۔

مترجم کاتب الحروف حضرت اعلےٰ سید امام علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ سے نقل فرماتے ہیں کہ حضرت سید شاہ حسین صاحب مخدومی رحمۃ اللہ علیہ ابھی اپنے پیر بزرگوار کی خدمت میں حاضر نہیں ہوئے تھے۔ اور حضرت حاجی احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے حلقہ مریداں میں بیٹھے ہوئے فرمایا کرتے تھے کہ ایک طالب بڑی بلند استعداد والا پنجاب کی طرف سے آنیوالا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی جناب میں اس کی بڑی

Marfat.com

توحضرت حاجی احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس طالب کا میں ذکر کیا کرتا تھا وہ یہی صاحب ہیں۔ سبحان اللہ۔ جب آپ حاضر ہوئے تو پیر بزرگوار نے نہایت مہربانی اور کامل توجہ سے داخل طریقہ فرما کر نسبت خواجگان نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہ القا فرمائی۔ جس کی برکت سے آپ پر جذب اور سکر غالب ہوگیا اور جذب کی حالت میں یہ غزل پڑھتے ہوئے مجذوبانہ حالت میں جنگل کی طرف نکل گئے ؎

زجام احمدی گر باز یک جرعہ بکام افتد — ہمائے اوج لاہوتی ہماں ساعت بدام افتد
منکرم من است مدہوشی زجرعہ جام اویارب — الٰہی جرعہ جام او دیارم در بکام افتد
بیا اے ساقی وحدت بجائے سر فرازم کن — مہم وصل محبوبم ازیں در انصرام افتد
عجب سر لیست اے یاران شدن مدہوش عشقش — ہر آنکہ مست شد زیں مے بشرب مے مدام افتد
از صفت ساغر مستش تو ہم کے رسد یارب — حدیث ذوق او از ما بگفتن کے تمام افتد
بشرب مست وحدت او بیا شادی کن اے مست — دریں عشرت مرا یارب ہمیشہ صبح و شام افتد

پروردگار جلّ و علےٰ نے آپ کو جذب حقیقی عطا فرمایا جس سے سوائے محبت باری تعالےٰ کے کسی چیز کی خواہش باقی نہ رہی اور نہ ہی پیدا ہونے کی استعداد وجود میں رہ گئی ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ۔

الغرض جب آپ پر جذب اور سکر غالب ہوا تو آپ وجد کی حالت میں جنگل کو نکل گئے۔ اور سمندر کے کنارے جنگلوں میں پھرتے رہے۔ جب حالت کا زیادہ غلبہ ہوتا تو آپ کپڑے پھاڑ دیتے اور زمین پر بیٹھتے۔ یہاں تک کہ سال کے بعد آپ کو ہوش آتا۔ زیارت پیر بزرگوار نے کھینچکر آستانہ کی طرف متوجہ کیا جب خانقاہ مبارک پیر کی طرف روانہ ہوئے تو آپ کے پیر بزرگوار نے مریدوں کو فرمایا کہ شہباز توحید شاہ حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ آرہے ہیں۔ ایک دو دن کے بعد آپ آجاتے۔ اور جب آپ تشریف لاتے اپنے پیر کے گاؤں کو دیکھکر وجد ہوجاتا۔ اور جب آپ مجلس میں تشریف لاتے تو مریدوں کی حالت نہایت عجیب ہوجاتی اور عجیب عجیب عقدے حل ہوتے۔ فتبارک اللہ۔ جب تیسری دفعہ آپ اپنے پیر خانہ سے جذب اور وجد کی حالت میں مستانہ وار نکلے تو قریبًا تمام علاقہ سندھ میں ویرانوں اور آبادیوں میں آپ مستی کی حالت میں پھرتے رہے۔ اور اس اثنا میں آپ سے اسقدر کرامات اور ملفوظات ظہور میں آئے جو سندھ میں تواتر کی حد تک مشہور و معروف ہیں

Marfat.com

اور ان میں سے اگر عشر عشیر بھی تحریر میں لایا جائے تو ایک ضخیم کتاب بن جاتی ہے۔ اسی حالت میں آپ شکارپور پہنچے اور وہاں جا کر آپ کا سُکر کم ہوا۔ تو آپ نے اس جگہ بے شمار غزلیں فارسی زبان میں توجد آمیز ارشاد فرمائیں اور اپنا حال بذریعہ قال بیان فرمایا۔ ان میں سے چند اشعار درج کئے جاتے ہیں ؎

بہر سُوئے کہ رو آرم جمالِ یار مے بینم	بہر طرزے کہ اندیشم رُخِ دلدار مے بینم
زعکسِ عارضِ شمعش چناں جلوہ نمایاں شد	ہزاراں نازنیں گلرو پری رخسار مے بینم
بہ چمنستانِ گُل شہنا زحسنِ گلعذارِ او	چہ سرو و لالہ و سنبل بنفشہ زار مے بینم
چو ذوقِ او بدل افتادہ ہمہ عالم برقص آید	چہ مرغ و مور ماہی را در و دیوار مے بینم
چشیدم جرعۂ وحدت زنرگس چشمِ او	زساغر چشم مخمورش جہاں خمار مے بینم
ہزاراں ہا چو مجنوں شد زعشق لیلی ابرویش	جہاں شد مست و مدہوشی عجب اسرار مے بینم
زبرقِ آتشِ عشقش درونِ جگر مشتاقاں	شد صد شعلہ ہا بالا و چوں گلنار مے بینم
زحسنِ قوس ابرویش ہلال عید تاباں است	ز دورِ چشمش آہو ہا ہمہ سرشار مے بینم
بذوقِ دل غزل گفتن بود کارِ تو اے سرمست	زبانِ دُر فشانِ تو چہ گوہر بار مے بینم

اس دفعہ جب شکارپور سے پیر بزرگوار کے آستانۂ عالیہ پر تشریف لائے۔ تو آپ نے کمال مہربانی سے ارشاد فرمایا کہ آپ پر خداوند کریم کی کمال عنایت اور بے نہایت مہربانی ہے کہ اس ذات پاک نے آپ کو بحر استغراق سے نکال کر اوج کمال تک پہنچا دیا آپ کو غزل و اشعار سے اجتناب کرنا چاہئیے کہ مقصود تک پہنچنے میں حائل ہیں اور کمال مہربانی سے گلے لگا کر خلعتِ خلافت عطا فرمائی اور اپنے وطن پنجاب میں مراجعت کی اجازت دے دی۔ آپ جب اپنے وطن میں تشریف لائے تو تھوڑی ہی مدت میں بیشمار سالکانِ طریقت کا ہجوم آپ کی خدمت میں حاضر رہنے لگا جس پر بھی آپ کی نگاہ جذب کی حالت میں پڑی تو وہ اُسی رنگ میں رنگا گیا۔ جس وقت سے آپ اپنے پیر کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے آپ کو حضور صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زیارت کا بیحد شوق تھا اور اکثر بار آپ سمندر کے کنارے ہو کر واپس آتے رہے۔ آپ کو وطن میں اقامت اختیار کئے ہوئے تھوڑی مدت گذری تھی کہ پھر زیارت حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا شوق غالب ہوا اور بغیر کسی سامان کے روانہ ہو گئے۔ اس راستہ میں بیشمار مقامات سلوک طے ہوئے اور مکہ مکرمہ میں طواف کی حالت میں آپ کو

Marfat.com

اسقدر وجد ہوتا کہ اکثر سامعین پر رقت طاری ہوجاتی۔ اور بہت آدمی وجد سے مغلوب ہوکر لیٹتے اور کپڑے پھاڑ دیتے۔ خصوصاً ایک شخص مسمّٰی بہ مرزا سنگین بیگ ہندوستانی کہ ان دنوں مکہ معظمہ میں ملازم حرم شریف میں تھے اور حاجیوں کی حفاظت کی خدمت پر مامور تھے بہت متاثر ہوئے اور کمال ذوق سے ہر وقت آپ کی خدمت میں حاضر رہتے۔ آپ جب فرائض اور ارکان حج مبارک سے فارغ ہوئے تو جوشوق آپ کو کشاں کشاں دیارِ محبوب میں لایا تھا اُس طرف (یعنی مدینہ منورہ کی طرف) روانہ ہوگئے۔ جب مدینہ منورہ شرفاً وتعظیماً پر نظر پڑی تو آپ پر اس قدر وجد غالب ہوا کہ قافلے والے اکثر مردمان آپ کے ساتھ وابستہ ہوگئے۔ اسی قافلہ کے ساتھ مرزا صاحب موصوف سنگین بیگ بھی تھے۔ اسی حالت میں آپ کی خدمت میں عرض کی کہ حضور مجھے طریقہ عالیہ میں داخل فرما لیا جاوے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم دیارِ سندھ میں پیر بزرگوار کی خدمت عالیہ میں پہلے جاؤ اور پورا پتہ وہاں کا تحریر فرمادیا۔ مرزا صاحب موصوف آپ کا تحریری ارشاد لیکر سندھ میں حاضر ہوئے اور پیر بزرگوار خواجہ حاجی احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے اور صحبتِ عالیہ میں رہ کر تصوف میں درجہ اکمل تک سرفراز ہوئے۔

حضرت شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ جب مدینہ منورہ میں روضہ مبارک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پہنچے تو پختہ ارادہ کر لیا کہ بقیہ تمام عمر روضہ مبارک پر حاضری میں گذریگی۔ جب کچھ مدت آپ کو گذری اور انواع اقسام فیضانِ محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فیضیاب ہوئے تو ایک رات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خواب میں تشریف لائے اور آپ نے فرمایا! اے شاہ حسین تم اپنے وطن پنجاب میں واپس جاؤ کہ تم سے لکھو کھا مخلوق فیضیاب ہوگی۔ اور ہزارہا تشنگان آبِ معرفت آپ سے سیراب ہونگے۔ آپ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا ارادہ آپ کے دربار سے دور ہونے کو نہیں گوارا کرتا۔ میری جان اور دل کا آرام آپ کی حضوری ہے۔ آپ نے دوبارہ ارشاد فرمایا کہ اس میں کمال حکمت پوشیدہ ہے۔ باوجود ہزارہا مخلوق کے فیضیاب ہونیکے آپ کے عزیزوں میں سے ایک شخص آپ سے بہرہ یاب ہوکر باعث ہدایت عام مخلوق ہوگا۔ اور اولیاء اللہ میں سے اُس کا درجہ مثل سورج کے ستاروں پہ فائق ہوگا

Marfat.com

آپ فرماتے ہیں کہ میرے دل میں خیال آیا کہ میرے عزیزوں میں سے کوئی شخص اِس وقت مسندِ خلافت پر موجود نہیں۔ شاید کوئی شخص ہوگا نیز حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اگر کسی کامل شخص کی ملاقات کو جی چاہے تو علاقہ کھرڑی کھڑیالی موضع سموال علاقہ جہلم میں ہمارے مقربوں میں ایک شخص حافظ محمود صاحبؒ ہیں وہاں اُن کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف ملاقات حاصل کرو۔ چنانچہ آپ مطابق ارشاد رسول پاک صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ میں آئے اور وہاں خانہ کعبہ و حجر اسود اور مقام ابراہیم صفا و مروہ وغیرہا سے بیشمار فوائد اور عجائبات سے دوبارہ مستفید ہو کر وطن شریف میں تشریف لائے۔ اور اپنے قبلہ کعبہ پیر بزرگوار کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر چند یوم کی ملازمت کے بعد رخصت ہوئے اور مکان شریف اپنے وطن میں رونق افروز ہوئے۔ بعد گذرنے چند یوم کے شوق ملاقات حافظ محمود علیہ الرحمۃ کا غالب ہوا۔ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق دریائے جہلم کے کنارے علاقہ کھرڑی کھڑیالی موضع سموال میں جاکر آپ کی زیارت سے آنکھوں کو نور اور دل کو سرور حاصل ہوا۔ حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس زمانہ میں اواخر سلوک تجلی صمدی سے مشرف تھے کہ اس حالت میں سالک کھانے پینے کی حاجت سے بے پرواہ ہو جاتا ہے اور ملکی یعنی فرشتوں کی خصلتوں سے بہرہ یاب ہوتا ہے۔ آپ نے جب یہ حالت ملاحظہ فرمائی تو ارشاد فرمایا کہ آپ کو حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کو ترک نہ کرنا چاہیئے اور جبراً منہ کھولکر لقمہ منہ میں ڈالا اور اِس طرح ہر روز ایک لقمہ بڑھاتے جاتے تھے کہ آپ کی کوشش ظاہری اور ہمت باطنی سے دوبارہ اُن میں طعام کی خواہش پیدا ہوئی اور اس مقام سے ترقی فرما کر اعلیٰ علیین میں گامزن ہوئے۔ اور آپ فرماتے ہیں کہ سالک کے لئے اخیر مقام یہی ہے اور راکمل درجہ اہل ولائیت کا یہاں ختم ہوتا ہے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ؕ

ابوالبرکات حضرت خواجہ امام علی صاحب قدس سرہٗ

آپ وحدانیت کے روشن چراغ علم اور دانائی کے منور آفتاب قبولیت کے آسمان

Marfat.com

کے درخشاں ستارے۔ انبیاء اور مرسلین کے حقیقی وارث حضور صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سچے نائب حضرت امام علی شاہ صاحب ہیں۔ آپ کی کرامات مکان شریف کے گرد و نواح میں زبان زد خلائق ہیں۔ اُن کے لکھنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ اور آپ کا قلب خداوند کریم نے ایسا منور مصفّٰی بنا دیا تھا کہ محفل اور مجلس میں کسی کو طاقت نہ تھی کہ دل میں کوئی خیال تک لاوے اور اگر کسی کے دل میں کوئی خیال پیدا ہوتا تو فوراً آپ اشارتاً اُس کو مجلس میں ارشاد فرما دیتے اور صاحب خیال فوراً سمجھ لیتا۔ آپ خاندان شریف نقشبندیہ مجددیہ کے روشن چراغ ہیں۔ آپ کی طفیل پنجاب میں اس سلسلہ عالیہ نے فروغ پایا اور سلسلہ کے موجودہ انوار جس قدر پنجاب میں روشن ہیں سب کا سلسلہ آپ کے ساتھ منسلک ہوتا ہے۔ آپکی ولادت ۱۲۱۲ھ مقدس مکان شریف موضع رتڑ چھتر میں ہوئی۔

آپ کے والد ماجد میر سید حیدر علی شاہ صاحبؒ آپ کے طفولیّت کے زمانہ میں ہی آپ کے سر سے سایہ پدری اُٹھا کر رحلت فرما ہو گئے۔ آپ نے اپنے والد ماجد کی سرکردگی میں بعض کتابیں فارسی مولانا فقیر اللہ دین کوٹی سے پڑھیں اور چونکہ آپ کے آباؤ اجداد فن طب کا شغل رکھتے تھے۔ آپ نے بھی کتب طب متداولہ حافظ محمد رضا صاحب و مولانا نور محمد صاحب چشتی سے مطالعہ فرمائیں اور اپنے ہم سبقوں سے ہر حالت میں سبقت لے گئے مگر درس و تدریس کے زمانہ میں بھی آپ کی طبع مبارک عشق کی طرف مائل تھی اور اسی لئے فی البدیہہ اشعار جن میں سوز و گداز بھرا ہوا ہوتا آپ فرماتے رہتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک روز اعلےٰ حضرت حضرت شاہ حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے چہرہ مبارک کو بغور ملاحظہ فرمایا اور آپ میں قابلیّت اور انوار فیض رحمانی جو نورانی میں ملاحظہ فرما کر کمال مہربانی سے فرمایا برخوردار کونسی کتاب پڑھتے ہو آپ نے ابھی جواب نہیں دیا تھا کہ اعلےٰ حضرت نے ارشاد فرمایا کتاب مثنوی شریف عمل اور اعتقاد کے لئے نیز صفائی قلب اور تقویت روح کے واسطے بہت مفید ہے۔ حضرت اعلےٰ کے ارشاد کے مطابق آپ نے کتاب مذکور کا مطالعہ شروع کیا۔ دوسرے روز حضرت اعلےٰ نے بلوا کر مثنوی شریف کے تین شعروں کی تقریر فرمائی حضرت امام علی شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اُس تقریر دلپذیر نے میرے

Marfat.com

دل پر ایسی گرفت کی کہ مجھے کامل یقین ہوگیا کہ مثنوی شریف کا پڑھنا آپ پر ہی ختم ہے۔

اُس روز سے مینے مثنوی شریف کا سبق حضور سے پڑھنا شروع کر دیا۔ آپ جس وقت تقریر فرماتے تمام حاضرین اور اہلِ مجلس بیخود ہو جاتے۔ ابھی چند ورق ہی پڑھنے پائے کہ آپ حافظ محمود صاحبؒ کی ملاقات کے واسطے علاقہ جہلم کو تیار ہو گئے۔ مَیں نے آپ کے ہمراہ چلنے کی عرض کی۔ آپ نے نہایت مہربانی سے قبول فرما لیا۔ راستہ میں نہایت عجیب و غریب باتیں مشاہدہ میں آئیں۔ خصوصاً جب آپ حافظ صاحب کے پاس تشریف لے گئے اور فلک ولایت کے دونو نیّرِ اعظم جمع ہوئے۔ تو اُس وقت بیشمار عجائبات اور مکشوفات کرامات مشاہدہ میں آئیں۔

جب عام لوگوں کو حافظ صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرتے دیکھا تو میں نے رخصت کے وقت دعائے دریوزہ کے لئے حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کی تو آپ نے فوراً ارشاد فرمایا کہ تجھ کو خداوند تعالےٰ جلّشانہ اپنے پیر دستگیر ہادی و مرشد کی محبّت کمال دِل میں عطا فرماوے اور اعلےٰ حضرت کی طرف اشارہ فرمایا۔ جس وقت حافظ صاحب نے یہ ارشاد فرمایا اعلےٰ حضرت کی محبت میرے دِل میں اس قدر جاگزین ہوگئی کہ بغیر آپ کے دیکھنے کے ایک ساعت آرام نہ ہوتا تھا اور جب تک آپ کی زیارت سے محروم رہتا دُنیا کی کوئی چیز اچھی معلوم نہ ہوتی تھی۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں سولہ سال کی عمر میں ایک دفعہ حضرت فریدالحق والدین کے آستانہ مبارک پر بہمراہی خواجہ جان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ چشتی زیارت کے لئے حاضر ہوا۔ تو ایک مُنجم نے میری طرف توجّہ کرکے فرمایا کہ یہ لڑکا بڑے عظیم مرتبے کا مالک ہوگا۔ اِس کو اپنے خاندان کے ایک مُسِن بزرگ سے فائدہ عظیم پہنچیگا۔ اُس وقت مجھے اپنے اقربا میں سے کسی بزرگ کی سمجھ نہ آئی مگر اب معلوم ہوا کہ اُس منجم کا قول قریب صواب تھا۔ اب میں نے بیعت کے لئے عرض کیا تو اعلےٰ حضرت نے استخارہ کے لئے ارشاد فرمایا۔ دوسری دفعہ جب میں نے عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ اب استخارہ کی حاجت نہیں بیعت میں داخل فرما کر درجہ اکمل تک پہنچا دیا۔

Marfat.com

سید صدر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کہ اعلیٰ حضرت کے مخلصین اور سید امام علیشاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پیر بھائی ہیں - فرماتے ہیں کہ حضرت امام علیشاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بیعت کرنے کے بعد اعلیٰ حضرت نے جو شغل آپ کو فرمایا اُسپر تا آخر کاربند رہے آپ کو خداوند کریم نے اسقدر علو مرتبت عطا فرمایا تھا کہ اکثر طالبان پہلی ہی ملاقات میں اسدرجہ تک پہنچ جاتے کہ کئی سالوں کے مجاہدہ اور مشقت سے اُس کا حصول مشکل تھا - آپ کی توجہ اکسیر احمر کا حکم رکھتی تھی جس پر نظر پڑتی مس خام سونا خالص بن جاتا - سبحان اللہ مگر باوجود اس عظیم مرتبہ کے آپ ہمیشہ مکان شریف سے دو میل جنوب کی طرف ایک پانی کا تالاب ہے جو ڈھولی ڈھاب کے نام سے مشہور ہے عشا کی نماز سے فارغ ہوکر وہاں تشریف لیجاتے اور علیحدگی میں پانی کے کنارے مراقبہ کی حالت میں فجر تک بیٹھے رہتے - سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ - آپ نے اس قدر مجاہدہ کیا ہے کہ اُس کا تحریر میں لانا حد امکان سے خارج ہے - اور اس سرزمین میں آپ نے جہاں جہاں مجاہدہ کیا ہے انوار اور برکات ہویدا ہیں -

آپ سے کثرت سے کرامات صادر ہوئی ہیں - اگر ان سب کو یکجا درج کیا جاوے تو ایک الگ دفتر بن جائے - آپ کے بعد آپ کے فرزند رشید حضرت میر صادق علی صاحب آپ کی مسند پر بیٹھے ؛

حضرت میاں صاحب کا مذہبی تعامل اور تصوفانہ مسلک

حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ آج کل کے مذہبی خانہ برانداز جھگڑوں میں بالکل نہ پڑتے بلکہ اس قسم کے ملاؤں اور واعظوں کو جو جزوی مسائل پر جھگڑتے اور ایک دوسرے کی تلعین و تکفیر کرتے نہایت بُرا سمجھتے تھے - آپ کا مسلک صلح کل تھا - اور یہی وجہ ہے کہ اس وقت سارے ملک میں صرف آپ ہی کی ایک ایسی ہستی تھی جسے تمام اسلامی فرقوں کے پیر و یکساں بزرگ سمجھتے تھے - شیعہ بریلوی - دیوبندی - اہلحدیث - اہل قرآن اور مرزائی سب کے سب آپ کی

Marfat.com

خدمت میں حاضر ہو کر دعاؤں کے طالب ہوتے

با ایں ہمہ آپ پکے حنفی المذہب تھے۔ فرماتے حضرت امام اعظم رح کے سینہ پر براہ راست آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سینہ سے انوار و تجلیات کا فیضان ہوتا تھا۔

آپ رح اپنے سارے دوستوں کو حنفی مذہب کی پابندی کی تلقین کرتے جسکا مسلک آئمہ اربعہ رضوان اللہ علیہم سے باہر ہوتا اُسے راہ راست پر خیال نہ کرتے

حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تصوفانہ مسلک بالکل حضرت مجدد الف ثانی رح کے منہاج پر تھا۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے اس قدر محبت تھی کہ وعظ و تقریر کے وقت صاف معلوم ہوتا تھا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ کے سینہ سے علوم و عرفان اور انوار و تجلیات کی بارش براہ راست حضرت میاں صاحب کے سینہ پر ہو رہی ہے۔ حضرت میاں صاحب کا مذہبی تعامل اور تصوفانہ طریقہ سر مو بھی حضرت مجدد الف کے مخالف نہ تھا۔ آپ کا رنگ ڈھنگ ملکہ ہر امر حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے طریقہ پر تھا۔ میں اس لئے مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اقتباسات پیش کرتا ہوں اور اپنے جملہ احباب سے تمنا رکھتا ہوں کہ وہ مکتوبات کے ہر سہ دفتر اپنے پاس ضرور رکھیں اور انہی کو شریعت و طریقت کا دستور العمل بنائیں۔ چنانچہ حضرت میاں صاحب کا دستور العمل بھی یہی مکتوبات تھے +

خصوصیات و فضائل طریقہ نقشبندیہ

ہمہ شیران جہاں بستہ ایں سلسلہ اند
روبہ از حیلہ چساں بگسلد ایں سلسلہ را

اگرچہ تمام طریقے موصل الی اللہ ہیں اور ان میں بڑے بڑے اکابر دین گذرے ہیں مگر طریقہ نقشبندیہ میں ایسے خصائل و فضائل ہیں جنکو دیکھ کر بے اختیار زبان سے

لیکہ، تو چیزے دیگری

نکلتا ہے ۔ یہ طریق حضرت صدیق اکبر رضؓ سے منسوب ہے ۔ اور وہ اس کے سر حلقہ ہیں اور چونکہ وہ افضل البشر بعد انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اس لئے ان کی نسبت بھی تمام نسبتوں سے بلند و بالا ہے ۔

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی مکتوب نمبر ۲۱۱ دفتر اوّل میں طریقہ علیہ نقشبندیہ کی تعریف میں یوں رطب اللسان ہیں :-

پس ان بزرگواروں کا کمال تمام کمالات سے بڑھ کر ہے اور نسبت سے مراد حضور ذاتی دائمی ہے ۔ اور ان سب باتوں سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ ان کاملوں کے طریقہ میں نہایت ابتدا میں درج ہے اور یہ بزرگوار اس امر میں صحابہ کرام کے پیرو ہیں ۔ کیونکہ صحابہ کرام کو نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پہلی ہی صحبت میں وہ کچھ حاصل ہو جاتا تھا جو دوسروں کو انتہا میں بھی بمشکل حاصل ہو سکے ۔ پس جس طرح ولایت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام پیغمبروں اور انبیاء علیہم السلام کی ولایتوں سے بڑھ کر ہے ۔ اسی طرح ان بزرگواروں کی ولایت بھی تمام اولیاء قدس سرہم کی ولایتوں سے بڑھ کر ہے اور کس طرح بڑھ کر نہ ہو ۔ جبکہ ان کی ولایت حضرت صدیق اکبرؓ کی طرف منسوب ہے ۔"

مکتوب ۲۰۵ جلد اوّل میں فرماتے ہیں :-

" طریق عالیہ نقشبندیہ کے مشائخ قدس سرہم نے برخلاف دوسرے سلسلوں کے مشائخ کے اس سیر کی ابتداء عالم امر سے اختیار کی ہے ۔ اور عالم خلق بھی اسی سیر کے ضمن میں طے کر لیتے ہیں ۔ اسی واسطے طریقہ نقشبندیہ سب طریقوں سے اقرب ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ دوسروں کی نہایت اس کی ابتدا میں درج ہے ہے

قیاس کن ز گلستان من بہار مرا

ان بزرگواروں کا طریقہ بعینہٖ اصحاب کرام رضوان اللہ تعالےٰ کا طریق ہے ۔ کیونکہ اصحاب کبار کو حضرت سید البشر صلعم کی پہلی ہی صحبت میں انتہا کے ابتدا میں درج ہونے کے طریق پر وہ کچھ حاصل ہو جاتا تھا جو امت کے کامل اولیاء کو انتہا میں بھی حاصل ہونا مشکل ہے ۔"

مکتوب نمبر ۱۳۱ دفتر اوّل میں فرماتے ہیں :-

جان لیں کہ حضرات خواجگان قدس سرہم کا طریقہ خدا کی طرف لے جانے والے سب راستوں سے زیادہ قریب رستہ ہے اور دوسروں کا انتہا ان بزرگواروں کے ابتدا میں درج ہے اور ان کی نسبت سب نسبتوں سے بڑھ کر ہے۔

اس کا باعث یہ ہے کہ اس طریق میں سنت کو لازم پکڑتے ہیں اور بدعت سے بچتے ہیں اور حتی المقدور رخصت پر عمل جائز نہیں کرتے۔ اگر بظاہر باطن میں فائدہ دینے والا ہو اور عزیمت کو نہیں چھوڑتے اگرچہ بظاہر طور پر باطن کی طرف لے جائیں "

اپنے کو عین مولا جاننا زندقہ ہے

پس بندہ جب تک اس طرح اپنے آپ کو زمین پر نہ ڈالے اور کام یہاں تک نہ لیجائے اپنے اللہ جل شانہ سے کمال بے نصیب ہے۔ پس اس کا کیا حال ہوگا جو اپنے آپ کو عین مولا جانے اور اپنی صفات کو اس ذات پاک کی صفات خیال کرے تعالی اللہ من ذالک علواً کبیرا۔ یہ اسما اور صفات میں زندقہ ہے۔ اس عقیدہ والے لوگ اس گروہ میں شامل ہیں جن کے حق میں یہ آیت ہے وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْ اَسْمَآئِهٖ ؕ (اقتباس مکتوب ۹ دفتر اوّل)

مناقب حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

"حضرت عیسٰی روح اللہ کی مثال حضرت امام اعظم کوفی رحمۃ اللہ علیہ کی مثال ہے جنہوں نے ورع اور تقوٰی کی برکت اور سنت کی متابعت کی دولت سے اجتہاد اور استنباط سے وہ درجہ بلند حاصل کیا ہے جس کو دوسرے لوگ سمجھ نہیں سکتے اور ان کے اجتہادات کو دقت معانی کے باعث کتاب و سنت کے مخالف جانتے ہیں اور ان کو اور ان کے اصحاب کو اصحاب رائے خیال کرتے ہیں۔ یہ سب کچھ ان کی حقیقت و درایت تک نہ پہنچنے اور ان کے فہم و فراست پر اطلاع نہ پانے کا نتیجہ ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہ جس نے ان کی فقاہت کی باریکی سے تھوڑا سا حصہ حاصل کیا ہے فرمایا کہ اَلْفُقَهَآءُ كُلُّهُمْ عِيَالُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ - (فقہا سب ابوحنیفہ کے عیال ہیں) ان کم ہمتوں کی جرأت پر افسوس کہ اپنا قصور دوسروں کے ذمہ لگاتے ہیں "

(اقتباس دفتر دوم از مکتوب نمبر ۵۵)

Marfat.com

اتباع سید المرسلین و خلفائے راشدین

"یہ سب کچھ بلکہ رُوح اور سِر اور خفی اور اخفیٰ کے تمام کمالات حضرت سید المرسلین کی تابعداری پر وابستہ ہیں۔ بس آپ کو چاہئے کہ نبی صلعم کی متابعت اور اُنکے خلفائے راشدین مہدیین کی متابعت کو لازم پکڑیں" (اقتباس مکتوب ۵۲ دفتر دوم)

سجدہ تعظیمی ناجائز ہے

"اور نیز معتبر آدمیوں نے بیان کیا ہے کہ آپ کے بعض خلفاء کو ان کے مرید سجدہ کرتے ہیں اور زمین بوسی پر بھی کفایت نہیں کرتے۔ اس فعل کی برائی آفتاب سے زیادہ ظاہر ہے ان کو منع کریں اور بڑی تاکید کریں کہ اس قسم کے فعلوں سے بچنا ہر ایک آدمی کے لئے ضروری ہے۔ خاصکر اس شخص کے لئے جو خلقت کا پیشوا اور مقتدا بنا ہوا ہو"

علمائے بد اور علمائے حقانی کا امتیاز

"تعلیم دینا اور فتوے لکھنا اس وقت فائدہ مند ہے جبکہ خالص اللہ ہی کے لئے ہو اور حب جاہ ریاست اور مال و بلندی کی آمیزش سے خالی ہو۔ اور اس خالی ہونے کی علامت یہ ہے کہ دنیا سے زاہد ہو اور دنیا و مافیہا سے بے رغبت ہو وہ علما جو اس بلا میں مبتلا ہیں اور اس کمینی دنیا کی محبت میں گرفتار ہیں وہ دُنیا کے عالموں سے ہیں اور بُرے عالم اور لوگوں سے بدتر۔ اور دین کے چور بھی عالم ہیں حالانکہ یہ لوگ اپنے آپ کو دین کا پیشوا جانتے ہیں اور مخلوقات میں سے اپنے کو بہتر خیال کرتے ہیں۔ کسی عزیز نے شیطان لعین کو دیکھا کہ فارغ بیٹھا ہے اور گمراہ کرنے اور بہکانے سے خاطر جمع کیا ہوا ہے۔ اس عزیز نے اس امر کا بھید پوچھا۔ لعین نے جواب دیا کہ اس وقت کے بُرے عالم میرے ساتھ اس کام میں میرے مددگار ہیں اور مجھ کو اس ضروری کام سے فارغ کر دیا ہے۔ اور واقعی اس زمانہ میں جو سستی اور غفلت کہ امور شرعی میں واقع ہوئی ہے اور جو فتور کہ مذہب و دین کے رواج دینے میں ظاہر ہوا ہوا ہے سب کچھ ان بُرے عالموں کی کمبختی اور ان کی نیتوں کے بگڑ جانے کے باعث ہے۔ ہاں وہ علما جو دُنیا سے بے رغبت ہیں اور جاہ و ریاست اور مال و بلندی کی محبت سے آزاد علمائے آخرت سے ہیں اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ کے وارث ہیں اور مخلوقات میں سے بہتر ہی علما

ہیں کہ کل قیامت کے روز ان کی سیاہی فی سبیل اللہ شہیدوں کے خون کے ساتھ تولی جائیگی اور ان کی سیاہی کا پلہ بھاری ہوگا" (اقتباس از مکتوب ۴۳ دفتر اول)

طریقت اور حقیقت شریعت کے خادم ہیں

"پس شریعت دنیا اور آخرت کی تمام سعادتوں کی ضامن ہے اور کوئی ایسا مطلب باقی نہیں جس کے حاصل کرنے کے لئے شریعت کے سوا کسی اور چیز کی طرف حاجت پڑے۔ طریقت اور حقیقت جن سے صوفیا ممتاز ہیں۔ تیسری جزو یعنی اخلاص کے کامل کرنے میں شریعت کی خادم ہیں۔ پس ان دونوں کی تکمیل سے مقصود شریعت کی تکمیل ہے نہ کوئی اور امر شریعت کے سوا" (اقتباس از مکتوبات ۳۶ دفتر اوّل)

کشف اور شریعت کا تعلق

چند روز ہوئے اشیا میں سیر واقع ہوا اور طالبوں اور مریدوں نے پھر ہجوم کیا۔ ان کا کام شروع کیا گیا ہے لیکن ابھی اپنے آپ کو اس مقام کے قابل نہیں پاتا۔ لیکن لوگوں کے اصرار سے مروّت و حیا کے باعث کچھ نہیں کہتا۔ اور مسئلہ توحید میں جو پہلے متردد تھا جیسے کہ کئی دفعہ عرض کیا گیا تھا اور افعال و صفات کو اصل سے جانتا تھا جب اصل حقیقت معلوم ہوئی وہ تردد دور ہو گیا اور ہمہ از وست والا پلہ ہمہ اوست کے مقولہ سے غالب معلوم کیا اور اس میں کمال زیادہ دیکھا اور افعال و صفات کو بھی اور ہی رنگ میں معلوم کیا۔ سب کو ایک ایک کر کے دکھایا اور اوپر گزر کرایا اور شک و شبہ بالکل دور ہو گیا اور تمام کشفی علوم ظاہر شریعت کے مطابق ہو گئے اور ظاہر شریعت سے سرمو مخالفت نہ دیکھی اور یہ جو بعض صوفیا کشفوں کو ظاہر شریعت کے مخالف بیان کرتے ہیں یا سہو سے ہے یا سکر کی وجہ سے باطن ظاہر کے کچھ مخالف نہیں ہے۔ اثنائے راہ میں سالک کو مخالفت نظر آتی ہے اور توجیہ اور جمع کی طرف محتاج ہوتا ہے لیکن منتہی حقیقی باطن کو ظاہر شریعت کے موافق معلوم کرتا ہے

علما اور ان بزرگواروں کے درمیان اسقدر فرق ہے کہ علما از روئے دلیل اور علم کے جان لیتے ہیں اور یہ بزرگوار از روئے کشف اور ذوق کے پا لیتے ہیں اور ان کے تحت حال پر اس مطابقت سے بڑھ کر مدلل دلیل اور کونسی ہے" (اقتباس مکتوب ۴۰ صفحہ ۲۵۸ دفتر دوم)

Marfat.com

فرائض کے مقابلہ میں نوافل کا درجہ

اَے میرے عزیز اور باتمیز فرزند دُنیا کی بیہودہ زیب و زینت کی طرف راغب نہ ہونا اور اس فانی سج دھج کی طرف فریفتہ نہ ہونا بلکہ کوشش کرنا کہ تمام حرکات و سکنات میں شریعت روشن کے موافق عمل کیا جائے اور ملت نورانی کے مطابق زندگی بسر کی جائے۔ اوّل اپنے اعتقاد کو اہل سنّت و جماعت کے عقائد کے موافق درست کرنا چاہیئے۔ پھر احکام فقیہ کے مطابق عمل کرنا چاہیئے خاص کر ادائے فرائض میں بڑی کوشش کرنی چاہیئے اور حل و حرمت میں بڑی احتیاط بجا لانی چاہیئے اور عبادات نافلہ کو عبادات فرائض کے مقابلہ میں راستے میں پھینکی ہوئی کوڑی کی طرح بے اعتبار جاننا چاہیئے۔ اکثر اس زمانہ کے لوگ نفلوں کو رواج دیتے ہیں اور فرائض کو خراب کرتے ہیں۔ نوافل کے ادا کرنے میں بڑی کوشش کرتے ہیں اور فرائض کو خوار و بے اعتبار جانتے ہیں۔ روپیہ سب کا سب وقت بے وقت مستحق اور غیر مستحق کو دیتے ہیں لیکن ایک چیتل زکوٰۃ کے طور پر خرچ نہیں کرسکتے۔ یہ نہیں جانتے کہ ایک چیتل زکوٰۃ کے طور پر مصرف میں دینا صدہا صدقہ نافلہ سے بہتر ہے۔ کیونکہ ادائے زکوٰۃ میں حق تعالےٰ کے حکم کی بجا آوری ہے اور صدقہ نافلہ میں اکثر ہوائے نفس کی تابعداری۔ اسی واسطے فرض میں ریا کی گنجائش نہیں اور نفل میں ریا کا دخل ہے۔ یہی سبب ہے کہ زکوٰۃ کو ظاہر کرکے دینا بہتر ہے تاکہ تہمت دُور ہو جائے اور صدقہ نافلہ کو چھپا کر دینا بہتر ہے جو نفلوں کے لئے مناسب ہے ۔" (مکتوب ۷۸ صفحہ ۲۶۲ دفتر دوم)

اتباع سنّت اور اجتناب از بدعت

"سب سے اعلےٰ نصیحت جو دوستانِ سعادت مند کے لئے لائق ہے۔ وہ یہ ہے کہ سنت سنیہ علے صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ کی متابعت کریں اور بدعت ناپسندیدہ سے بچیں۔ جو شخص سنتوں میں کسی سنت کو متروک العمل ہو چکی ہو زندہ کرے تو اس کے لئے سو شہید کا ثواب ہے۔ تو پھر معلوم کرنا چاہیئے کہ جو کوئی فرض یا واجب کو زندہ کرے گا۔ اُس کو کس قدر ثواب ملیگا۔ نماز میں ارکان کا برابر کرنا جو اکثر علماء حنفیہ کے نزدیک واجب اور امام ابو یوسف اور امام شافعی رح کے نزدیک فرض ہے اور بعض علماء حنفیہ کے نزدیک سنت۔ اکثر لوگوں نے اس عمل کو ترک کر دیا ہوا ہے۔ اِس عمل

Marfat.com

کا زندہ کرنا اور جاری کرنا سو شہید فی سبیل اللہ کے ثواب سے زیادہ ہوگا باقی احکام شرعیہ یعنی حلال و حرام و مکروہ کا بھی یہی حال ہے ۔ علماء نے فرمایا ہے کہ نیم دانگ اس شخص کو واپس دیدینا جس سے خلاف شرع ظلم سے لیا ہو دو سو درم صدقہ کرنے سے بہتر ہے ۔ علماء نے فرمایا ہے ۔ اگر ایک شخص کے نیک عمل پیغمبر کے نیک عملوں کی طرح ہوں اور اس پر نیم دانگ بھی کسی کا حق باقی رہا ہو تو اس شخص کو بہشت میں نہ لیجائیں گے ۔ جب تک اس نیم دانگ کو ادا نہ کرے گا ۔ غرض ظاہر کو احکام شرعیہ سے آراستہ کرکے باطن کی طرف متوجہ ہونا چاہئیے تاکہ غفلت کے ساتھ آلودہ نہ رہے ۔ کیونکہ باطن کی امداد کے بغیر احکام شرعی سے آراستہ ہونا مشکل ہے ۔ علماء فتویٰ دیتے ہیں اور اہل اللہ کام کرتے ہیں ۔ باطن میں کوشش کرنا ظاہر کی کوشش کو مستلزم ہے ۔ اور جو کوئی باطن ہی کی درستی میں لگا رہے اور ظاہر کی پروانہ کرے وہ ملحد ہے اور اس کے وہ باطنی احوال استدراج ہیں ۔ باطنی حالات کے درست ہونے کی علامت ظاہر کو احکام شرعیہ سے آراستہ کرنا ہے ۔ استقامت کا طریق یہی ہے ۔

(مکتوب ۸۷ دفتر دوم)

سماع و سرود منع ہے

جب اس طریقہ کے بزرگوار ذکر جہر سے منع کرتے ہیں اس قدر مبالغہ کرتے ہیں تو پھر سماع اور رقص اور وجد کا کیا ذکر ہے وہ احوال و مواجید جو غیر شرع اسباب پر مترتب ہوں فقیر کے نزدیک استدراج کی قسم سے ہیں ۔ کیونکہ استدراج والوں کو بھی احوال و اذواق حاصل ہوتے ہیں ۔ اور جہان کی صورتوں کے آئینوں میں کشف و توحید اور مکاشفہ و معائنہ ان کو ظاہر ہو جاتا ہے ۔ اس امر میں حکماء یونان اور ہند کے جوگی اور براہمن سب برابر ہیں ۔ احوال کے سچا اور صادق ہونے کی علامت علوم شرعیہ کے ساتھ ان کا موافق ہونا اور محرمہ اور مشتبہ امور کے ارتکاب سے بچنا ہے ۔

جاننا چاہئیے کہ سماع و رقص درحقیقت لہو و لعب میں داخل ہے آیت کریمہ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ ۔ اور لوگوں میں (کوئی) ایسا بھی (نالائق) ہے جو واہیات (خرافات، قصے کہانیاں) مول لے لیتا ہے (سرود کے منع ہونے کے شان) میں نازل ہوئی ہے ۔

Marfat.com

چنانچہ مجاہد رحجو ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا شاگرد ہے - اور
کبائر تابعین کہتا ہے کہ لَھْوَ الْحَدِیْثِ سے مراد سرود ہے ؛
فی المدارک - لَھْوَ الْحَدِیْثِ اَلسَّمَرُ وَالْغِنَاءُ وَکَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَابْنُ مَسْعُوْدٍ یَحْلِفَانِ اَنَّهُ الْغِنَاءُ - تفسیر مدارک میں ہے کہ لَھْوَ الْحَدِیْثِ سے مراد سمر یعنی بیہودہ قصے کہانیاں اور سرود ہے اور حضرت ابن عباس اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم قسم کھاتے تھے کہ بیشک وہ غنا اور سرود ہے ؛
حضرت مجاہد اللہ تعالےٰ کے قول لَا یَشْھَدُوْنَ الزُّوْرَ (زور میں حاضر نہیں ہوتے) کی تفسیر میں فرماتے ہیں اَیْ لَا یَحْضُرُوْنَ الْغِنَاءَ یعنی سرود و سماع میں حاضر نہیں ہوتے ؛

اور امام الھدیٰ ابو منصور ماتریدی سے حکایت کی گئی ہے کہ مَنْ قَالَ لِمُقْرِیٍٔ زَمَانِنَا اَحْسَنْتَ عِنْدَ قِرَاءَتِهٖ یَکْفُرُ وَبَانَتْ مِنْهُ اِمْرَأَتُهٗ وَاَحْبَطَ اللہُ تَعَالٰی کُلَّ حَسَنَاتِهٖ جس نے ہمارے زمانہ کے کسی قاری کو قرارت کے وقت کہا کہ تو نے بہت اچھا پڑھا، کافر ہو جاتا ہے اور اس کی عورت اس سے جدا ہو جاتی ہے اور اس کی تمام نیکیاں دور ہو جاتی ہیں ؛
اور ابو نصیر الدبوسی سے نقل کی گئی ہے اور انہوں نے قاضی ظہیر الدین خوارزمی سے نقل کی ہے کہ مَنْ سَمِعَ الْغِنَاءَ مِنَ الْمُغَنِّیْ اَوْ غَیْرِهٖ اَوْ یَرٰی فِعْلًا مِنَ الْحَرَامِ فَیَحْسُنُ ذٰلِكَ بِاِعْتِقَادٍ اَوْ بِغَیْرِ اِعْتِقَادٍ یَصِیْرُ مُرْتَدًّا فِی الْحَالِ بِنَاءً عَلٰی اَنَّهٗ اَبْطَلَ حُکْمَ الشَّرِیْعَةِ وَمَنْ اَبْطَلَ حُکْمَ الشَّرِیْعَةِ فَلَا یَکُوْنُ مُؤْمِنًا عِنْدَ کُلِّ مُجْتَهِدٍ وَلَا یَقْبَلُ اللہُ تَعَالٰی طَاعَتَهٗ وَاَحْبَطَ اللہُ تَعَالٰی کُلَّ حَسَنَاتِهٖ جس نے کسی گانے والے یا کسی اور سے سرود سنا یا فعل حرام کو دیکھا اور اس کو اچھا جانا از روئے اعتقاد کے یا بغیر اعتقاد کے تو اسی وقت مرتد ہو جاتا ہے کیونکہ اس نے شریعت کے حکم کو باطل کر دیا اور جس نے شریعت کے حکم کو باطل کر دیا وہ کسی مجتہد کے نزدیک مومن نہیں رہتا اور نہ اللہ تعالےٰ اس کی طاعت کو قبول کرتا ہے اور اس کی سب نیکیاں کو دور کر دیتا ہے اَعَاذَنَا اللہُ سُبْحَانَهٗ مِنْ ذٰلِكَ - اللہ تعالےٰ ہم کو اس سے بچائے ؛
آیات و احادیث اور روایات فقہیہ غنا اور سرود کی حرمت میں اس قدر

ہیں کہ ان کا شمار کرنا مشکل ہے۔ اگر کوئی شخص منسوخ حدیث یا روایت شاذہ کو سرود کے مباح ہونے میں پیش کرے تو اس کا ہرگز اعتبار نہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ کسی فقیہہ نے کسی زمانہ میں سرود کے مباح ہونے کا فتویٰ نہیں دیا ہے اور نہ ہی رقص پاکوبی کو جائز قرار دیا ہے۔

چنانچہ امام ہمام ضیاء الدین شامی کی ملتقط میں مذکور ہے اور صوفیہ کا عمل حل و حرمت میں سند نہیں ہے۔ صرف یہی نہیں ہے کہ ہم اُن کو معذور سمجھیں اور ان کو ملامت نہ کریں اور ان کا امر اللہ تعالیٰ کے سپرد کریں۔ یہاں تو امام ابو حنیفہؒ و امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا قول معتبر ہے نہ ابو بکر شبلیؒ اور ابی حسن نوریؒ کا عمل۔

اس زمانہ کے کچے اور خام صوفیوں نے اپنے پیروں کے عملوں کو بہانہ کر کے سرود و رقص کو اپنا دین و ملت بنا لیا ہے۔ اور اسی کو طاعت و عبادت سمجھ لیا ہے۔ اُولٰئِكَ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّ لَعِبًا۔ (یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے لہو و لعب کو اپنا دین بنا لیا ہے) اور روایت سابقہ سے معلوم ہو چکا ہے کہ جو شخص فعل حرام کو مستحسن اور اچھا جانے وہ اسلام کے گروہ سے نکل جاتا ہے اور مرتد ہو جاتا ہے۔ تو پھر خیال کرنا چاہیئے کہ سماع و رقص کی مجلس کی تعظیم کرنا بلکہ اس کو طاعت و عبادت سمجھنا کیسا برا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کا احسان ہے کہ ہمارے پیر اس امر میں مبتلا نہ ہوئے اور ہم تابعداروں کو اس قسم کے امور کی تقلید سے چھڑا دیا۔

(دفتر اول مکتوب ۲۶۶)

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کا منصب خاص

شاہنشاہ اکبر کے عہد کے اختتام اور عہد جہانگیری کے اوائل کا زمانہ جس قدر پر آشوب اور پر از فتن تھا وہ تاریخ دانوں سے پوشیدہ نہیں۔ اس زمانہ کی اصلاح و تجدید اور راہنمائی و ہدایت کی خلعت توفیق الٰہی نے حجۃ الاسلام۔ امام الاعلام۔ مجدد العصر سند الکاملین۔ امام العارفین۔ وارث الانبیاء۔ قدوۃ الاولیاء حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ کو پہنائی اور انبیاء اولوالعزم کی نیابت و قائم مقامی کا منصب

Marfat.com

خاص ان کے سپرد کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل مخصوص سے دور آخر کے اس فاتح سلطان عصر اور قطب وقت پر نہ صرف قرآن حکیم بلکہ تمام علوم اسلامیہ کے درس وبصیرت کے تمام غیر مفتوح دروازے کھول دئے اور کشف سرائر وخفایائے محجوبہ تفحص حقائق ومعارف مستورہ تحقیق نوادر وغرائب، فیصلہ مذاہب ومشارب تطبیق اختلافات متضادہ، انشراح بصائر وعوارف مخصوصہ کی تمام عجیب وغریب نعمتیں عطا فرمائیں۔ آپ کی تجدید صرف اعمال وفروع کے متعلق ہی نہیں بلکہ براہ راست علوم وعقائد اور اصول واساسات شریعت کے متعلق ہے۔ ان کے مقام دعوت وتجدید نے علم وعمل کی اور تمام شاخوں اور راہوں کا بھی احاطہ کرلیا ہے۔

ہائے افسوس حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا وجود گرامی بھی منجملہ ان اکابر ملت کے ہے جنکی تعظیم وتوقیر توحسن اعتقاد کی بنا پر بہت کی جاتی ہے۔ لیکن ان کی زندگی کے اصلی کارناموں سے بڑے بڑے معتقدین تک کو خبر نہیں تصوف صالح کا جوہر پاک جہل وبدعت کی آمیزش سے یکسر مکدر ہو چکا تھا۔ ملک کا ملک شریعت وعلوم شریعت سے بیگانہ محض اور اصل حقیقت یک قلم معدوم ہو چکی تھی۔ عہد اکبری کی بدعات تخت وتاج حکومت کے زور سے ہر طرف پھیل چکی تھیں

علما سوء اور مشائخ دنیا پرست خود ان کے احداث واشاعت کے نقیب تھے۔ اس وقت صرف حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا وجود گرامی ہی تھا جو تن تنہا امن وعافیت کی درسگاہوں سے نکلا اور دعوت [illegible] گاہوں میں قدم رکھا۔ نصرت الٰہی کے لشکروں اور نفوذ باطنی کے سامانوں کے ساتھ ایسا مسلح ہوا کہ نہ شاہنشاہ ہند کا تاج وتخت اس کی راہ کو روک سکا اور نہ وقت کی حکمرانی وفرمانروائی اس کے سلطان حق، سطوت الٰہی پر غالب آسکی۔

حضرت موصوف ایک مکتوب میں اپنے فرزند کو لکھتے ہیں:-

اے فرزند این وقت آنست کہ در امم سابقہ درین طور وقتے کہ پر از ظلمت است پیغمبر اولوا العزم مبعوث مے گشت وبنائے شریعت جدیدے

دریں اُمت کہ خیر الامم است - پیغمبر ایشاں خاتم المرسلین علما را مرتبہ انبیا داده اند واز وجود علما بوجود انبیا کفایت فرموده اند - دریں وقت عالمے عارفے تام المعرفت ازیں اُمت درکار است کہ قائم مقام انبیا و اولوالعزم باشد

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید
دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا کرد

کچھ شک نہیں کہ توفیق الٰہی نے حضرت ممدوح کے لئے یہ مرتبہ خاص کر دیا پھر دوسری جلد کے چوتھے مکتوب میں لکھتے ہیں :-

از حق الیقین و عین الیقین چہ گوئید ؟ و اگر گوید کے فہم کند ؟ ایں معاملات از حیطۂ ولایت بیست - ارباب ولایت برنگ علما ظواہر در ادراک آں عاجز اند - ایں کار مقتبس از مشکوٰۃ نبوۃ است کہ بعد از تجدید الف ثانی بہ تبعیت و وراثت تازہ گشتہ صاحب ایں علوم و معارف مجدد است"۔

پھر ایک جگہ فرماتے ہیں :-

مجدد آنست کہ ہرچہ دراں مدت از فیوض بہ اُمت برسد بتوسط او رسد - اگرچہ اقطاب و اوتاد آں وقت باشند"

پس اس سلطان وقت نے تھوڑی ہی مدت میں بھٹکے ہوؤں کو راہ ہدایت کی طرف بلایا اور کورچشمان ظلمت کی آنکھوں کو نور الٰہی سے روشن کر دیا - کتاب و سنت کی روح حیات سے جہل کے مردوں اور غفلت کی نعشوں کو از سر نو زندگی بخشی - اس کام میں اہل جہل و ضلالت کے ہاتھوں جسقدر بھی اذیتیں پہنچیں ان پر صبر کیا - کتنے ہی ابلیس جہل کے مارے ہوئے ہیں جو انکی مسیحائی سے جی اُٹھے - بدعت کے لشکروں اور احداث و تحریف کی پلٹنوں کو قرآن و سنت کے نیزوں کی بوچھاڑ سے تتر بتر کر دیا - گمراہی کے جھنڈے اُن کے آگے سرنگوں ہو گئے اور فتنوں کی صفیں اُن کے قشون دلائل وجنود براہین کے فاتحانہ حملوں سے اُلٹ گئیں - اگر کسی شخص کو اس بات کی صحت میں شک ہو تو حضرت مجدد صاحب کے مکتوبات آج بھی موجود ہیں جو شخص ان کا مطالعہ کریگا وہ حق و یقین اور طمانیت قلب کو پالیگا خود امام صاحب کی زندگی میں ہی انکے مکتوبات عالمگیر شہرت پا گئے تھے

ان مذکورہ سطور سے صرف یہی ظاہر کرنا مقصود تھا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک ہمارے لئے حجت و سند ہے اور جو شخص ان کے قول واجتہاد سے اور انکی امامت سے انکار و اعراض کرتا ہے۔ وہ یا تو مجنون و لا یعقل ہے یا کمال سفیہہ و بلیہہ یا سخت شریر و مفسد۔

سوائے حضرت ممدوح کی ارادت و محبت کے اس عاجز کے دامن میں اور کوئی دولت نہیں۔ یہی ایک محبت و ارادت کی دولت ہے جسے اپنے خمیر طینت میں ممزوج پاتا ہوں اور اسی کو ہی توشۂ آخرت وسیلہ سعادت سمجھتا ہوں ؎

نہ من بر آں گل عارض غزل سرائم و بس
کہ عندلیب تو از ہر طرف ہزارا آمند

حضرت میاں صاحب مرحوم قدس سرہٗ کے ساتھ بھی نسبت و ارادت کا باعث صرف یہی امر ہوا کہ حضرت میاں صاحب کا قلب حضرت ممدوح کی محبت و ارادت سے معمور و آباد تھا۔ شاید اگر ان کے دامن تک ہاتھ نہ پہنچ سکے تو ان کے دوستوں کا دامن پکڑ سکیں۔ مصرعہ

اے گل بتو خورسندم کہ تو بوئے کسے داری

سلوک راہ نبوت و سلوک راہ ولایت

یہ بات یاد رکھنا چاہیے کہ ثمرہ شریعت اور طریقت کا اور ربنیا دحقیقت و معرفت کی صرف اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنا ہے چنانچہ حدیث مَنْ کَانَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِمَّا سِوَاھُمَا یعنی اللہ اور اس کے رسول کی محبت تمام دُنیا اور مافیہا سے بڑھ کر ہو گئے) اور آیہ کریمہ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ (یعنی ایمان والے اللہ کی محبت میں چور رہیں)۔ اُسی محبت اور عشق الہٰی کا بیان ہے۔ اگرچہ اس مسئلہ محبت الہٰی پر تمامی صوفیائے کرام بلکہ ساری خلقت متفق ہے۔ لیکن اس میں ایک نکتہ ایسا باریک ہے کہ اس زمانے کے لوگ اُس نکتہ کو نہیں سمجھتے اور وہ نکتہ ایک تمیز اور فرق ہے درمیان حب عشقی اور حب ایمانی کے۔ اسی ناواقفی کے سبب سے بعض عوام صوفیاء انبیاء علیہم السلام کے حالات کو ساتھ احوال اہل عشق اور مواجید کے مطابق نہ پاکر

Marfat.com

صفت کی سردردی اٹھاتے ہیں اگرچہ یہ دونوں طریق یعنی طریق انبیاء علیہم السلام اور طریق اہل عشق و مواجید اللہ کی راہوں میں سے ہیں مگر ان دونوں کے حصول کے طریقے اور موردات و آثار و ثمرات علیحدہ علیحدہ ہیں جیسے کہ ایک یونانی حکیموں کا علاج اور ایک ڈاکٹر کا علاج ہے۔ دونوں حصول صحت کے طریقے ہیں۔ مگر ان کے نسخے اور مسہلات اور طریق استعمال اور آثار صحت علیحدہ علیحدہ ہیں۔ سو تفصیل اور تمیز ان دونوں محبتوں کی اس طرح پر ہے کہ مراد عشق اور حبّ نفسانی سے ایک قلق اور شورش ہے کہ بہ سبب نہ ملنے شئے مطلوب اور محبوب کے انسان کے باطن میں پیدا ہو کر تمام قوا رباطنیہ میں سرایت کر جاتی ہے اور انتہا اس کا ملنا شئے مطلوب اور وصال محبوب کا ہے اور یہ عشق اوّل قلب میں جو مقام تمامی کیفیات نفسانی کا ہے جگہ پکڑ کر پھر سارے باطن میں پھیل جاتا ہے اور آدمی کو دیوانہ اور مجنون بنا دیتا ہے۔ اور جب شئے محبوب ملجاتی ہے تو شعلۂ فراق ٹھنڈا ہو کر کیفیت عشقی زائل ہو جاتی ہے اور حبّ ایمانی یعنی حبّ عقلی سے یہ مُراد ہے کہ کوئی آدمی کسی شئے کے فوائد اور منافع اور اسکی طرف اپنے محتاج ہونے پر آگاہ ہو کر اس شئے کے حاصل کرنے کا شوق اس کے دل میں پیدا ہوا اور یہ شوق یہانتک بڑھتا ہے کہ تمامی تکلیفیں اور مشقتیں جو اس کے حاصل ہونے میں پیش آتی ہیں اسپر آسان ہو جاتی ہیں۔ اس سبب سے کمرہمت کی چُست باندھ کر ہر قسم کے حیلے اس کے حاصل کرنے کے واسطے کرتا ہے اور اختیاراً نہ اضطراراً اس کی طلب میں اپنے کو مٹا دیتا ہے اور یہ حبّ اوّل عقل میں جو خزانہ معلومات کا ہے جگہ پکڑتی ہے اور جیسے پانی درختوں کی جڑ اور شاخوں اور پتوں اور پھلوں میں سرایت کرتا ہے ویسے ہی یہ حبّ تمام قوائے باطنیہ میں پھیل جاتی ہے تب جو فکر اور تدبیر عقل میں آتی ہے اس کے حاصل کرنے کے واسطے کرتا ہے اور طرح طرح کے ارادے اور ہمتیں اس کی طلب کے واسطے قلب سے اٹھتی ہیں اور ہر قسم کی مشقتیں اور ترک مالوفات اس کے واسطے گوارا کرتا ہے اور نتیجہ حبّ عشقی کا زائل ہونا عقل و شعور کا ہے سوائے محبوب کے اور ثمرہ حبّ ایمانی کا فنا ہونا ہمّت اور ارادے کا ہے کہ وہ جو کچھ کہتا ہے محبوب سے کہتا ہے اور جو کچھ سُنتا ہے محبوب سے سُنتا ہے اور سوائے حصول رضامندی محبوب کے ہر ایک چیز اس کو فضول نظر آتی ہے۔ اور چونکہ حبّ عقلی کا جائے قرار

Marfat.com

عقل ہے اس واسطے کسی معارض کو اس میں گنجائش نہیں ہے اور حبِّ عشقی مجرّد وصالِ محبوب کے زایل ہو جاتی ہے۔ مگر حبِّ ایمانی یعنی حبِّ عقلی وصالِ محبوب سے بڑھ کر ہزار گنی ہو جاتی ہے کیونکہ حبِّ عشقی بوجہ نہ ملنے محبوب کے تھی اُسکے ملنے پر زائل ہو جاتی ہے اور حبِّ ایمانی بوجہ جاننے فوائد اور منافع اور کمالات محبوب کے اور اپنی احتیاج کے طرف اُسکے تھی اور یہ مطلب وصال میں اور زیادہ تر واضح ہو جاتا ہے۔ کیونکہ بوقت شروع محبّت کے صرف علم الیقین تھا اب وصال پر اُن کمالات محبوب کا عین الیقین ہو گیا۔ جب یہ فرق درمیان دونوں محبّتوں کے ذہن نشین ہو گیا تو جاننا چاہئے کہ اللہ تعالےٰ نے بعض بندوں کو ان دونوں محبتوں میں سے ایک محبت کے واسطے روز ازل سے پسند کیا ہے سو وہی برگزیدہ اصلی اِن محبتوں کے آثار اور ثمرات اور نتایج سے بہرہ اندوز ہوتے ہیں ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ حبِّ ایمانی کے مقامات اور نتائج اور ثمرات کا انتہا نبوّت تک ہے اس واسطے اُس کو سلوک راہ نبوّت کہتے ہیں اور حبِّ عشقی اور اُس کے احوال اور مقامات اور نتایج اور ثمرات کا انتہا حقائق اشیاء، قدرت الٰہی میں مضمحل ہو کر اس کی معرفت کا حاصل کرنا ہے اس واسطے اُس کو سلوک راہ ولایت کہتے ہیں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ آئمہ طریقت اور پیشوایان حقیقت پہلے قرآن اور حدیث کو تحصیل کر کے اُس کے نتایج اور ثمرات سے متصف ہو کر سلوک راہ نبوّت میں پکّے ہو جایا کرتے تھے تب اُس کے بعد سلوک راہ ولایت اور عشق کو شروع کرتے تھے۔

اور یہ بھی یاد رہے کہ راہ نبوّت اور راہ ولایت میں در اصل کچھ تباین اور تخالف نہیں ہے مگر اس کو سمجھنا چاہیے کہ راہ نبوت اصل جڑ اور بنیاد اور پیوند جان سالک طریق رحمانی کی ہے اور حبِّ عشقی اور راہ ولایت قبیل حالات اور ارادات سے ہے سو حبِّ ایمانی اور سلوک راہ نبوّت بمنزلہ بنیاد مکان بلکہ مثل اینٹ اور لکڑی وغیرہ مادۂ عمارت کے سمجھنا چاہیے۔ اور حبِّ عشقی اور طریق ولایت اور اُس کے ثمرات شور انگیز کو مثل گل بوٹے دلکش کے تصوّر کرنا چاہیے کہ بعد تیاری عمارت کے اُس پر نقش کیے جاتے ہیں نہ کہ عمارات سے پہلے۔ مگر اب جاہل فقراء اور نادان سالکین زمانہ حال نے ثانی کو بجائے اوّل مقرر کر کے سلوک راہ نبوّت کو بالکل ہاتھ سے دیدیا اور شروع ہی سے تحصیل راہ ولایت اور حبِّ عشقی میں پڑ کر برباد ہو گئے حالانکہ آرزن

Marfat.com

ثم جاہد یعنی پہلے ایمان لا پھر مجاہدہ کر۔ حدیث مشہور ہے ؂

حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ مسندِ تلقین وارشاد پر

گو حضرت میاں صاحب کو اللہ تعالےٰ نے سلوک راہ ولایت اور سلوک راہ نبوت کی جامعیت عطا فرمائی تھی۔ لیکن حضرت میاں صاحبؒ نے زمانہ کے مقتضاء اور داعیہ کے مطابق حصول تقرب الٰہی کے طالبان کے لئے ایسا سہل الحصول اور آسان راستہ کر دیا کہ جن پر کمزور سے کمزور طبیعتیں بھی منتہائے سلوک تک پہنچ جاتیں حضرت میاں صاحب کا طریق جامع سلوک راہ ولایت وسلوک راہ نبوت ہے۔ جب ایمانی اور رب عشق کے دو دریا بہہ رہے ہیں۔

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ o بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ o

آپ کا طریق ایک سمندر ہے۔ شریعت وطریقت کا اور سنت ومعرفت کا موجیں اور ٹھاٹھیں مارتا ہوا ؂

بر کفِ جامِ شریعت بر کفِ سندانِ عشق
ہر ہوسناکے نداند جام سنداں باختن

عام طور پر اپنے احباب کو یہ تین شغل ذکر اسم ذات وذکر کلمہ طیبہ، تلاوت قرآن مجید اور نماز فرمایا کرتے اور فرماتے کہ سب کچھ انہی میں آجاتا ہے۔ ذکر کے متعلق جو کچھ ارشاد فرماتے ہیں اس کا ملخص یہ ہے:۔

ابن عباسؓ نے ارشاد خداوندی فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ خدا تعالےٰ کا ذکر کرو۔ رات دن خشکی۔ تری۔ سفر حضر۔ تونگری فقر۔ تندرستی۔ مرض خفیہ۔ علانیہ اور بعض صوفیا نے فرمایا ہے۔ کہ ہر فرض عبادت کی حق تعالےٰ نے کوئی حد اور انتہا ضرور مقرر فرمائی ہے۔ اور عذر کے وقت معذور بھی قرار دیا ہے۔ مگر ذکر کی کوئی بھی حد نہیں۔ جہاں پہنچکر ختم ہو جاوے اور کوئی عذر بھی قابل سماعت نہیں۔ کیونکہ بجز مجنون کے اس میں کوئی معذور نہیں۔ اور اگر کسی کو معذور قرار دیتے تو وہ حضرت ذکریا علیہ السلام ہوتے کہ باوجود بڑھاپے اور اس قدر ضعف کے کہ بات تک کرنے کی طاقت نہ تھی۔ اس طرح حکم ہوا

Marfat.com

اٰیَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ط وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِیْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِیِّ وَالْاِبْكَارِ ه کہ تمہارے لڑکا پیدا ہونے کی نشانی یہ ہے کہ تین دن کسی آدمی سے کلام نہ کروگے مگر اشارہ کے ساتھ۔ اور خدا تعالےٰ کا ذکر بکثرت کرتے رہنا۔ اگر اور کسی کے لئے ذکر کے ترک میں کوئی عذر قابل لحاظ ہوتا تو غازی ومجاہد کا شغل ہوتا۔ مگر ان کو بھی مشقت اور مشغولی کے باوجود یوں حکم ہے یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ کہ اے ایمان والو جب کافروں کے ساتھ جنگ کیا کرو تو پاؤں جمائے رکھو اور اللہ کا ذکر بہت کرو تاکہ فلاح پاؤ۔" نیز قیامت کے دن ساری عبادتیں نماز۔ روزہ وغیرہ ساقط ہوجائیں گی۔ اس لئے کہ عالم آخرت میں بندے مکلف نہ ہونگے۔ مگر ذکر آخرت میں بھی زائل نہ ہوگا نیز حق تعالےٰ دوسری جگہ سورہ جمعہ میں ارشاد فرماتے ہیں وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ اللہ کا ذکر کرو تاکہ کثرت سے فلاح پاؤ۔" اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ کا ذکر جہاد۔ صدقات۔ خیرات سب سے افضل ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے ذکر سے بہتر کوئی عمل نہیں ہے۔ ذکر الٰہی کے لئے ایک مغز اور تین پوست ہیں اور مغز تو مقصود بالذات ہے۔ مگر پوست اس لئے مقصود اور محبوب ہیں کہ وہ مغز تک پہنچنے کے ذرائع اور اسباب ہیں۔ پہلا پوست صرف زبان سے ذکر کرنا ہے اور دوسرا پوست قلب سے ذکر کرنا اور جبرًا یا تکلف اس کا خوگر ہونا۔ یاد رکھو کہ قلب کو اپنی حالت پر نہ چھوڑنا چاہیئے۔ کیونکہ اسکو تفکرات اور تخیلات میں پڑنے سے پریشانی ہوتی ہے لہٰذا مناسب ہے کہ اس کی مرغوب شے یعنی ذکر الٰہی اس کے حوالے کر دی جائے تاکہ اس کو اطمینان حاصل ہوجائے تیسرا پوست یہ ہے کہ ذکر الٰہی قلب میں جگہ کرلے۔ اور ایسا گڑ جائے کہ اس کا چھڑانا دشوار ہوجائے۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ دوسرے درجے میں جس طرح قلب کو ذکر کی عادت ڈالنے میں دقت پیش آتی تھی۔ اس تیسرے درجے میں قلب سے ذکر اللہ کی عادت چھڑانا اس سے زیادہ دشوار ہو۔ چوتھا درجہ جو مغز اور مقصود بالذات ہے۔ وہ یہ ہے کہ قلب میں ذکر کا نام ونشان بھی باقی نہ رہے۔ بلکہ مذکور حق تعالےٰ کی ذات ہی ذات باقی رہ جائے۔ کہ نہ قلب کی طرف توجہ رہے نہ ذکر کی جانب التفات۔ اور نہ اپنی خبر ہو اور نہ کسی دوسرے کی غرض۔ ذات بحت میں استغراق ہوجائے۔ اسی حالت کا نام فنا

Marfat.com

ہے اور اِس حالت پر پہنچکر بندہ کو نہ اپنے ظاہری حس و حرکت کا علم ہوتا ہے اور نہ باطنی عوارض کا۔ یہاں تک کہ اپنے فنا ہو جانے کا بھی علم باقی نہیں رہتا۔ کیونکہ فنا ہو جانا بھی تو خدا کے علاوہ دوسری ہی چیز ہے اور غیر اللہ کا خیال میل کچیل اور کدورت ہے۔ پس فنا کا علم بھی اس درجہ میں پہنچکر کدورت اور بُعد ہوا۔ یہی وہ حالت ہے جس میں اپنے وجود کے فنا کے ساتھ خود فنا سے بھی فنائیت ہوتی ہے۔"

کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا ذکر بھی فرمایا کرتے تھے۔ اس کے فضائل بیان کیا کرتے تھے۔ بلکہ اخیر عمر میں وفات سے قبل کلمہ طیبہ کی تلقین و ارشاد پر بہت زور دیتے اور یعنی پہلے باطل خداؤں کی نفی کرکے معبود برحق اللہ جلشانہ کا اثبات کرے اور جو کچھ چونی و چندی کے داغ سے موسوم ہے اس کے لا کے نیچے داخل کرکے خدائے بیچون کے ساتھ ایمان لائے۔ سب سے بڑھ کر عبادت کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی نفی و اثبات میں ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمام ذکروں سے افضل ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے۔ نیز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالے نے اس طرح فرمایا ہے اگر میرے سوا سات آسمانوں اور سات زمینوں کو ایک پلہ میں اور کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کو دوسرے پلہ میں رکھا جائے تو کلمہ والا پلہ بھاری ہوگا کیونکر افضل و راجح نہ ہو جبکہ اس کا ایک کلمہ تمام ماسوائے حق یعنی آسمانوں۔ زمینوں و عرش و کرسی و لوح و قلم و آدم کی نفی کرتا ہے۔ اس کا دوسرا کلمہ معبود برحق کا اثبات کرتا ہے جو آسمانوں اور زمینوں کا پیدا کرنیوالا ہے وہی رزق دیتا ہے۔ اولاد بخشتا ہے۔ ہر قسم کے نفع و نقصان کا مالک ہے۔

محمد رسول اللہ (یعنی محمد اللہ کے سچے رسول ہیں) سمجھکر کوئی بات یا کام خواہ دینی ہو یا دنیوی خلاف ارشاد حضرت صلعم کے اختیار نہ کریں۔ ہر امر میں حضرت صلعم کے اتباع کو مقدم جانیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ مکتوب ۳۷ دفتر دوم میں کلمہ طیبہ کے فضائل بیان کرتے ہیں :۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ حق تعالے کے غضب کو دور کرنے کے لئے اس کلمہ طیبہ سے بڑھکر زیادہ فائدہ مند اور کوئی چیز نہیں ہے۔ جب یہ کلمہ طیبہ دوزخ میں داخل ہونے کے

Marfat.com

غضب کو تسکین کر دیتا ہے تو اور غضب اس سے کم درجہ کے ہیں۔ ان کے بطریق اولیٰ تسکین کر دیتا ہے۔ کیونکر تسکین نہ کرے۔ جبکہ بندہ نے اس کلمہ طیبہ کے تکرار سے ماسوی کی نفی کر کے سب کی طرف سے منہ پھیر لیا ہے اور اپنی توجہ کا قبلہ معبود برحق کو بنایا ہے۔ غضب کا باعث مختلف تعلقات اور توجہات ہی تھیں جن میں بندہ مبتلا ہو رہا تھا۔ جب وہ نہ رہیں تو غضب بھی نہ رہا۔ اس بات کو عالم مجاز میں بھی مشاہدہ کر سکتے ہیں۔

جب مالک اپنے غلام پر ناراض اور غضبناک ہو تو بندہ اپنے حسنِ فطرت سے جو اس کو حاصل ہے اپنی توجہ کو اپنے مالک کے ماسوا سے پھیر کر اپنے آپ کو پورے طور پر مالک کی طرف متوجہ کر لے تو اس وقت مالک کو اپنے غلام پر ضرور شفقت و مرحمت آ جائیگی اور غضب و آزار دور ہو جائیگا۔

فقیر اس کلمہ طیبہ کو رحمت کے ان ننانوے حصوں کے خزانہ کی کنجی معلوم کرتا ہے جو آخرت کے لئے ذخیرہ فرمائے ہیں۔ اور جانتا ہے کہ کفر کی ظلمتوں اور شرک کی کدورتوں کو دفع کرنے کے لئے اس کلمہ طیبہ سے بڑھ کر زیادہ شفیع اور کوئی کلمہ نہیں ہے۔ جس شخص نے اس کلمہ طیبہ کی تصدیق کی ہو اور ذرہ ایمان حاصل کر لیا ہو اور پھر کفر شرک کی رسموں میں بھی مبتلا ہو۔ تو امید ہے کہ اس کلمہ کی شفاعت سے اس کا عذاب دور ہو جائیگا اور دوزخ کے دائمی عذاب سے نجات پا جائیگا۔ جس طرح کہ اس امت کے تمام کبیرہ گناہوں کے عذاب دور کرنے میں حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نافع اور فائدہ مند ہے۔

اور یہ جو میں نے کہا ہے کہ اس امت کے کبیرہ گناہ تو اس لئے کہا ہے کہ سابقہ امتوں میں کبیرہ گناہوں کا ارتکاب بہت کم ہے بلکہ کفر و شرک کی رسمیں بھی بہت کم پائی جاتی ہیں۔ شفاعت کی زیادہ محتاج یہی امت ہے۔ گذشتہ امتوں میں بعض لوگ کفر پر اڑے رہتے تھے۔ اور بعض اخلاص کے ساتھ ایمان لاتے تھے۔ اور اوامر بجا لاتے تھے۔ اگر کلمہ طیبہ ان کا شفیع نہ ہوتا۔ اور حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وسلم حبیبا شفیع ان کی شفاعت نہ کرتا تو یہ امت پُرگناہ ہلاک ہو جاتی۔ اُمَّۃٌ مُذْنِبَۃٌ وَّ رَبٌّ غَفُوْرٌ (امت گنہگار ہے اور رب بخشنے والا ہے) حق تعالیٰ کی عفو و بخشش جسقدر کہ اس امت کے حق میں کام آئیگی۔ معلوم نہیں کہ گذشتہ امتوں کے حق میں اسقدر کام آئی ہو۔ گویا رحمت کے ننانوے حصوں کو اسی پُرگناہ امت کے لئے ذخیرہ کیا ہوا ہے۔

Marfat.com

کہ مستحق کرامت گناہ گارانند (ترجمہ) کہ ہیں گنہگار لائق بخشش
چونکہ حق تعالےٰ عفو و مغفرت کو دوست رکھتا ہے اور عفو و مغفرت کے لئے اس پُر تقصیر اُمت کے برابر اور کوئی محل نہیں۔ اس لئے یہ اُمت خیر الامم ہوگی اور کلمہ طیبہ جو ان کی شفاعت کرنے والا ہے۔ افضل الذکر بنگیا اور ان کے شفاعت کرنے والے پیغمبرؐ نے سید الانبیاء کا خطاب پایا اُولٰئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۔ (یہ وہ لوگ ہیں جن کی برائیوں کو اللہ تعالےٰ نیکیوں سے بدل دیتا ہے اور اللہ تعالےٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے) ہاں ارحم الراحمین اور اکرم الاکرمین ایسا ہی ہونا چاہیئے ؎

بر کریماں کارہا دشوار نیست

(ترجمہ) کریموں پر نہیں یہ کام دشوار

وَكَانَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا (اللہ تعالےٰ پر یہ بات بہت آسان ہے) رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِیْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ (ربا اللہ ہمارے گناہوں اور کاموں میں زیادتی کو بخش اور ہمارے قدموں کو ثابت رکھ اور کافروں پر ہمیں مدد دے ؛

اب اس کلمہ کے فضائل سنو۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ جس نے لا الہ الا اللہ کہا جنت میں داخل ہوا اکثر نادان لوگ تعجب کرتے ہیں کہ ایک بار کلمہ لا الہ الا اللہ کہنے سے جنت میں داخل ہونا کیسے سہل ہو سکتا ہے۔ یہ لوگ اس کلمہ طیبہ کے برکات سے واقف نہیں ہیں۔ اس فقیر کو محسوس ہوا ہے کہ اگر تمام جہان کو اس کلمہ طیبہ کے ایک بار کہنے سے بخشدیں تو تو بھی ہو سکتا ہے اور یہ بھی مشہور ہوتا ہے کہ اگر اس کلمہ پاک کے برکات کو تمام جہان میں تقسیم کریں۔ تو ہمیشہ کے لئے سب کو کفایت کرے اور سب کو سیراب کردے خاصکر جبکہ اس کلمہ طیبہ کے ساتھ کلمہ مقدسہ محمد رسول اللہ جمع ہوجائے اور تبلیغ توحید کے ساتھ منتظم ہوجائے اور رسالت ولایت کے ساتھ ملجائے۔ ان دو کلموں کا مجموعہ نبوت و ولایت کے کمالات کا جامع ان دونوں سعادتوں کے راستوں کیطرف ہدایت کرنے والا ہے جو ولایت کو ظلال کے ظلمات سے پاک کرتا ہے اور نبوت کو درجہ بلند تک پہونچاتا ہے ؛

Marfat.com

حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ خواہ کچھ بنے یا نہ بنے تکرار ذکر شریف کر بیت کئے جاؤ۔ ایک دفعہ حکایت بیان فرمائی۔ بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا اُسے ندا ہوئی کہ تمہاری ستر سال کی بندگی قبول نہیں ہوئی۔ اس نے جواب دیا ہمیں بندگی کرنے کی غرض ہے۔ خواہ قبول ہو یا نہ ہو۔ ارشاد فرمایا اللہ اللہ کہو۔ اللہ رہے تو نہ رہو۔"

تلاوت قرآن مجید

تلاوت قرآن مجید بہترین عبادات ہے اور سب سے زیادہ وسیلہ حصول تقرب بارگاہ ایزدی کا ہے۔ تلاوت بہت تدبر اور فکر سے کرے۔ اگر اس کے ترجمہ سے واقف نہ ہو تو بھی دل میں وقت تلاوت یہ خیال رکھے کہ اللہ رب العزت سے بات چیت کر رہا ہے۔ راستے میں صرف غفلت کا ایک حجاب ہے۔ جب وہ اٹھ گیا تو وصل ہو جائیگا۔ آپ نے ایک دفعہ ارشاد فرمایا تھا کہ ایک سلیم الطبع آدمی کو میں نے دیکھا جو قرآن شریف کے ترجمہ اور معانی بالکل نہیں جانتا تھا بلکہ دیکھ کر بھی نہ پڑھ سکتا تھا۔ لیکن اُسے قرآن مجید سے بدرجہ کمال محبت تھی۔ جب قرآن حکیم سُنتا تھا۔ تو قرآن مجید کے فیوض و برکات کے دروازے اس پر کھل جاتے اور وہ لطف اندوز ہوتا

ولنعم ما قیل فی المثنوی ؎

پارسی گو گرچہ تازی خوشتر است	عشق را خود صد زبان دیگر است
بوئے آں دلبر چو پرّاں مے شود	ایں زبانہا جملہ حیراں مے شود

حقیقت نماز

ہر حال میں دل کا تعلق نماز کے ساتھ ہے۔ یعنی جب نماز کا وقت ہو یا اذان سُنے تو پھر اُس کی طرف سے غفلت نہ کرے اور کسی کام کو اس پر مقدم نہ سمجھے جیسے جبکہ جب کسی کا معشوق اور محبوب آجاتا ہے تو اُس وقت کسی دوسرے کام میں مشغول نہیں ہوتا۔ گو ہزاروں کام فوت ہو جائیں۔ حضور ؐ نے فرمایا ہے قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلٰوةِ یعنی نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ نماز کو موجب راحت اصلی سمجھ کر کسی دنیوی کام کو اس پر مقدم نہ گنے۔

نماز میں جب کھڑا ہو تو انگوٹھوں کے سر سیدھے قبلہ کے رُو رکھے۔ ایڑیوں اور پنجوں کا درمیانی فاصلہ چار اور چھ اُنگل کے درمیان رکھے۔ جب نماز کے واسطے کھڑا ہو تو اللہ اکبر کہتے وقت دل میں یہ خیال کرے کہ میں اس وقت دونو جہان سے دست بردار ہو کر اے مولا تیرے دربار میں کھڑا ہوا ہوں۔ دل میں یہ خیال ہو کہ میں شہنشاہ عالیجاہ کے سامنے کھڑا ہوا ہوں

اور وہ ربّ العزّۃ میری طرف متوجہ ہے اور میری ہر حرکت، مناجات اور عرض حاجات کو بڑی توجّہ سے دیکھ اور سن رہا ہے۔ اِس طرح جب اللہ کی عظمت دِل میں بیٹھ جائیگی تو خیالاتِ فاسد دُور ہو جائینگے اور طبیعت ایک نکتہ پر مرکوز ہو جائے گی ؂

اِس کے بعد دُعائے استفتاح پڑھے یعنی

سُبحانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالیٰ جَدُّکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ } ساتھ پاکی کے یاد کرتا ہوں تجھ کو اے اللہ اور ساتھ تعریف تیری کے اور بہت خوبیوں کا ہے نام تیرا اور بہت بلند ہے مرتبہ تیرا اور تیرے سوا کوئی دوسرا لائق عبادت کے نہیں ہے "

اب جس قدر کلمات تعظیم اور توحید کے نمازی سے صادر ہوتے ہیں اُسی قدر عنایت شاہی اُس بندے پر نازل ہوتی ہے۔ لیکن واسطے دفع شیطان کے کہ وہ حارج اور دشمن قدیم ہے ہوشیار ہو کر زبان سے کہے :-

(اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ۔ یعنی پناہ مانگتا ہوں میں اللہ کی شیطان مردود سے) پھر کہے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط یعنی شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ کے جو بہت مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔

پھر اس کے بعد اپنی عرض پیش کرے اور وہ یہ ہے :-

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۙ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۙ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۙ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ۙ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ۙ یعنی سب تعریف واسطے اللہ کے ہے جو رب ہے سارے جہان کا۔ بہت مہربان نہایت رحم والا مالک ہے انصاف کے دن کا۔ تجھی کو ہم بندگی کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔ چلا ہم کو راہ سیدھی راہ اُنکی جن پر تو نے فضل کیا۔ نہ راہ اُنکی جن پر تیرا غصّہ ہوا اور نہ راہ گمراہوں کی۔

اس کے پیچھے آمین کہے۔ یعنی یہ ہماری عرضی قبول کر۔ اور اس کے بعد کوئی سورت قرآن شریف کی پڑھ کر اور اس کے معنی اور مطلب کو سمجھ کر پھر ارادہ پابوسی کا کرے۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ یعنی اللہ بہت بڑا ہے کہتا ہوا نیچے جھک جاوے اور رکوع میں جا کر خیال کرے کہ بسبب تیری عظمت اور جلال کے میری پیٹھ جھک گئی اور مُنہ سے کہتا جاوے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ۔ یعنی پاک ہے میرا رب بڑی عظمت والا۔ جب رکوع میں ایک کیفیت حضوری کی پیدا ہو جاوے تو۔

Marfat.com

سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ - یعنی سن لی اللہ نے اُس کی بات جس نے تعریف کی اُسکی کہتا ہوا سیدھا کھڑا ہو جاوے اور دل میں خیال جماوے کہ میں تیری فرمانبرداری پر مستقیم ہوا - اور اب وقت پابوسی کا پہونچا - اس واسطے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتا ہوا سجدے میں جاوے اور سجدے میں سر رکھ کے مُنہ سے بار بار کہے :-

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی - یعنی پاک ہے میرا رب بہت بلند اور دل میں خیال کرے کہ تیری عظمت اور حضوری کے سامنے میں نے اپنا سر جو افضل سب اعضاؤں کا ہے تیرے خاک آستان پر رکھ دیا اور چونکہ سجدہ مقام نہایت قرب اور ظہور تجلیات جمال بادشاہی کا ہے اور یہ بندہ ملک ہیبت کے سب مضمون ایک ہی بار عرض نہیں کر سکتا - اس واسطے حکم ہوا کہ ایکدم ٹھہر کر دوسری بار عرض کرے - اس واسطے سجدے سے سر اُٹھا کر جلسہ میں بیٹھ جاتا ہے - پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتا ہوا سر زمین پر رکھے اور مثل اول سجدے کے خیال کر کے زبان سے کہتا جاوے :-

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی - یعنی پاک ہے میرا رب بہت بلند -

اس کے پیچھے دوسری رکعت مثل اوّل رکعت کے خیال جماتا ہوا پڑھ لینے کے بعد اس نے اس دربار عالی میں قابلیت بیٹھنے کی حاصل کی - اس واسطے قعدے میں بیٹھ جاتا ہے - مگر ایسے دربار عالی میں چپکا بیٹھنا ترک ادب ہے - اس واسطے اس کو حکم ہوا کہ وہاں بیٹھنے کے ساتھ ہی زبان سے کہے :-

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ - اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ -

یعنی سب بندگیاں زبان کی اللہ کو ہیں اور سب بندگیاں بدن کی اور سب بندگیاں مال پاک کی - سلام ہو نبی پر اور رحمت اللہ کی - اور خوبیاں اُسکی سلام ہم پر اور جتنے نیک بندے اللہ کے ہیں سب پر اور گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ سوائے اللہ کے کسی کی بندگی نہیں اور گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ محمد بندہ اُسکا ہے اور رسول اُس کا ہے - قعدۂ اخیر میں یہ سمجھے کہ یہ وقت دربار سے رخصت ہونے کا ہے تو بعد درود اور دُعا معمولی کے اپنے داہنے بائیں والے نمازیوں اور فرشتوں حاضرین دربار پر السلام علیکم و رحمۃ اللہ کہہ کر دربار سے رخصت ہو جائے ٭

Marfat.com

آپ ہر کسی سے بیعت نہ لیتے تھے۔ بلکہ عوام الناس سے لفظ بیعت تک بھی سننا گوارا نہ کرتے۔ فرمایا کرتے کہ بیعت کے معنی ہیں اپنے وجود کو اور اس کی جملہ خواہشات کو اپنے شیخ کے ہاتھ میں فروخت کر ڈالنا۔ اور جب لوگ ایسا نہیں کرتے تو اس رسمی اور مروجہ بیعت کی کیا حاجت۔ اگر کسی نے مان لیا تو بیعت ہی بیعت ہے؟ لیکن با ایں ہمہ پھر بھی خواص کو اپنے حلقہ بیعت میں داخل کر لیتے۔ عوام الناس کی اصلاح شاہراہ نبوت پر چلایا کرتے۔ ہر ایک کے حسب استعداد اکثر درود شریف خضری صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی حَبِیْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمْ۔ کم سے کم سو بار اور زیادہ سے زیادہ دو ہزار بار پڑھنے کی تلقین فرماتے۔ بعض کو سورۂ الحمد شریف، سورۂ اخلاص، سورہ الم نشرح، آیت الکرسی، معوذتین اور قرآن شریف کی بعض دوسری آیات بعد ہر نماز چند چند بار تلقین فرماتے۔ مرض الموت میں سب کو تلقین کی کہ ہر نماز کے بعد گیارہ مرتبہ سورہ اخلاص اور گیارہ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ، پڑھا کریں۔ یہ کلمات آپ نے متعدد بار دھرائے۔ ہر نماز کے بعد ماثورہ وظیفے سُبْحَانَ اللّٰهِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ۔ اَللّٰهُ اَکْبَرُ پڑھنے اور استغفار یعنی اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ۔ پڑھنے کی تلقین کرتے نوافل اور نماز تہجد کی تاکید نہایت شدت سے کرتے۔ اوراد فتحیہ معمولہ حضرت خواجہ امیر کبیر ہمدانی رح کے پڑھنے کی بلا ناغہ آپ ہر خاص و عام کو تاکید فرماتے تھے۔

آپ کی خدمت میں بڑے بڑے علما، سجادہ نشین، مشائخ طریقت اور اُنکے مریدین حاضر ہوتے۔ آپ اُنکو بھی اُسی نظر سے دیکھتے جس نظر سے صرف اپنے ملنے والوں کو ٭

تعمیر مساجد

اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ (ترجمہ) سوائے اس کے نہیں کہ آباد کرتا ہے اللہ کی مسجدوں کو وہ شخص جو ایمان لایا اللہ پر اور آخرت کے دن پر۔

حضرت میاں صاحب نے متعدد مسجدیں اپنی زندگی میں شرقپور خاص اور بیرون شرقپور ... تعمیر ... بعض اوقات خود بھی مزدوروں کی طرح کا

(۱) محلہ نبی پورہ ملحقہ شرقپور لب سڑک واقع ہے۔ یہاں ایک خام مسجد کے صرف نشانات باقی تھے۔ حضرت میاں صاحب نے اپنی گرہ سے ایک مسجد اور بنوائی

(۲) ایک مسجد قبرستان ڈاہراں والا میں جو شرقپور سے مغرب کی طرف ہے تعمیر کروائی۔ مسجد کے متصل مسجد کے خدمتگار کے لئے ایک کمرہ بنوایا۔ مسجد کے لئے ایک امام مقرر کیا۔ اس کے ہر قسم کے اخراجات کے کفیل بھی آپ ہی تھے

(۳) شرقپور کے محلہ دھدل پورہ میں ایک مختصر سی مسجد بمعہ کنوآں بنوائی

(۴) کوٹلہ شریف میں ایک شاندار مسجد بنوائی۔ مسجد کے تین کمرے ہیں۔ صحن بھی اچھا خاصہ ہے۔

(۵) مسجد میاں صاحب۔ یہ وہی مسجد ہے جس کی بنا آپ کے جد امجد حضرت مولوی غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ نے رکھی تھی۔ حضرت میاں صاحب سے پہلے تو یہ مسجد اہل محلہ کے لئے کافی تھی۔ لیکن حضرت میاں صاحب کے عہد مبارک میں حضرت میاں صاحب کے مواعظ سننے کے لئے جمعہ کے روز خلقت کا اسقدر انبوہ اور ہجوم ہو جاتا کہ تل رکھنے کو جگہ نہ ملتی۔ بہت سے لوگ جگہ نہ ملنے کے باعث وعظ سننے سے محروم رہتے۔ آپ کے دل میں مدت سے اس مسجد کو وسیع کرنے کی آرزو تھی۔ آخر آپ نے ۱۳۵۴ھ میں مسجد کے چند ملحقہ مکانات خرید کر مسجد میں شامل کر لئے۔ پہلے کی نسبت مسجد کی وسعت اب دوگنی ہے۔ مسجد کی تعمیر پر تقریباً ۲۵ ہزار روپیہ کی لاگت خرچ آئی ہے ؛

کتب خانہ اور اشاعت کتب

بعض کتابیں نایاب تھیں لیکن ان کے قیمتی نسخے آپکے کتب خانہ میں موجود تھے آپ نے بصرف زر کثیر نہایت اہتمام سے چھپوا کر مفت تقسیم کیں۔

(۱) مراۃ المحققین بمعہ ترجمہ۔ یہ کتاب حضرت خواجہ بزرگوار امام علیشاہ صاحب قدس سرہٗ کی تالیف ہے۔ اس کتاب کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصہ میں قطب الاقطاب حاجی حرمین شریفین حضرت شاہ حسین قدس سرہٗ کے مختصر حالات ہیں۔ دوسرے حصے میں آنحضرت قدس سرہٗ کے کلمات متبرکہ دربارہ سلوک و اشغال نقشبندیہ درج

Marfat.com

ہیں۔ حضرت میاں صاحب نے کتاب کا ترجمہ کروایا۔ کتاب کا کاغذ۔ کتابت اور طباعت نہایت اعلیٰ ہے۔ سرورق حضرت میاں صاحب کے اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے ۔

(۲) ذخیرۃ الملوک ترجمہ منہاج السلوک۔ اصل کتاب منہاج السلوک فارسی زبان میں ہے اسکا ترجمہ کروایا اور چھپوا کر مفت تقسیم کی ۔

(۳) حکایات الصالحین۔ عربی زبان میں یہ ایک ضخیم کتاب ہے۔ آپ نے اس کا ترجمہ کروایا اور بصرف زر کثیر زیور طبع سے آراستہ کر کے اسکی اشاعت کی ۔

مذکورہ بالا کتب کے علاوہ آپ تفسیر، سیرۃ النبیؐ، اوراد و وظائف، فقہ، اخلاق تصوف اور حدیث کی جن جن کتابوں کو طالبان حق کے لئے مفید سمجھتے اپنی لاگت سے متعدد نسخے منگوا کر تقسیم کرتے۔ اردو زبان میں اہلسنت والجماعت کی جتنی تفسیریں اس وقت تک شائع ہو چکی ہیں۔ مثلاً تفسیر مواہب الرحمٰن مکمل تفسیر حقانی خلاصۃ التفاسیر۔ اعظم التفاسیر۔ تفسیر عزیزی اردو۔ تفسیر حسینی اردو۔ تفسیر مرادیہ آپ کے کتب خانہ میں سب موجود ہیں۔ تفسیر حقانی اور تفسیر مواہب الرحمٰن کو سب سے زیادہ پسند کرتے تھے۔ اور آپ کے مطالعہ میں بھی زیادہ یہی دونوں تفسیریں رہتیں۔ تفسیر حقانی کے مقدمہ کے آپ نے متعدد نسخے منگوا کر تقسیم کئے۔

سیرۃ النبی کے موضوع پر اگرچہ آپ کے زیر مطالعہ بہت سی کتابیں مثلاً شمس التواریخ اشرف التواریخ۔ رحمت للعلمین۔ معارج النبوۃ۔ سیرۃ النبی مولانا شبلی مرحوم ہر سہ جلدیں تھیں لیکن ان میں سے رحمۃ للعلمین کو بہت پسند فرماتے تھے۔ چنانچہ رحمۃ للعلمین کی بھی متعدد کاپیاں منگوا کر تقسیم کیں۔ رحمۃ للعلمین قاضی سلیمان صاحب منصور پوری ریاست پٹیالہ کی تصنیف ہے۔ قاضی صاحب مرحوم نے ایک چھوٹی سی کتاب مہر نبوت کے نام سے شائع کی تھی۔ یہ کتاب درحقیقت حضورؐ کی مکمل سیرۃ کا خلاصہ ہے حضرت میاں صاحب مہر نبوۃ پر اسقدر فدا ہو گئے کہ کئی سو کی تعداد میں اس کی کاپیاں منگوا کر تقسیم کیں۔

حضرت میاں صاحب کو پرانی اور قلمی کتابوں کا از حد شوق تھا اور شوق بھی بدرجہ عشق تک پہنچا ہوا تھا۔ آپ کے کتب خانہ میں بعض بعض نادر اور بیش بہا کتابیں موجود ہیں۔ جو کتاب آپ کو پسند آجاتی اگر گراں قیمت پر بھی دستیاب ہوتی آپ خرید لیتے ۔ کتابوں کی بڑی ہی تعظیم کیا کرتے۔ بغیر جلد اور غلاف کے کوئی کتاب نہ رہنے دیتے۔

Marfat.com

میاں صاحب کا سفرنامہ

اہل اللہ کی ملاقات اور مزارات متبرکہ کی زیارت

حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ہندوستان کے اکثر اولیاء اللہ کے مزارات متبرکہ کی زیارت کے لئے بڑے دُور دراز سفر کئے ایسے سفروں میں آپ کے ہمراہ زیادہ سیّد محمد شاہ صاحب قصوری اور مستری کرم الدین صاحب۔ میاں کریم بخش صاحب دوکاندار شہر قصور۔ صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری ہوتے۔ آپ کے سفر کا یہ دستور تھا کہ صبح صادق سے پیشتر ہی منہ اندھیرے شہر قصور سے روانہ ہو جاتے۔ مندرجہ ذیل مقامات پر آپ تشریف لیگئے۔

لاہور۔ حضرت علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر آپ اوائل عمر سے ہی جایا کرتے۔ آپ حضرت داتا صاحب کے پروانہ وار عاشق تھے۔ داتا صاحب کی ذات سے روحانی مکاشفات کے ذریعہ آپ کو بہت سے باطنی فیوض حاصل ہوئے۔ حضرت شاہ محمد غوث بھی جایا کرتے۔ حضرت آغا سکندر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اُنکی اولاد سے تھے سے آپ کو بڑی محبت تھی۔ ایک دو دفعہ اُنکے ہمراہ پشاور بھی تشریف لیگئے۔ ایک دفعہ واپسی سفر میں حضرت پیر مہر علیشاہ صاحب گولڑوی سے بھی ملاقات کی۔

قصور۔ چونکہ آپکے خاندانی تعلقات زیادہ تر قصور سے وابستہ ہیں۔ اسلئے آپ کو اپنے اعزا و اقربا کے رنج و راحت میں شریک ہونے کیلئے جانا پڑتا۔ قصور شہر کو یہ فخر حاصل ہے کہ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ولایت اور روحانی کمالات کی جھلک سب سے پہلے اسی جگہ کے قلوب صافیہ پر پڑی۔ حضرت مولوی غلام محی الدین صاحب رحمۃ قصوری اور نیز بعض دیگر مزارات پر بھی جایا کرتے۔

سرہند شریف۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی زیارت کیلئے بارہا گئے۔

ملتان۔ حضرت شمس تبریز قدس سرہٗ اور حضرت خواجہ بہاء الحق قدس سرہٗ اس کے علاوہ اور بہت سے مزارات کی زیارت سے مشرف ہوئے

دہلی۔ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کے مرقدِ مبارک کی زیارت کی۔

کرنال و پانی پت۔ حضرت غوث علی شاہ صاحب رح اور اکثر اولیاء اللہ کے مزارات پر گئے۔ ایکدفعہ [illegible] تشریف لیگئے ایکدفعہ گوکھڑ قاضیاں۔ بریلی شریف اور تلہر شریف

Marfat.com

بھی گئے ہیں۔

الغرض اگر آپ کا سفرنامہ لکھا جائے تو ایک الگ دفتر بن جائیگا۔ اثنار سفر میں حضرت میاں صاحب سے عجیب و غریب کیفیتیں دیکھنے میں آئیں۔ یہ یاد رہے۔ کہ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سفر کی غرض و غایت یا تو علمار اور درویشوں کی ملاقات ہوتی یا اولیار اللہ کے مقابر کی زیارت۔

اخلاق و عادات اور خصوصی کمالات

اخلاق محمدی کا رنگ آپ پر اسقدر چڑھا ہوا تھا۔ معلوم دیتا تھا کہ آپ کو براہ راست آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تبعیت بعیت حاصل ہے۔ آپ صلہ رحمی کرتے۔ مقروضوں کا بار اٹھاتے۔ غریبوں کی اعانت کرتے۔ مہمانوں کی ضیافت کرتے۔ حق کی حمایت کرتے۔ مصیبت میں لوگوں کے کام آتے۔ برائی کے بدلہ میں برائی نہ کرتے بلکہ درگذر کرتے اور معاف فرما دیتے۔ اور اس کے معاوضے میں ایسے شخص کے ساتھ حتی الامکان احسان کرکے اُسے اپنا گرویدہ بنا لیتے۔ اپنے ذاتی معاملے کے متعلق کبھی کسی سے ناراض نہیں ہوئے۔ ہاں البتہ احکام ربانی کی نافرمانی اور امر حق کی مخالفت کے وقت بعض اوقات سخت طیش اور غصہ میں آجاتے۔ رشتہ اَلحُبُّ لِلّٰہِ وَالبُغضُ لِلّٰہِ کو کبھی ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ عام تنگ نظر پیروں اور علمار کی طرح جزوی اختلافات کی بنا پر کبھی کسی مسلمان پر لعنت نہیں کی اور نہ کفر کا فتویٰ لگایا۔ فرماتے کہ اگر کسی میں ننانوے حصے کفر کے ہوں اور ایک حصہ اسلام کا تو اُسپر اسلام کا حکم لگانا چاہیے۔ حتی الوسع کسی کی کوئی درخواست رد نہ فرماتے۔ احباب کی مجلس میں دوزانو ہوکر بیٹھتے۔ اور آپکے زانو کبھی ہمنشینوں کے آگے نکلے ہوئے نہ ہوتے اور اسی طرح دوسروں کو بیٹھنے کی تلقین کرتے۔ جب آپ کلام کرتے تو تمام احباب خاموش ہوکر سر جھکا کر سنتے علیحدہ علیحدہ ہر ایک سے گفتگو کرتے۔ اگر کوئی آدمی بے باکی سے گفتگو کرتا تو تحمل فرماتے۔ دوسروں کے منہ سے اپنی تعریف سننا قطعاً پسند نہیں رکھتے تھے۔ اگر کوئی دفعتاً آپ کو دیکھتا تو اُسپر رعب طاری ہوجاتا۔ اپنے معمولات اور مشاغل میں نہایت مستحکم اور ثابت قدم تھے۔ جو بات ایکدفعہ کی ہمیشہ اُس کی پابندی کی جس کام کے کرنے کا جو وقت مقرر کیا اُس میں کبھی تخلف نہ ہوا۔ نماز اور تسبیح و تہلیل کے اوقات۔ نوافل

Marfat.com

کی تعداد - خواب اور بیداری کے مقررہ ساعات - ہر شخص سے ملنے جلنے کے طرز انداز میں کبھی فرق نہیں آیا - اِلّا یہ کہ آپ کا مزاج اقدس ناساز ہو اور آپ علیل ہوں ۔ گفتگو کے وقت وقار اور متانت کو کبھی ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے - کسی سے ملنے کے وقت ہمیشہ پہلے خود سلام کرتے - رخصت کرتے وقت مصافحہ بھی فرماتے بعض اوقات جب آپ کو خطرہ ہوتا کہ لوگ مصافحہ کے وقت حدًا عندال سے بڑھ کر مصافحہ کے وقت کوئی ایسی حرکت کرینگے جو شریعت غرا کے خلاف ہوگی تو آپ مصافحہ سے پرہیز کرتے کسی کو اپنے سامنے جھکنے نہ دیتے - اگر کوئی بھولا بھٹکا ایسا کر بیٹھتا تو ایسی تنبیہ کرتے جو اس کی ساری عمر کے لئے کافی ہوتی جب تک وجود میں طاقت رہی بنفس نفیس مہمانداری کے تمام کام اپنے ہاتھ سے انجام دئے - لیکن جب تاب نہ رہی تو خدام کے سپرد کر دئے - آپ کا دسترخوان نہایت وسیع تھا پچاس ساٹھ آدمیوں کا کھانا ایک وقت طیار رہتا - آپ کے دسترخوان کو دیکھکر معلوم ہوتا تھا کہ یہ کسی بڑے صاحب ریاست کا دسترخوان ہے - عموماً دعوت کے جملہ تکلفات اور لوازمات بھی موجود ہوتے - کھانے میں غریب اور اپنے بیگانے کا کبھی امتیاز نہ ہوتا - ایک ہی دسترخوان پر سب بیٹھ کر کھاتے - خود دسترخوان کے وسط میں بیٹھکر چاروں طرف نظر رکھتے - کھانے کے بعد ہاتھ اٹھا کر مسنون دعا مانگتے - شہر کی اکثر بیواؤں اور یتیم ولاوارث بچوں کو آپ کے گھر سے دو وقت کھانا پہنچتا - بہت سے اندھے اور مسکین آپ کے دسترخوان سے پلتے - جب لوگوں سے فارغ ہو جاتے تو کتوں کو بہت سی روٹیاں ڈالتے جو آپ کے دروازہ کے باہر بیسیوں کی تعداد میں کھڑے رہتے - میلوں محفلوں جلسوں - نیز تمام ایسے اجتماعات اور مجالس سے جو اس ملک میں مذہبی تہواروں کی تقریب پر ہوتے ہیں - پرہیز کرتے اور روکتے - فرماتے کہ ان تمام کاموں میں نمود و نمائش اور ریا و تصنّع ہے - اس سے ہزار درجہ بہتر ہے کہ آدمی گوشہ میں بیٹھ جائے - اور اللہ کی یاد کرے - نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھ کر بھیجدے -

موجودہ زمانے کے پیر و فقیر اور خانقاہوں کے درویش و ملنگ جو امتیاز کے لئے اپنی نرالی شکلیں بنا لیتے ہیں - اور مخصوص رنگ کے کپڑے پہنتے ہیں - ان کو دیکھ کر غصہ کی کوئی انتہا نہ رہتی - لیکن ضبط اور تحمل سے ان کو صحیح راہ اسلام کی ہدایت فرماتے - بازار میں سے جب گزرتے تو آپ کی نگاہ بالکل نیچی ہوتی اور ادھر ادھر

Marfat.com

ہرگز نہ جھانکتے۔ بازار والوں پر رعب اسقدر چھا جاتا کہ سب ڈر جاتے اور سہم جاتے۔
بعض آدمی جو خلافِ شریعت ارتکاب کر رہے ہوں مارے ڈر کے اِدھر اُدھر چھپ جاتے
لوگوں میں بُری باتیں دیکھ دیکھ کر دل میں سخت کُڑھتے۔ مجلس وعظ یا خطبے میں کسی شخص کا
نام لیکر ذکر نہیں کرتے تھے۔ بلکہ بصیغہ تعمیم سے اسکا ذکر کرتے۔ جس سے مقصود یہ ہوتا
کہ اُس شخص مخصوص کی ذلت نہ ہو۔ اور عام لوگوں کی اصلاح ہو۔ چونکہ آپ نہایت فیاض
کریم النفس اور سخی الطبع تھے۔ اسلیئے آپ اکثر مقروض رہتے۔ مرض الموت میں آپ کا
ابر کرم اسقدر برسا۔ کہ جو کچھ آپ کے پاس موجود تھا سب اپنے خاص احباب اور خدام کو
انکی خدمات کے صلہ میں بڑی بڑی معقول رقمیں عنایت کیں۔ تاکہ آپ کے سر پر انکا
احسان باقی نہ رہے۔ علاوہ مادی دولت کے خاص خدام ایسے بھی ہیں۔ جن کو آپؒ
نے روحانی دولت سے بھی مالا مال کر دیا ہے۔ حسن معاملہ کا آپ کو سخت اہتمام رہتا۔
بازار میں جن جن لوگوں سے آپؒ کے سودا اور لین دین کے تعلقات تھے۔ ان میں
سے کسی ایک سے بھی نہیں سُنا گیا۔ کہ اُس نے آپؒ کے معاملہ کی نسبت شکایت کی ہو۔
شہر کے لوگ بہت سے جھگڑے اور تنازعات آپؒ کی بارگاہ میں لاتے۔ اور آپؒ جس طرح
ہو سکتا فیصلہ کرا دیتے۔ مقروضوں اور مظلوموں کی خاص طور پر حمایت کرتے۔ عام فیاضی
کا یہ حال تھا کہ جو شخص آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ اگر آپ کے پاس کچھ موجود ہوتا تو
اُسے کچھ نہ کچھ ضرور دیدیتے۔ بعض اوقات کپڑے جوتیوں اور کرتوں تک دیدیتے لیکن
آپؒ کی اس عام فیاضی نے اکثر لوگوں کو دلیر کر دیا تھا۔ اور وہ باوجود جانتے بوجھتے ہوئے
کہ آپؒ تنگدست ہیں۔ آپؒ سے مانگنے سے دریغ نہیں کرتے تھے۔ مشتاقانِ زیارت دوسرے
مقامات سے جب خدمت میں حاضر ہوتے۔ تو پھل اور میوہ جات وغیرہ بطور ہدایا اپنے
ہمراہ لاتے۔ آپؒ جملہ حاضرین میں تقسیم فرما دیتے۔ اپنے بھتیجوں اور بھتیجیوں سے جو بمنزلہ
آپؒ کی اولاد کے تھے آپؒ کو نہایت محبت تھی۔ جب کبھی انہیں دیکھتے تو فرطِ محبت سے انہیں
گود میں لے لیتے۔ سب سے بڑی صفت یہ تھی۔ کہ جو شخص آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوتا۔
بغیر کچھ کھائے پیئے واپس نہ جاتا۔ باوجود اس کے کہ آپؒ کا ابر کرم ہر وقت برستا رہتا تھا
لیکن تاہم کسی کا بے ضرورت سوال کرنا آپ پر سخت گراں ہوتا تھا۔ سوال کرنے سے اور
مانگنے سے ہمیشہ منع فرماتے۔ ہمیشہ بیکاروں کو کام کرنے پر آمادہ کرتے۔ آپ کی
وساطت سے بہت سے بے روزگار با روزگار ہو گئے۔ بہت سے لوگوں کو دوکانیں

Marfat.com

کھلوادیں۔ بیسیوں کو ملازمتیں دلوادیں۔ کئی بیکار لوگ آپ کی تلقین سے مزدوری کرنے لگے۔ فرمایا کرتے کہ آدمی خواہ کوئی کسب یا کام کرے۔ اگر اللہ تعہ کی رضامندی اور اسکی یاد کو پیش نظر رکھے تو اسکا سارا کام خدا کی عبادت ہی عبادت ہے۔ اس صادق مصدوق نبی آخر الزمان فداہ روحی کے ارشادات جو گداگری اور سوال سے نفرت دلانے کے متعلق ہیں۔ بیکار لوگوں کو سنا سنا کر کام پر آمادہ کرتے کبھی بیان کرتے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ اگر کوئی شخص لکڑی کا گٹھا پیٹھ پر لاد لائے اور بیچکر اپنی آبرو بچائے تو اس سے بہتر ہے کہ لوگوں سے سوال کرے۔ پھر فرماتے کہ آنحضرت صلعم کے پاس ایک انصاری آئے اور کچھ سوال کیا۔ آپ نے دریافت فرمایا۔ تمہارے پاس کچھ نہیں ہے انصاری بولے ایک بچھونا ہے اور ایک پانی پینے کا پیالہ۔ آپ نے دونوں چیزیں منگوا کر فروخت کر ڈالیں اور دو درہم انصاری کو دے دیئے۔ اور حکم دیا کہ ایک کا کھانا خرید کر گھر میں دے آؤ اور دوسرے سے رسی خرید و اور جنگل سے لکڑیاں لا کر شہر میں بیچو۔ پندرہ دن کے بعد وہ صحابی خدمت اقدس میں آئے تو دس درہم ان کے پاس جمع ہو گئے تھے۔ اس سے کچھ کپڑا خریدا اور کچھ غلہ مول لیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اچھا ہے یا یہ کہ قیامت میں چہرہ پر گدائی کا داغ لگا کر جائے گا۔ عوام الناس اور غربا سے آپ صدقات اور ہدایا اور نذرات لینے سے انکار کرتے بلکہ اُلٹے اپنے مال سے انہیں دیتے لیکن اپنے مخصوص احباب اور دوستوں سے پوشیدہ طور پر قبول فرما لیتے تھے۔ جو لوگ پوشیدہ پوشیدہ آپ کے گھر ہدایا اور تحفے اور چیزیں بھیجتے اور آپ کو معلوم ہو جاتا۔ آپ اُن کو انکا صلہ بھی ضرور عطا فرماتے تھے۔ وظائف اور اوراد و مشاغل میں تشدد سے کام نہیں لیتے تھے۔ بلکہ ہر کام میں توسط اور اعتدال کو مدنظر رکھتے۔ ہمیشہ زبان فیض ترجمان سے یہ حدیث جاری رہتی تھی خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُھَا دین اور دُنیا دونوں کے حقوق کی نگرانی پر زور دیتے۔ ترک دُنیا پر آپ نے کبھی زور نہیں دیا۔ صرف اتنا ارشاد فرماتے کہ دین کو دُنیا پر مقدم رکھو۔ مداحی اور تعریف کو ناپسند فرماتے تھے بعض لوگ کہا کرتے حضور ہم آپ کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے ہیں تو زیارت کے لفظ پر آپ غصہ میں آجاتے۔ فرماتے ہیں خدا کا ایک ناچیز بندہ ہوں۔ کہاں اس قابل ہوں کہ تم لوگ میری زیارت کو آؤ اگر کوئی شخص آپ کے روبرو جھکتا یا سجدہ تعظیمی کا ارادہ کرتا تو مارے غصہ کے آپ کی آنکھیں سُرخ ہو جاتیں اور بعض وقت تو ایسے لوگوں کو اپنی مجلس سے نکال دیتے۔ تعظیم

Marfat.com

کے لیے اُٹھنے کو بھی ناپسند کرتے تھے۔ سامانِ آرائش سے آپ کو طبعاً نفرت تھی۔ ہر کام میں سادگی پسند فرماتے۔ مسجد توت والی بنوائی (جو مسجد میانوالی کے نام سے مشہور ہے) اسکی ایک ایک اینٹ سادگی پر گواہ ہے۔ اپنے مکان کے متصل ایک دو منزلہ مکان بنوایا جو درحقیقت مہمانخانہ ہے۔ اس میں اسقدر سادگی برستی ہے جس کی نظر نہیں ملیگی۔ مشیروں نے اگرچہ سخت اصرار کیا مگر کوئی کھڑکی نہیں رکھی۔ عبادات۔ اعمال۔ معاملات۔ لباس غرضیکہ ہر امر میں نمائش کو ناپسند فرماتے تھے۔ آپ نے اپنی ساری زندگی میں سوائے دو معمولی مکانوں کے جن کی مہمانوں کے لیے اشد ضرورت تھی اپنے لیے کچھ نہیں بنایا۔ جو کچھ آیا خدا کی راہ میں لٹا دیا۔ اگر آپکو کچھ بھی اندوختنی و جمع کردنی کا خیال ہوتا تو لاکھوں کروڑوں کی جائداد بنا لیتے جس طرح آپ خود سادگی پسند فرماتے تھے۔ اسیطرح آپ یہ بھی چاہتے تھے کہ باقی ساری دنیا بھی سادہ زندگی بسر کرے اور تکلف و تنعم سے پاک رہے یہی وجہ تھی کہ موجودہ انگریزی تمدن و معاشرت کی حد سے زیادہ مخالفت کرتے تھے۔ اور پرانے رسم و رواج اور تمدن قدیم کے سخت حامی و پیروکار تھے۔ انگریزی لباس۔ جدید مصنوعات اور یورپین فیشن کے سرے سے مخالف تھے۔ فرمایا کرتے تو ہم سے بنگالی ہی اچھے ہیں جنہوں نے ابھی تک اپنی وضع قطع نہیں بدلی۔ انگریزی قمیصوں۔ سرخ رنگ کی ٹوپیوں اور انگریزی جوتوں سے خاص طور پر روکتے تھے۔ لوہے کے کنوؤں۔ آٹے کی مشینوں کے بھی مخالف تھے۔ الغرض آپ قدامت پسند اور انگریزی تمدن کی ہر چیز کو برا کہتے فرماتے کہ اس تمدن اور معاشرت نے ہم کو تباہ کر دیا۔ اس تمدن کا اثر ہمارے ہر رگ اور ریشے میں سرایت کر گیا ہے۔ اس تمدن نے ہم کو نہ دین کا چھوڑا نہ دنیا کا۔ جب سے یہ تمدن ہم پر چھایا ہے ہم پر خیر و برکت کے دروازے بند ہو گئے۔ ہماری دعائیں بارگاہ الٰہی تک نہیں پہنچتیں رستے ہی میں رک جاتی ہیں۔ کیونکہ ہماری دعاؤں کے پر اور بازو ٹوٹ گئے ہیں۔ آج مسلمان صرف نام ہی کے مسلمان ہیں۔ کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صرف زبانی زبانی ہی پڑھتے ہیں۔ حقیقت میں لا الٰہ الا اللہ انگریز رسول اللہ کا کلمہ ان کے ہر رگ و ریشے میں جاری ہے۔ فرماتے۔ آج ہم خدا کی پرستش نہیں کر رہے بلکہ مُہتوں والے پیسوں کی پرستش کرتے ہیں۔ فرمایا چھاپے خانوں کی کثرت نے دینی کتب کی قدر و عظمت کو ہمارے دلوں سے محو کر دیا ہے

Marfat.com

آپ نے ساری عمر کوئی امتیازی لباس نہیں پہنا۔ آپ کے لئے کوئی مخصوص مسند نہ تھی جہاں عام لوگ بیٹھتے وہیں آپ بیٹھتے۔ بعض نو وارد آپ کو پہچان نہیں سکتے تھے اور آپ کی بجائے آپ کے خادموں کو سمجھ بیٹھتے۔ بعض اوقات مہمان بیمار ہو جاتے تو انکی تیمارداری خود کرتے۔ انکے پاخانے اپنے ہاتھ سے اُٹھاتے۔ دوا پلاتے اور مٹھی چاپی کرتے۔ اوائل عمر میں آپ تن تنہا اور یکہ تھے۔ کوئی آپ کا آشنا نہ تھا نہ آپ کا شناسا۔ آپ نفس کشی کے لئے کئی کئی روز تک بھوکے رہتے۔ کھانا روکھا سوکھا کھاتے اس شدید مجاہدہ اور ریاضت نے آپ کی صحت پر نہایت ناگوار اثر کیا۔ چنانچہ اسی ابتدائی عمر کے مجاہدہ اور ریاضت کا ہی نتیجہ تھا کہ آپ آخر عمر میں بالکل صاحب فراش ہو گئے بدنی طاقتوں اور جسمانی قواء نے جواب دیدیا۔ ابتدائی اور متوسط عمر میں ویسے بھی تنگدست رہتے تھے۔ مگر آخر عمر میں جبکہ ایک دنیا کے قلوب آپ کے زیر نگیں ہو گئے تھے۔ اور آپ کے فقط لب کی جنبش پر فدا کارانِ دولت کے انبار نثار کرنے پر تیار تھے۔ آپ نے اپنی ذات کے لئے اس حالت میں کبھی اچھے کھانے استعمال نہیں کئے بلکہ اگر سالن وغیرہ اچھا ہوتا تو اس میں پانی ملا لیتے تاکہ بے ذائقہ ہو جائے اور نفس کو لذت حاصل نہ ہو۔ بلند اور پختہ مکانات سے ہمیشہ روکتے اور مذمت بیان کرتے۔ ہندو سکھ اور عیسائی بھی آپ سے ملاقات کے لئے آتے۔ آپ نہایت حسن خلق سے پیش آتے۔ ان سے بڑی دیر تک توحید اور دیگر مسائل پر گفتگو کرتے۔ آپ کے محلہ میں دو تین ہندو رہتے ہیں۔ ان سے آپ کو حد درجے کا پیار اور محبت تھی۔ ان کی تالیف قلوب میں کبھی کوتاہی نہیں کی۔ ہمیشہ تلقین کرتے کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کو باہمی آویزشوں اور خانہ جنگیوں سے باز رہنا چاہئے۔ انگریز تو چاہتے ہیں کہ ہندو اور مسلمان آپس میں لڑیں اور ہماری سلطنت کی بنیادیں اور مضبوط ہو جائیں لیکن ہندوؤں اور مسلمانوں کو چاہئے کہ اس نکتہ کو سمجھیں۔

الغرض آپ نے حسن خلق کا سکہ ایک دنیا کے دل پر بٹھایا ہے۔ اور اس معاملہ میں کوئی آپ کی نظیر نہیں رکھتا۔ علما اور گدی نشین جب آپ سے ملاقات کے لئے آتے تو انہیں تلقین و ہدایت بھی کرتے۔ مگر ساتھ ہی انکی حد سے زیادہ عزت و توقیر کرتے انکے رخصت کرتے وقت ان کی خدمت میں ہدایا پیش کرتے اور مشایعت کے لئے کتنی دور تک ان کے ساتھ جاتے۔ بڑے بڑے جلیل القدر علما رطب زبان ہو کر کہتے ہیں

Marfat.com

کہ ہمارے قلوب کے علل اور ارواح کی بیماریوں کو اگر شفا نصیب ہوئی تو صرف حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں ہوئی ہے۔

حضرت میاں صاحبؒ نے ساری عمر کوئی دربان اور حاجب نہیں رکھا۔ مگر خیر عمر میں جبکہ آپؒ کی طبیعت نہایت ناساز رہتی تھی اور ویسے بھی نہایت ضعیف و نحیف ہوگئے تھے۔ آپ نے مولوی دین محمد صاحب فیض پوری کو دربان مقرر کیا۔ مولوی دین محمد صاحب کے ذمہ یہ کام تھا کہ جو شخص ملاقات کے لئے آئے اسکی اطلاع میاں صاحبؒ کو کردیں۔ میاں صاحبؒ اگر کسی کام میں مشغول ہوتے یا بوجہ علالت و ضعف آپ کی طبیعت تاب نہ لا سکتی تو انتظاری کے لئے ارشاد فرما دیتے نہیں تو بلا لیتے بعض لوگ میاں صاحبؒ کے اس عمل پر معترض ہیں لیکن جو لوگ آپ کے حقیقت حال سے واقف ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ میاں صاحبؒ نے جو کچھ کیا تھا بوجہ انتہائی مجبوری و معذوری کیا تھا۔ آپ کے اعضائے رئیسہ یہاں تک آپ کو جواب دے چکے تھے۔ کہ خطبہ جمعہ یا وعظ کے بعد جب تک دو تین روز تک کامل سکون و راحت نہ فرماتے۔ آپ کا گفتگو کرنا اور اٹھنا بیٹھنا محال ہوجاتا۔ ان حالات میں اگر کوئی میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض کرے یا مولوی دین محمد صاحب کی درشتی طبع کی شکایت کرے تو بالکل بیجا ہے

ملفوظات

(۱) حضرت میاں صاحبؒ وضو میں بات نہ کرتے۔ فرماتے سلام کا جواب بھی وضو کے بعد ہی دینا چاہئے۔

(۲) جوتی کا سرا ہمیشہ قبلہ رُخ رکھتے۔ اگر مسجد میں کسی کا جوتا اس کے عکس ہوتا تو اپنے دست مبارک سے اس کو درست کردیتے۔ پگڑی اور لوٹے کی ٹونٹی بھی قبلہ رُخ رکھتے۔

(۳) مسجد میں داخل ہوتے وقت دایاں پاؤں پہلے اندر رکھتے اور نکلتے وقت بایاں پہلے نکالتے اور دوسروں کو بھی اسی امر کی تلقین کرتے۔

(۴) فرماتے ہمسایوں کے حقوق کی نگہداشت رکھو۔ جس شخص سے اس کا ہمسایہ ناراض ہو تو اس سے اللہ اور رسول ناراض ہیں +

Marfat.com

(۵) کھانا کھاتے وقت بایاں پاؤں زمین پر بچھاتے اور دایاں گھٹنہ کھڑا رکھتے - اگر کوئی ایک ٹانگ دوسرے گھٹنہ پر رکھکر کھاتا یا طعام میں سنتِ نبویہ ملحوظ نہ رکھتا تو سخت رنج میں آجاتے اور فرماتے کہ اس طرح شداد ـ ہامان اور فرعون بیٹھکر کھایا کرتے تھے یہ سب تکبّر کی نشانیاں ہیں - اسلام ادب اور عجز سکھاتا ہے -

(۶) فرماتے لوگوں کو لا الٰہ اِلّا اللہ پر پورا پورا یقین نہیں - اگر یقین ہو تو سب اعمال درست ہو جائیں ؎

زباں سے کہتے ہیں سب لا الٰہ الّا اللہ
پر عمل اس پر نہیں ہے معاذ اللہ

(۷) اکثر مسلمان افسر اور رسمی پیر منڈھی یا کتری ڈاڑھی والے آپ کے پاس آتے تو حضرت میاں صاحب اُن سے فرماتے کہ یہ کونسا طریق ہے جو تم نے اختیار کر رکھا ہے - کیا تمہارے باپ دادا - پردادا اور کل سلف صالحین جن میں ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بھی گذرے ہیں ان کا یہی طریقہ تھا - بعض اوقات ایسے رُعب اور جلال میں آجاتے کہ سامعین زار زار روتے اور آئندہ کے لئے توبہ کرتے - میرا خود ذاتی مشاہدہ ہے کہ بہت سے نئی روشنی کے دلدادگاں نے حضرت میاں صاحبؒ کی صحبت فیض اثر سے اپنی شکلیں سنّت نبویہ کے مطابق کر لیں -

(۸) فرماتے جب تک معاملات درست نہ ہونگے اس وقت تک عبادت اور ذکر کسی کام نہ آئیگا - معاملات کا درست رکھنا بھی ذکر میں داخل ہے -

(۹) فرماتے آج سے بیس برس پہلے لوگوں کا کیا حال تھا - لوگوں کی روش اور پوشش سب سادہ تھی - نیلے تہمد اور کھدّر کے کرتے پہنتے تھے - بڑوں کا ادب کرتے تھے - آپس میں ہمدردی تھی - نیتوں میں اخلاص تھا - لیکن یہ انگریزی راج راج کا اثر ہے کہ باپ بیٹے کا دشمن - عورت خاوند کی دشمن - ہمسایہ ہمسائے کا دشمن ہو گیا ہے - بُتوں والے پیسے ہمارے دلوں میں گھر کر گئے ہیں - محمد صلعم کا کلمہ تو ہم برائے نام ہی پڑھتے ہیں - ہمارے دل تو انگریز کے نام کا کلمہ پڑھ رہے ہیں -

(۱۰) جمعہ کے خطبہ میں دوزانو بیٹھنے کی سخت تاکید فرماتے - جو لوگ دوران خطبہ میں بے قراری و اضطراب کا اظہار کرتے اور پوری توجہ اور لگاؤ سے نہ سنتے اُنہیں سخت تنبیہ فرماتے المومن کا سمک فی الماء - المنافق فی المسجد کالطیر فی القفس

Marfat.com

یعنی مومن کا دل مسجد میں ایسا مطمئن ہوتا ہے جیسے مچھلی پانی میں اور منافق مسجد کے اندر ایسا تنگ ہوتا ہے جیسا جانور پنجرے میں۔

(۱۱) مسجد میں کھڑے ہونے کے وقت سب نمازیوں کے پاؤں کی طرف نظر فرماتے۔ فرماتے کہ پاؤں کے انگوٹھوں کے سرے قبلہ کی رُخ ہونے چاہئیں۔ اور دونوں پاؤں کی ایڑیوں اور پنجوں کے پس و پیش کا درمیانی فاصلہ برابر ہونا چاہئے یعنی چار یا چھ اُنگل ہونا چاہئے۔

(۱۲) فرماتے اس دین کی قدر صحابہ کرام کو تھی جنھوں نے اس دین کو حاصل کرنے کے لئے قسم قسم کی تکالیف بدنی سہیں۔ بھوک پیاس کے دُکھ سہے۔ اپنی جانیں تک اس دین کے حاصل کرنے میں لگا دیں۔ لیکن ہم لوگوں کو کیا قدر۔ ہم تک دین آسانی سے پہنچ گیا ہے۔

(۱۳) اکثر انگریزی خواں بی۔ اے اور ایم۔ اے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو آپ اُن سے پوچھتے کہ تم نے انگریزی کتنے سال پڑھی ہے۔ وہ جواب میں کہتے کہ تیرہ یا چودہ سال۔ فرماتے بسم اللہ کے معنے تو بتاؤ۔ وہ بوجہ لاعلمی کے لاجواب ہو جاتے۔ فرماتے کیا یہ مسلمانوں کے بچے ہیں بسم اللہ کے معنی بھی نہیں جانتے! انگریزی کو تو بغیر معنوں کے کوئی نہیں پڑھتا۔ لیکن قرآن شریف کو اوّل تو پڑھتے ہی نہیں۔ اور اگر پڑھتے بھی ہیں تو بغیر معنوں کے۔

(۱۴) فرماتے سنت کی نگرانی کی سخت ضرورت ہے۔ اس گئے گزرے زمانہ میں جو شخص ایک سنت زندہ کریگا اُسے سو شہید کا ثواب ملیگا۔ ہمارے علما کہتے ہیں کہ اب تبلیغ کرنے سے کیا ہو سکتا ہے۔ کیونکہ حدیث شریف میں ہی اس زمانہ کے متعلق پیشگوئیاں موجود ہیں کہ فسق و فجور بڑھ جائیگا اور اسلام کا صرف نام ہی باقی رہ جائیگا۔ اور یہ پیشگوئیاں پوری ہو کر رہینگی لیکن انہیں یہ خبر نہیں کہ نہریں یا کنوئیں کی آڈ میں جا بجا سوراخ ہو جائیں تو کیا ان سوراخوں کو زمیندار کدال لیکر اور وسیع کرتے ہیں یا انہیں بند کرتے ہیں۔

(۱۵) فرماتے ہم سے تو سکھ ہی اچھے ہیں۔ جنھوں نے اپنے گرو کے کہنے پر عمل کر دکھایا۔

(۱۶) فرماتے وہ... اور دنیا کو دو الگ الگ چیزیں نہیں رہیں۔ نماز روزہ اگر لوگوں

Marfat.com

کو دکھلاوے کے لئے کیا جاوے تو وہ دنیا ہے اور اگر مویشیوں کی خاطر تواضع محض خدا جل جلالہ کے واسطے کرے اور دل میں یہ خیال ہو کہ اللہ کریم نے ان کو میرا مطیع بنایا ہے۔ میں انکی تواضع کروں۔ یہ مجھے کام دیتے ہیں تو ان کو پانی پلانا چارہ ڈالنا بھی دین ہے۔

(۱۷) دیہاتیوں کو عدالتوں میں جانے سے سخت منع فرماتے۔ فرماتے کہ گاؤں میں پنچائتیں بناؤ جو تمہارے فیصلے کریں۔ جب تک تم اپنے فیصلے شریعت کی رو سے نہ کرو گے تم ہرگز مسلمان نہیں ہو سکتے۔ قرآن شریف کی یہ آیت فلا وربك لا یؤمنون حتی یحکموك فیما شجر بینهم الآخر اکثر پڑھکر سمجھاتے۔

(۱۸) زمیندار بینکوں کی بھی سخت مخالفت کرتے۔ فرماتے یہ اسلئے کھولے گئے ہیں کہ جو لوگ سود لینے دینے سے بچے ہوئے ہیں اُنہیں بھی بچا نہ رہنے دیا جائے۔

(۱۹) ایک دفعہ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس چار افسر ملاقات کے لئے آئے۔ اُن کے ہمراہ ایک خدمتگار تھا حضرت میاں صاحب بالاخانہ میں تشریف فرما تھے۔ اجازت حاصل کرنے کے بعد وہ اوپر بالاخانہ چلے گئے۔ بعد ملاقات حضرت میاں صاحب نے انکے لئے حسب عادت کھانا منگوایا۔ حضرت میاں صاحب کے دریافت فرمانے پر اُنہوں نے کہا کہ ہمارے ہمراہ ایک نوکر بھی ہے اس کو اوپر ساتھ نہیں لائے اور نیچے بٹھلا آئے ہیں اُسکا کھانا بھی نیچے بھیج دیں۔ حضرت میاں صاحب نے اُن کے نخوت و تکبر کے بت توڑنے کے لئے اور یہ جتلانے کے لئے کہ خدا کی درگاہ میں آقا و غلام اور خواجہ و بندہ کا کوئی امتیاز نہیں۔ اس کو اوپر بلایا اور اُس کے ساتھ بڑی محبت کی۔ ان چاروں کو الگ دسترخوان پر بٹھایا اور آپ اُس نوکر کے ہمراہ طعام میں شریک ہو گئے۔

(۲۰) میاں ابراہیم صاحب قصوری روایت کرتے ہیں۔ آپ ایک دفعہ قصور تشریف لائے تھے اور بڑی مسجد کے حجرہ میں قیام تھا۔ آپ کسی کام کو ذرا باہر تشریف لے گئے اور حجرہ میں یاروں میں باہمی مسئلہ وحدۃ الوجود پر گفتگو ہونے لگی۔ ایک صاحب کہتے تھے کہ وحدۃ الوجود کا مسئلہ خیال میں ہی ہونا چاہئے زبان پر نہ آنا چاہئے دوسرے کہتے کہ سمجھانے کے لئے زبان پر بھی لانا چاہئے۔ یہ گفتگو آپس میں ہو رہی تھی کہ آپ تشریف لائے۔ اور فرمایا کیا ہے۔ عرض کیا گیا۔ تب آپ نے فرمایا کہ

Marfat.com

اسے خیال میں رکھنا چاہئے اور نہ اسے اظہار میں لانا چاہئے۔ یہ تو ایک حال ہے جب وارد ہوا اُس وقت تو حال ہے۔ بعد گزرنے کے اس کا ذکر نہ کرنا چاہئے

(۲۱) میاں ابراہیم صاحب روایت کرتے ہیں۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ آپ رح قصور تشریف لائے اور بڑی مسجد میں حوض کے دوسرے کنارے پر تمام رات تشریف فرما رہے اور بندہ بھی آپ کے ہمراہ بیٹھا رہا۔ مسجد کی پیشانی کی طرف دیکھتے رہے۔ اور طرح طرح کی کیفیات آپ پر طاری ہوتی رہیں۔ بندہ نے دریافت کیا تو فرمایا اس مسجد سے مجھے نسبت رسالت کی خوشبو آرہی ہے۔ حتیٰ کہ صبح ہو گئی۔

(۲۲) فرمایا بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کے انیس حرف ہیں اور عذاب دوزخ کے فرشتے بھی انیس ہیں۔ سو جو بندہ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ پڑھتا ہے قیامت کے روز انیس موکلوں کے عذاب سے امن میں رہیگا۔

(۲۳) فرمایا دن کی ساعتیں بھی چوبیس ہیں سو پانچ ساعتوں کے واسطے پانچ نمازیں مقرر ہیں اور باقی رہیں انیس ساعتیں۔ ان انیس ساعتوں میں انسان چلتا پھرتا۔ اٹھتا۔ بیٹھتا۔ سوتا۔ جاگتا۔ کھاتا پیتا ہے۔ سو بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کو ان وقتوں میں پڑھنے کے لئے مقرر کیا ہے تاکہ اُمت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چوبیس ساعتیں عبادت میں ہی لکھی جائیں۔ پس لازم ہے کہ اس کلمہ پاک کو یعنی بسم اللہ کو ہر وقت زبان پر جاری رکھے۔ اور اگر ہر وقت نہ ہو سکے تو ستر بار ہر نماز کے بعد پڑھ لیا کریں۔ جسکے باعث اللہ پاک کے عذاب سے محفوظ رہ کر رحمت الٰہی میں داخل ہو جائے ؛

(۲۴) فرمایا دُنیا دریا ہے۔ آخرت کنارہ۔ کشتی تقویٰ۔ بغیر اس کے پار ہونا محال ہے۔ آدمی سب مسافر ہیں ؛

(۲۵) فرمایا زندگی کو بہتر نہ جان۔ جب تک کوئی کام تجھ سے بہتر نہ ہو۔

(۲۶) فرمایا اُس دولت کو جمع کر جسکو ساتھ لیجا سکے یہ سب مال متاع جسم کے ہمراہ رہ جائینگے

(۲۷) فرمایا جسکو طعام سے سیری ہو جاتی ہے وہ ہمیشہ بھوکا رہتا ہے جسکو مال سے تونگری ہوتی ہے وہ ہمیشہ دردیش ہے جو لوگوں سے حاجت چاہتا ہے محروم رہتا ہے ؛

(۲۸) فرمایا جو آدمی جوانی میں خدا تعالےٰ کے فرمان کو ضائع کرتا ہے۔ خداوند تعالےٰ بڑھاپے میں اسکو خوار کرتے ہیں ؛

Marfat.com

حضرت میاں صاحب کے وعظ اور خطبے

اگرچہ آپ کی زندگی کا ہر لمحہ تلقین وارشاد۔ احیائے سنت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں ہی گزرتا۔ لیکن جمعہ کے روز اپنی مسجد میں آپ کا پُر تاثیر وعظ ہوتا صرف آپ کے وعظ سُننے کی خاطر اطراف وجوانب کے دیہاتوں اور دُور دراز کے شہروں سے جمعہ کے روز لوگ مسجد میں آتے۔ آپ کے وعظ کا رنگ سادہ اور تکلّف و تصنّع سے خالی ہوتا۔ قرآن و حدیث کا ترجمہ اور بزرگانِ دین کے اقوال اور سیدھی سادی مثالوں پر مشتمل ہوتا۔ تاکہ عالم وجاہل۔ شہری و دیہاتی برابر مستفید ہو کر راہ راست پر آجائیں۔ عام واعظوں اور مقرروں کی طرح آپ کے وعظ میں کوئی تسلسل اور ربط نہ ہوتا تھا۔ اور نہ ہی آپ فصاحت و بلاغت اور کلام کے قواعد کے ماتحت رہ کر وعظ فرماتے۔ یہ قواعد وضوابط اور تسلسل و ربط صرف انہی کے لئے مخصوص ہیں۔ جنہوں نے علوم ظاہری کے مکاتب میں تعلیم پائی ہو۔ آپ چونکہ درسگاہ علم لدنی کے تربیت یافتہ تھے۔ اس لئے آپ کے طرز بیان اور سلیقہ کلام میں وہی رنگ ڈھنگ نظر آتا ہے جو قدرت نے اپنے تمام مظاہر کو عطا فرمایا ہے۔ قرآن حکیم قدرت کی ایک بہت بڑی نشانی ہے۔ اس کے مضامین کی طرف غور کیجئے تو کہیں قیامت کا ذکر ہے کہیں جنت و دوزخ کا۔ کہیں بشارتیں ہیں کہیں نذارتیں۔ اگر احکام و معاملات کا بیان ہے تو ساتھ ہی قصص امم ماضی کا۔ غرضیکہ یہ ملحوظ نہیں رکھا گیا کہ ایک بیان ختم ہو جائے تو اس کے بعد دوسرا شروع ہو۔ بایں ہمہ آپ کا وعظ حکیمانہ انداز کا ہوتا تھا۔ آپ چونکہ اپنی قوم کے صحیح نباض تھے۔ اسلئے توحید و معرفت کے وہی نسخے بتاتے جو قلوب وارواح کی علل و بیماریوں کے لئے شفا ثابت ہوں۔ آپ عام واعظوں کی طرح قصّہ گوئی سے پرہیز کرتے اور نہ ہی عام علماء کی طرح جزوی اختلافات اور مذہبی تنازعات کے متعلق کچھ بیان کرتے۔ وعظ سے یہ مقصود ہوتا کہ اُمت عامہ مسلمہ کی اصلاح ہو۔

آج آپ کے انہی مواعظ اور خطبوں کا یہ اثر ہے کہ ایک دُنیا کی کایا پلٹ گئی ہے لیکن پھر بھی اشقیاء ازلی خدا کی اس نعمت سے محروم رہ گئے ہیں۔ تبرگاً ذیل میں

Marfat.com

آپ کے چند وعظ درج کیے جاتے ہیں۔ اُمید ہے ناظرین کرام ان مواعظ کو آویزۂ گوش بنائینگے۔ اور ان پر عمل پیرا ہو کر حضرت کی خوشنودی روح کے باعث ہونگے۔ یہ مواعظ من وعن جس طرح حضرت میاں صاحب کی زبان فیض ترجمان سے ارشاد ہوتے رہے درج کیے جاتے ہیں۔ سوائے ترتیب کے اپنی طرف سے کوئی تصرف نہیں کیا

میاں صاحب کے تمام مواعظ اور خطب کا لب لباب یہ ہے (۱) قرآن وسنت پر عمل ہونا (۲) دُنیا سے بے رغبت ہونا (۳) اللہ اور اُسکے رسول سے محبت پیدا کرنا (۴) توحید واتباع سنت پر قائم رہنا (۵) شکر و توکل وتقویٰ میں کامل ہونا (۶) اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہر حال میں مقدم رکھنا (۷) اپنے فیصلے شریعت کے مطابق کرنا اور کچہریوں میں نہ لے جانا (۸) ہر بستی اور گاؤں میں ایک جماعت ہو جو حق کی تبلیغ کرے اور بُرائی سے روکے (۹) حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنا (۱۰) معاملات میں خلاف ارشاد حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کچھ اختیار نہ کریں (۱۱) حلال کی روزی کمائیں۔ سود خوری۔ رشوت خوری اور دوسروں کے حق کھانے سے اجتناب کریں (۱۲) یہود ونصاریٰ اور مشرکین کی پیروی نہ کرنا (۱۳) ملبوسات اور معاشرت میں اپنے بزرگوں کی روش اختیار کرنا۔

وعظ نمبر ۱

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَزَلْ وَلَا یَزَالُ حَیًّا قَیُّوْمًا عَالِمًا قَدِیْرًا مُدَبِّرًا سَمِیْعًا بَصِیْرًا ہ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ اَلْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَکَبِّرْہُ تَکْبِیْرًا ہ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ الَّذِیْ اَرْسَلَ اِلَی النَّاسِ کَافَّۃً بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا ہ صَلَّی اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّاتِہٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا ہ

کر یاد اے مرد خدا	ہرگز نہ ہو کاہل ذرا	دائم خدا کو سر جھکا	ہوشیار رہ ہوشیار رہ
کس سے تیری دُنیا ہے	کچھ اس سے تمکو یاد ہے	دُنیا سبھی برباد ہے	بیدار رہ بیدار رہ

Marfat.com

حق نے تمہیں پیدا کیا
رہو بندگی میں رات دن
جب تھا بشکمِ مادری
جب اس سے تو پیدا ہوا
لطفِ خدا نے آ لیا
جس چیز کی حاجت ہوئی
کر یاد سب فضلِ خدا
تجھ کو خدا نے عقل دی
سب امرِ حق پورے کرو
والاں سیاہی نہ رہی
جرم و گناہ سے توبہ کر
احکامِ حق تو لا بجا
مت جرم کر جور و جفا
ظالم جو کرتا ہے جور
مت زور پر مغرور رہو
ڈر اس گھڑی سے ہر گھڑی
یادِ خدا ہر دم کرو
روتا رہو ڈر سے سدا
دنیا سراسر بے وفا

پھر اس سے ہی غافل رہا
غافل کو تو بندہ نہ گن
اندھیری سے تھی وہ جا بھری
قوت نہ تھی تجھ میں ذرا
کھانا مہیا کر دیا
حق نے عطا کر دی وہی
اسکے لئے جو جو عطا
بیکاریاں چھوڑو سبھی
تارک فرائض نہ ہو
دل کی سیاہی نہ گئی
اب وقت ہے یہ سر بسر
مشکر سے دل کو تو ہٹا
ظالم نہ بن مت دل دکھا
عرش بریں پہ ڈالے شور
ظالم ستم سے دور رہو
مرنے کی جب نوبت پڑی
ظلمت میں مت یارو مرو
رکھ فضلِ حق پر التجا
اس دام میں مت دل پھنسا
محشر میں ہے خوف و خطر
شافع بنے خیر البشر

آتا نہیں کچھ بھی حیا
طاعت کریں سب انس و جن
کھانا غذا ملتی سہی
چلنا بجائے خود رہا
تھا شیر مادر کی غذا
حافظ رہے وہ ہر گھڑی
کر سب حقوق اللہ ادا
راضی کرو مولیٰ کو بھی
جو کچھ کہو وہ سچ کہو
ایسا ہو جو حق سے بچی
بند ہونگے جب توبہ کے در
رحمت کرے تجھ پر خدا
ظالم ہے ملعونِ خدا
تدارک میں اسکے جا بخور
بیکس ہو بیقدر رہو
جانکندنی مشکل بڑی
قہرِ خداوند سے ڈرو
حامی نہیں اسکے سوا
ظاہر میں ہے یہ خوشنما
اس روز کا ہے سب کو ڈر
جب ہر کوئی لاچار رہو

اس جینے سے بیزار رہو
طاعت سے مت بیکار رہو
اب تجھکو کیوں انکار رہو
تجھ سے نہ کچھ گفتار رہو
کر شکر تابعدار رہو
جبکہ نہ کوئی یار رہو
مت بیوفا غدار رہو
نیکیوں سے مالا مال ہو
ڈرنا سدا ہی کار رہو
کچھ تو دلے اب بھی بیدار رہو
پھر تو یہ بھی بیکار رہو
جنت میں جا سردار رہو
ہرگز نہ خلق آزار رہو
ظالم کی جا فی النار رہو
مسکین بے مقدار رہو
نالاں ہو خونبار رہو
قہرِ خدا دشوار رہو
روزِ جزا وہ یار ہو
باطن میں بس مردار ہو

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ۟ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِیْمًا (سورہ نساء)

(ترجمہ از بیاض حضرت میاں صاحب)

مسلمانوں نہ کھایا کرو ایک دوسرے کا مال باہم ناجائز طور پر مگر ہاں بہ صورت کہ خرید فروخت ہو آپس کی رضامندی سے (تو کچھ حرج نہیں) اور نہ ہلاک کرو اپنے آپ کو

Marfat.com

بیشک اللہ تم پر مہربان ہے۔

مسلمانو ناحق (نا روا) ایک دوسرے کے مال خورد برد نہ کیا کرو۔ ہاں آپس کی رضامندی سے خرید فروخت ہو (تو اس میں کچھ نفع ہو تو ناروا نہیں) اور آپ اپنے تئیں ہلاک نہ کرو۔ (تم سے یہ بات کہی جاتی ہے کہ) اللہ تمہارے حال پر مہربان ہے

بنی آدم اعضائے یک دیگر اند ۔۔۔ کہ در آفرینش زیک جوہر اند

چو عضوے بدرد آورد روزگار ۔۔۔ دگر عضوہا را نماند قرار

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ کا مطلب یہ ہے کہ خون نہ کرو یا گناہ کرکے اپنے اوپر کلہاڑی نہ مارو یا دوسرے کا مال ناجائز طور پر کھا کر دوزخی نہ بنو۔ اپنے آپ کو ہلاک کرنے کا سامان خود مہیا نہ کرو۔ یا دوسرے بھائی کا مال ناجائز طور پر لیکر اس کو مفلس بناؤ جس سے وہ بیچارہ ہلاک ہو۔ دوسرے مسلمان کی بربادی خود تمہاری بربادی کی وجہ سے ہے۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ کا مطلب یہ ہے کہ اے گروہ ایمان والوں کے نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کا درمیان اپنے اس طور پر جو حلال نہ ہو شریعت میں۔ جیسے غصب۔ سود۔ جوا۔ خیانت۔ چوری یا فاسد معاملوں کے ساتھ جھوٹی قسم یا جھوٹے دعوے کرکے جعلی گواہ بنا کر غرضیکہ ایک دوسرے کے مال میں ناحق اپنا تصرف نہ کرو یعنی اپنا ہی نہ بنا لو اور چھین سے نہ کھاؤ پیو۔

اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ۔ مگر یہ کہ تصرف کا سبب سوداگری اور بیع خوشی اور رضامندی سے ہر ایک کی تم میں سے جو معاملہ کرنے والے ہو اور نہ مارو جائیں اپنی یعنی قرضداروں کو نہ مارو اور نہ قتل کرو۔ اِس واسطے کہ سب مسلمان حقیقت میں ایک ہیں۔

اپنی جان کو خود بخود اپنے ہی ہاتھ سے نہ مارو یا بُت پرستی وغیرہ ایسے کام نہ کرو جس کے سبب خود قتل کئے جاؤ۔

اللہ تعالیٰ نے طیب غذا کھانے کا حکم فرمایا ہے۔ جو مال حلال ہے اور باطل طور پر کھانے کو قتل کی ممانعت سے پہلے منع فرمایا ہے تاکہ حرام کو نہایت بُرا اور حلال کو بہت بڑا اچھا نا جاوے۔ کثرت گناہ کے باعث یا حرام کا مال کھانے کے سبب سے یا نفسانی خواہشوں کی پیروی کرنے سے غضب الٰہی کا باعث نہ ہو اپنی جانوں کو نہ مارو اِنَّ اللہ

Marfat.com

كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا - تحقیق اللہ ہے ساتھ تمہارے اے اُمتِ محمدی صلے اللہ علیہ وسلم مہربان جو امر نہی فرماتا ہے وہ کمال مہربانی سے ہے -

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر تم نماز پڑھتے پڑھتے کمان کی طرح جُھک جاوٗ اور روزہ رکھتے رکھتے تیر کی طرح دُبلے ہو جاوٗ - تو اللہ تعالے تمہارے یہ اعمال قبول نہ کریگا - جب تک حرام سے نہ بچو - حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالے اس کی نماز قبول نہیں کرتا جس کے پیٹ میں حرام ہوتا ہے - سہل تستری رحمۃ اللہ تعالے فرماتے ہیں کہ آدمی ایمان کی تہ کو نہیں پہنچتا - جب تک اس میں چار خصلتیں نہ ہوں (۱) فرائض کا ادا کرنا مع سنتوں کے (۲) حلال کھانا پرہیز کے ساتھ (۳) ظاہر باطن منع کیگئی چیز سے بچنا (۴) ان باتوں پر موت تک جما رہنا - جو آدمی چالیس دن تک مال شبہ کا کھاتا ہے اُسکا دل سیاہ ہو جاتا ہے - یہی معنے اس آیت کے ہیں كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ - ابن مبارک رح فرماتے ہیں - شبہ کا ایک درم واپس پھیر دینا میرے نزدیک ایک سے چھ لاکھ درم تک خیرات کرنے سے بہتر ہے اور کہتے ہیں آدمی ایک لقمہ کھاتا ہے اس سے اُسکا دل چمڑے کی طرح بگڑ جاتا ہے پھر کبھی اصلی حالت پر نہیں آتا - سہل تستری فرماتے ہیں جو شخص مال حرام کھاتا ہے اس کے اعضاء خود بخود نافرمان ہو جاتے ہیں اُس کو خبر ہو یا نہ ہو - اور جس کی غذا حلال ہوتی ہے اُس کے اعضاء اطاعت کشا ہو جاتے ہیں اور اسکو خیرات کی اور نیک کام کرنے کی توفیق ہوتی ہے -

کسی بزرگ نے فرمایا آدمی جب حلال غذا کا اوّل لقمہ کھاتا ہے تو اُس کے پہلے گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں جو حلال کی طلب میں ذلت اٹھاتے ہیں اُس کے گناہ ایسے جھڑتے ہیں جیسے درخت کے پتے - اکابر سلف فرماتے ہیں کہ جب واعظ لوگوں میں وعظ کرتا ہے تو علما فرماتے ہیں کہ اس میں تین باتیں دیکھو - اگر بدعت کا معتقد ہو تو اُس کے پاس نہ بیٹھو کہ وہ شیطان کی زبان سے بولتا ہے - اگر بُرا کھانا کھاتا ہو تو خواہش نفس سے کلام کرتا ہے اور اگر عقل کا پکا نہ ہو تو اُسکے وعظ سے خرابی زیادہ ہوگی اور اصلاح کم اُس کے پاس مت بیٹھو ٭

وعظ نمبر ۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کو اے دل یاد کر	اور جان اپنی شاد کر	اک پل نہ تو برباد کر	اے یار تو غافل نہ ہو
کچھ یاد ہے اے دل تجھے	خالق نے بھیجا کس لئے	وعدے جو مولے سے کئے	اے یار تو غافل نہ ہو
کیا کھیلنے آیا ہے توں	کیا پہننے آیا ہے توں	یا ٹہلنے آیا ہے توں	اے یار تو غافل نہ ہو
کیا رزق کھانے کے لئے	یا شہوت چلانے کے لئے	یا خوشیاں منانے کیلئے	″ ″
کیا بدلگامی کے لئے	یا شادکامی کے لئے	یا خوش خرامی کیلئے	″ ″
کیوں ہے گناہ میں مبتلا	حق سے نہیں ڈرتا ذرا	کچھ چاہئے تجھکو حیا	″ ″
دنیا میں آ کر پھنس گیا	گھر کا رہا نہ گھاٹ کا	پھر عاقبت کا ذکر کیا	″ ″
کچھ موت کا بھی دھیان ہے	ننھی سی تیری جان ہے	غفلت کا یہ ارمان ہے	″ ″
غافل ذرا غافل ذرا	کیوں سو رہا کیوں سو رہا	کیوں وقت پیارا کھو رہا	″ ″
تیرے عمل ہیں جس قدر	چھوٹے بڑے سب خیر و شر	اللہ کو ہے سب کی خبر	″ ″
مجرم نہ غافل چاہئے	ملزم نہ غافل چاہئے	ظالم نہ غافل چاہئے	″ ″
بخشش کا وعدہ ہے اسے	توبہ گناہ سے جو کرے	حضرت نبی فرما چکے	″ ″
توبہ بڑی اکسیر ہے	خواہ کس قدر تقصیر ہے	یہ عفو کی تدبیر ہے	″ ″
غفلت نہ کر غفلت نہ کر	کیوں سو رہا ہے بے خبر	اللہ سے ہر دم ڈر	″ ″
تھا کام تیرا بندگی	کیوں کر رہا ہے زندگی	از بسکہ ہے شرمندگی	″ ″
اللہ اور ماں باپ کا	کر شکر تو دل سے ادا	تابع رہیں ہر دم سدا	″ ″
کر شکر تو مومن ہوا	اور کفر سے تو بچ رہا	کلمہ تیری قسمت ہوا	″ ″
کلمے سے یہ مقصود ہے	اللہ ہی تو معبود ہے	دائم وہی موجود ہے	″ ″
حضرت محمد مصطفےٰ	سردار جملہ انبیا	بھیجے خدا نے برملا	″ ″
صلوات انکی ذات پر	اوس ذات بابرکات پر	اوس صاحب آیات پر	″ ″
معراج ہاں اوس شاہ کا	کیا نور ہے اوس ماہ کا	اخلاق واہ صل علے	″ ″
[illegible]	[illegible] صفا	[illegible] ہے سید صفا	اے یار تو غافل نہ ہو

Marfat.com

رمضان کے روزے رکھ سدا	گر شوق سے اُنکو ادا	رُتبہ بڑا نزدِ خدا	اے یار تو غافل نہ ہو
اللہ اگر دے تجھ کو مال	گذرے نصاب پہ اک جو سال	دیجو زکوٰۃ اے خوش خصال	،،
چاندی اگر ہو تیرے پاس	اس نصاب کا کر قیاس	تولے اڑھائی اور پچاس	،،
ہو نوٹ یا ہے زر اگر	اور اس پہ گذرے سال بھر	دیجو زکوٰۃ اے خوش سیر	،،
جب خرچ ہووے راہ کا	کر حج بیت اللہ کا	سامان ہے عفو گناہ کا	،،
ہیں خرچ تیرے سینکڑوں	حاجات دنیا جبکہ ہوں	کاہل ہے پھر حج سے [illegible]	،،
زائر ہو بیت اللہ کا	روضہ رسول اللہ کا	مسجد نبی اللہ کا	،،
ہیں جتنے بندے بے گماں	سب مرنیوالے ہیں یہاں	تجھکو بھی مرنا ہے کہاں	،،
چھوٹے بڑے ہیں چل رہے	اچھے برے بھی چل رہے	[illegible]	،،
باری تیری بھی آئیگی	تجھکو بھی لیکر جائیگی	حسرت تجھے رہ جائیگی	،،
ہے منتظر تیری گھڑی	بے خبر جب موت آپڑی	تجھکو پڑے مشکل بڑی	،،
پھر قبر میں جانا تجھے	پھر حشر میں آنا تجھے	اللہ کرے دانا تجھے	،،
مال حرام نہ کھا کبھو	تن من زنا سے بچا کبھو	سنت کی راہ پر جا کبھو	،،
کھوٹے کھرے سے رہ کبھو	اور تول پورا تول کبھو	ہر قول سچا بول کبھو	،،
ہم کو شرف ہے خیر کا	اللہ کی جانب سے ملا	پھر کیوں بدی پر ہو تلا	،،
دنیا کی اُلفت چھوڑ دے	اور اس کی زینت توڑ دے	اللہ سے دل کو جوڑ دے	،،
آخر یہاں سے جائیگا	ہرگز نہ واپس آئیگا	بدلہ عمل کا پائیگا	،،
جنت ہے نیکوں کی جزا	دوزخ بدوں کی ہے سزا	فرمان خالق کا ہوا	،،
جنت ہے اک اعلےٰ مکاں	اللہ وہاں ہے مہرباں	دیدار ربی ہو وہاں	اے یار تو غافل نہ ہو
	کیا خوب ہے باغ جناں	راہ حقیقی کا مکاں	
	اللہ ہو راضی وہاں	اے یار تو غافل نہ ہو	

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ

ترجمہ:- جس دن نہ نفع دیگا مال نہ بیٹے۔ مگر جو کوئی لاوے اللہ تعالےٰ کے پاس دل سلامت۔

قلب سلیم وہ ہے جو خالی ہو غیر خداوند کریم سے اور جس میں سوائے محبت اللہ کریم کے اور کچھ نہ ہو

Marfat.com

یا وہ ہے جس میں نہ دنیا کے آفتیں سمائیں نہ عقبےٰ کی طمعیں آئیں یا وہ جو دل بدعت سے خالی سنت پر مطمئن ہو۔

سید الطائف قدس سرہٗ سے منقول ہے کہ سلیم سانپ کے ڈسے ہوئے کی طرح بیقرار۔ تو معنی یہ ہوئے کہ دل سلیم وہ ہے جو ہمیشہ مقام بےصبری اور عاجزی اور زاری میں ہے۔ خوف خدا کے یا شوق وصال کے سبب سے ؎

دُنیا میں کوئی شے نہیں ہے سیماب کی مانند
پر وہ بھی نہیں ہے دلِ بے تاب کی مانند

بعضوں نے کہا ہے کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ کی گواہی میں خلاص دل کی سلامتی ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ دل سلیم وہ ہے جو محبت دُنیا سے خالی ہے بعضوں نے کہا کہ جس دل میں حسد اور خیانت نہ ہو بعض اہلبیت اور ازواج مطہرات اور اصحاب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے۔ کہ قلب سلیم وہ ہے جو خالی ہو غیر خداوند کریم سے یا جو دل بدعت سے خالی ہو اور سنت پر مطمئن ہو ؎

ز شوق وصل نالہ کہ تا وستم دہر روزے
ز بیم ہجر مے گریم کہ ناگہ در کمیں باشد

وعظ نمبر ۳

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قائم خدا دائم خدا | ذات معلے کبریا | ہے اک بشر کہکر ثنا | ہوکر فنا جاتے رہے
آدم کنوں جتنی نسل | پیدا ہوئے جو سے حمل | جب آپڑی اُنپر اجل | ہوکر جدا جاتے رہے
عالم سبھی مہمان سرا | ٹھہرا نہ کوئی ایں جا | فانی قضا ہو کر فنا | آدم ختا جاتے رہے
کر غور میری بات پر | ضائع نہ کر اوقات کر | حاصل قرب درجات کر | کئی لاکھ ہا جاتے رہے
جن کو ملا ایسا حسن | نازک بدن جوں گلچمن | آخر پڑا گل میں کفن | ہوکر وداع جاتے رہے
دیکھو خلیل اللہ نبی | جنکو عطا ذوق ربی | فرزند کے گل پر چھری | ہو لے منا جاتے رہے
پائی ایذا تکلیف ہر | قائم رہے توحید پر | چھوڑا نہ اُس مولے کا در | خوش برضا جاتے رہے
[illegible] | [illegible] | ہوکر جو اصحاب ہیں | محنت اٹھا جاتے رہے

Marfat.com

یعقوب محبوب جلیل	ہر حال میں صابر جمیل	توحید حق بے قال و قیل	سب کو سکھا جاتے رہے
حضرت گئے یوسف کہ مصر	جنپر تھا دیوانہ مصر	بیسمجھن ان چند دن	دار البقا جاتے رہے
موسیٰ نبیؑ کی بات کر	جنکو عمل توریت پہ	کوہ طور پر ملاقات کر	لبیک لقا جاتے رہے
جاتا رہا نوح نبی	جن کی نسل عالم بھی	آنا جسے امر ربی	وہ شان پا جاتے رہے
قایم خدا قایم خدا	ذات معلےٰ کبریا	ہر اک بشر کہنگر ثنا	ہو کر فنا جاتے رہے
جب ذات پر ہوتی عطا	کنعانیوں کو مار گیا	آنا نہ تھا حکم خدا	دوزخ پڑا جاتے رہے
اے بے فکر سامان کر	سر پر کھڑا اغالب سفر	رہنا ہے تو نے کسقدر	جب مصطفےٰ جاتے رہے
تھا شان حسن لولاک کا	دوست معلےٰ پاک کا	گر سیر فرش افلاک کا	وہ پیشوا جاتے رہے
احمد شفیع المذنبین	ختم النبی المرسلین	صاحب جمیع المومنین	نور الہدےٰ جاتے رہے
مختار ساقی حشر	سردار خیر البشر	ہادی بڑے عالیقدر	ظل عطا جاتے رہے
مطلوب رب العلمین	محبوب خیر الغافرین	حامی شفیع المسلمین	خیر الوری جاتے رہے
آل نبی صاحب کرم	جن سے خدا کو ہے شرم	جب امر پہنچا لاجرم	سر پہ فنا جاتے رہے
اولاد سب حضرت نبی	رو پردہ ہی جاتی رہی	پھر اور ٹھہرے کونسی	جب باصفا جاتے رہے
پھر تلے ہے کیوں تو بیصبر	علی امر سے بیخبر	نور چشم خیر البشر	خیر النسا جاتے رہے
حسنین محسن ماہ بدر	صدیق اکبر ذی قدر	عثمان ولی حیدر عمر	شیر خدا جاتے رہے
لاکھوں قطب لاکھوں ولی	سب کا گذر اک گلی	جانا ہے سب خلقت چلی	جب اصفیا جاتے رہے
صاحب علم صاحب حلم	صاحب عقل صاحب فہم	گھر سے نہ نکلیں اکیدم	وہ کربلا جاتے رہے
رخسار خوش گفتار خوش	دستار خوش رفتار خوش	گر سیر دربار خوش	مانی سما جاتے رہے
شیریں سخن نازک بدن	چہرہ چمن بہار ختن	شیریں زبان شیریں سخن	سب سن سنا جاتے رہے
جن کو یہاں آنا پڑا	آخر وہاں جانا پڑا	تلخی مزہ کھانا پڑا	بے چون چرا جاتے رہے
اس پلنگ پہ کئی سو گئے	کئی ہو گئے کئی ہو گئے	آخر بیشتر رو گئے	دل غم لگا جاتے رہے
کئے یار یاروں سے جدا	مرتے تھے دیکھے ہیں سدا	کر الوداع وقت فنا	سب دل ڈرا جاتے رہے
کئے لاکھ زلفاں کالیاں	سب خاک اندر ڈالیاں	چشماں عجب متوالیاں	جلوہ دکھا جاتے رہے
کر یاد حق با دل صفا	فانی ہے سب رحمن سوا	سرور نبیؐ جو رہنما	ظاہر بتا جاتے رہے
کب تک قلم لکھیگا یوں	کسکو لکھوں کسکو بھولوں	کس کس کی لکھائیں یوں	بے انتہا جاتے رہے
حق مان کر پھر لا بجا	لاکن نہیں چون و چرا	شیطان کیوں لعون ہوا	حکم سنا جاتے رہے

Marfat.com

افسوس ہے اس بات پر کرتا ہے حق رحمان کی آیا نہیں احمد نبی	اب تک نہیں تجھکو خبر جسدی شکل انسان کی کھول آنکھیں تو کدی	اُٹھ جاگ جلدی ہوش کر چھوڑ پیروی شیطان کی کر پیشوا کی پیروی	دوست بھرا جاتے رہے رہبر سنا جاتے رہے جو کچھ بتا جاتے رہے
	مشکل میں رب کو یاد کر مانائے دلشاد کر	یونس مثل فریاد کر تکلیف اُٹھا جاتے رہے	

يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا ط

جس دن صور پھونکا جائیگا پس تم آسو جو ہوگے گروہ گروہ۔

جس دن پھونکا جائے صور پھر آؤگے تم سب غول غول اور فوج فوج ہو کر۔ اُن کا ذکر بہت آیتوں اور حدیثوں میں آتا ہے۔ بعض صحیح حدیثوں میں نشان اور علامت ہر فوج کی بیان فرمائی ہے۔

ایک روز صحابہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اُن فوجوں کا حال جو اس آیت میں مذکور ہے پوچھا۔ آپ نے فرمایا وہ گنہگاروں کے دس فرقے ہیں (۱) ایک فرقہ بندروں کی شکل کا ہوگا۔ وہ چغلخور ہونگے (۲) حرام خور رشوت خور ہوگا (۳) سود خور کمال ذلت اور خواری سے سر کے بل میدان حشر میں گھسیٹا جائیگا (۴) جھوٹا فتوای دینے والوں کا اندھا خوار ہوگا (۵) عابدوں۔ مغروروں۔ ریاکاروں کا بہرا گونگا اور ذلیل ہوگا (۶) فرقہ علماء و مشائخ بے عمل کا زبانیں اُنکی سینہ پر پڑی ہونگی۔ اور پیپ لہو ایسا ہوگا۔ اُن کی بد بُو سے تمام اہل محشر نفرت کرینگے۔ (۷) جو جانوروں کو بلا سبب ایذا دیتے تھے وہ ہاتھ پاؤں کٹے خوار ذلیل ہونگے (۸) آگ کی سولی پر شدت کے عذاب میں گرفتار وہ ہوگا جو غریبوں کو حاکم سے خراب و برباد کرنے والا ہوگا۔ (۹) بندہ حرص و ہوا تابع نفس کہ حق کے راستہ میں نہ دیتے تھے اور بے جا خرچ کرتے تھے (۱۰) تکبر و نخوت والے کہ ہر کام میں خود رائی کرتے تھے۔

نیک بندے چودھویں رات کی طرح چمکتے ہونگے اور بعض ستاروں کی طرح۔

جو کوئی تخم درخت ایمان کو کینہ وغیرہ سب بری عادات و انانیت سے بچاوے لب مرگ تک پھر اُمید رکھے تو اس کو اُمید کہتے ہیں۔

اور جو سب کام خلاف کرے اور اُمید رحمت کی رکھے تو یہ حماقت ہے۔

Marfat.com

اکثر کو فرق معلوم نہیں۔

ارشاد نبی کریم ہے احمق وہ شخص ہے کہ جو چاہے کرے۔ پھر رحمت خداوند کریم کی اُمید رکھے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دانا وہی ہے جس نے تابعدار کیا اپنے نفس کو اور عمل کیا موت سے پیچھے کے لئے اور جو شخص موت کو بہت یاد کریگا وہ خواہی نخواہی اس کا توشہ تیار کرتا رہیگا۔ صبر کو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ پا لیگا۔ اور جو موت کو بھلاتا ہے اسکی ساری ہمت دنیا ہوتی ہے اور زاد آخرت حاصل کرنے میں غافل تو قبر کو دوزخ کی غاروں میں سے ایک غار پائیگا۔

اس سبب سے موت کے یاد کرنے میں بڑی فضیلت ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ لذتوں کی توڑنے والی یعنی موت کو یاد کرو۔ فرمایا اگر چرند موت کو جانتے۔ جس طرح تم جانتے ہو تو فربہ گوشت بشر کے کھانے میں نہ آتا۔

ایک عورت نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے سامنے اپنی سخت دلی کا حال بیان کیا۔ فرمایا موت کو بہت یاد کیا کرو نرم دل ہو جاؤگے اُس نے ایسا ہی کیا۔ چند ہی روز میں سختی اُس کے دل کی دور ہوگئی۔ پھر وہ آپ کی شکر گذار ہوئی۔

فرمایا رسول کریم صلعم نے موت خلق کی نصیحت کو کافی ہے۔

رسول کریم صلعم نے خطبہ میں فرمایا۔ سچ کہو کیا یہ موت ہمارے لئے نہیں یہ جنازے جو لوگ لے جاتے ہیں سچ بتاؤ کہ کیا یہ لوگ مسافر ہیں جو پھر آئینگے انہیں خاک میں ملاتے ہیں اور انکی میراث کھاتے ہیں اور اپنے حال سے غافل موت کا نہ یاد کرنا اُمید کی درازی کی وجہ سے اور یہی سب فسادوں کی جڑ ہے رسول کریم صلعم نے ابن عمر رضہ سے فرمایا کہ جب تو صبح کو اُٹھا کرے تو اپنے جی میں یہ نہ سمجھا کرو کہ میں شام تک زندہ رہونگا اور شام کو اپنے جی میں یہ نہ خیال کر کہ صبح تک زندہ رہونگا۔ اور فرمایا میں کسی چیز سے تم پر اتنا خائف نہیں ہوں جتنا دو خصلتوں سے۔ ایک خواہش کی پیروی کرنے سے دوسرے بہت جینے کی اُمید رکھنے سے۔

Marfat.com

فرمایا نبی کریم صلعم نے پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو -
(۱) جوانی کو بڑھاپے سے پہلے (۲) تندرستی کو بیماری سے پہلے (۳) توانگری کو محتاجی سے پہلے (۴) فراغت کو اشغال سے پہلے (۵) زندگی کو موت سے پہلے -
فرمایا نبی کریم صلعم نے دو نعمتیں ایسی ہیں جن کے سبب اکثر خلق کا نقصان ہوتا ہے - ایک تندرستی دوسرے فراغت - رسول کریم صلعم جب صحابہ سے غفلت کا نشان ملاحظہ فرماتے تو آپ ان میں ندا کرتے اور فرماتے کہ موت آگئی اور رہے آئی سعادت یا شقاوت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہر روز صبح کو منادی ندا کرتا ہے - کوچ ہے کوچ - حضرت موسیٰ اشعری رضہ اخیر عمر میں بڑی محنت کرتے - لوگوں نے کہا اگر آپ نرمی کریں تو کیا ہو - فرمایا یہ میری عمر کا اخیر ہے - چونکہ موت قریب ہے تو محنت و ریاضت سے کچھ باقی نہ ہے حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملک الموت سے کہا کہ تم لوگوں میں عدل نہیں - کسی کی جان جھٹ پٹ نکال لیتے ہو اور جلد لیجاتے ہو - اور کسی کی دیر سے نکالتے ہو کہ وہ پڑا تڑپتا ہے - اُنھوں نے کہا میرا اختیار نہیں - ایک ایک صحیفہ ملتا ہے جیسا حکم ہوتا ہے ویسا بجا لاتا ہوں -

حکایت - ایک دن ایک بادشاہ نے سوار ہونا چاہا تو پوشاک بدلنے کے لئے منگوائی بہت سے جوڑے حاضر کئے کوئی پسند نہ آیا - پھر ایک جوڑا جو سب سے اعلےٰ تھا پسند آیا - پھر کئی گھوڑے سواری کے لئے آئے وہ بھی پسند نہ آئے پھر سب سے عمدہ پر سوار ہوا اور ایک لشکر عظیم کے ساتھ باہر نکلا - مارے تکبر اور غرور کے کسی کی طرف دیکھتا بھی نہ تھا - بس ملک الموت ایک فقیر کی صورت میں میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے نمودار ہوا - آکر سلام کیا اُس نے جواب بھی نہ دیا - ملک الموت نے گھوڑے کی باگ پکڑ لی - اُس نے کہا ہٹ - ملک الموت نے کہا مجھے تجھ سے اے بادشاہ کچھ کہنا ہے - کہا ٹھہر - جب میں گھوڑے سے اُتروں تو کہیو - کہا نہیں ابھی کہوں گا - بادشاہ نے کہا اچھا کہو - اُس نے کان میں کہا میں ملک الموت ہوں ابھی روح قبض کروں گا - پس سُنتے ہی رنگ فق ہوگیا بول نہ سکا - پھر کہنے لگا اتنی مہلت دے جو گھر جا کر سب کو رخصت کروں کہا نہیں اسی وقت جان قبض کی تو وہ گھوڑے سے گرگیا -

Marfat.com

کہا میں ملک الموت ہوں - اُس نے کہا مرحبا - آپ خوب آئے ہیں مدت سے منتظر ہوں تجھ سے زیادہ کوئی عزیز نہیں - لو جان نکالو - کہا اگر حاجت ہے تو فارغ ہو لو - کہا اس سے زیادہ کوئی حاجت نہیں جو میں مالک کو دیکھوں - ملک الموت نے کہا جس حال میں تو چاہے میں تیری جان نکالوں - کہا پھر تو ٹھہر جا میں وضو کر لوں نماز پڑھوں تو سجدے میں جان نکال لینا - اُنہوں نے ایسا ہی کیا۔

رسول اکرم صلعم نے فرمایا - جس وقت مردہ کو قبر میں رکھتے ہیں تو قبر کہتی ہے اے ابن آدم تو کس بات پر مجھے بھولا ہوا تھا - پس مردہ نیک ہو تو کوئی اس طرف سے جواب دیتا ہے یہ نیکی کرتا تھا - کہتا تھا نیک کام کرو - بُرائی سے منع کرتا تھا - اور بُرا کام نہ کرتا تھا تو قبر کہتی ہے میں اس کے واسطے باغ بن جاؤنگی - پھر اسکا بدن نور ہو جاتا ہے اور اس کی رُوح آسمان کو چلی جاتی ہے ورنہ برعکس ۔

وعظ نمبر ۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کس پہ ہوئے مغرور ہم	سب کام میں ہے تو رہم	آخر ہونا رنجور ہم	نہیں موت سے کچھ دور ہم
جینا ہی دن چار ہے	کیوں غافلا بیکار ہے	دُنیا نہ ہونا یار ہے	رر
بیدار ہو اے غافلا	بجتا نقارا کوچ کا	ہر دم یہی آوے ندا	رر
آخر وہی ہے تیرا مکاں	آدم گئے جو آ جہاں	ہے خاک میں کیتا مکاں	رر
نوح و شعیب عالی نژاد	دارا سکندر بادشاہ	سب چھوڑ جگ ہوئے فنا	رر
تخت سلیماں نہیں رہا	چلتا جو تھا اوپر ہوا	چھوڑا یہ عالم بے بقا	رر
موسیٰ کلیم اللہ جو تھا	حضرت محمد مصطفٰے	آخر قبر ڈیرا کیا	رر
اے غافلا ہوشیار رہو	اس خواب سے بیدار ہو	غفلت سے اب بیزار ہو	رر
سامان کر کچھ موت کا	کر خوف دل میں فوت کا	رکھ دل میں ڈر اس صعوبت کا	رر
وقت اجل سر پر کھڑا	جس دم حکم دیگا خدا	ماں باپ سے کرے جدا	رر
اس موت کا سامان کر	مرنے سے آگے ہی تو مر	کچھ جوڑ لے توشہ قبر	رر
جس دم فرشتہ موت کا	[illegible]	[illegible]	نہ ہوت [illegible]

Marfat.com

روئینگے خویش اقربا	بیٹا بیوی بیٹاں بھرا	ہر اک کرے آہ و بکا	نہیں موت سے کچھ دور ہم
بعد از غسل دیکر کفن	روئینگے تجھ کو مرزن	سب ہائے ہا یو یو کرن	" "
نیچے کو تیرے خویش سب	قرنیں بجاوینگے جب	ڈونگھا ڈونگھا کرے عجب	" "
دینگے تجھے اس میں لٹا	کر بند منہ اس قبر کا	ڈالیں مٹی انبار ہا	" "
اسدم سبھی بیٹاں بھرا	کل یار جانی آشنا	بیٹا بیوی ہونگے جدا	" "
یاروں اندھیری غار ہے	وہ سخت دھندکار ہے	اس جا نہ کوئی یار ہے	" "
دابے گی جب تجھ کو قبر	ہوگی تجھے اسدم خبر	بھولینگے یہ سب کروفر	" "
بیلا ڈلی تیری شکل	ہوگی تباہ ماٹی شکل	چھوڑیں گے کیڑے ایک پل	نہیں موت سے کچھ دور ہم
	خاموش ہو اے بے ریا	کر طلب مولیٰ کی رضا	
	ہردم چلو راہ ہدیٰ	نہیں موت سے کچھ دور ہم	

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ۚ ثُمَّ إِلَيْنَا تُرْجَعُونَ ۝

ہر جاندار کو ایک نہ ایک دن موت کا مزہ چکھنا ہے۔ پھر تم سب کو ہمارے پاس لوٹ آنا ہے اور اپنے اعمال کا جواب دینا ہے۔ اللہ کریم تبارک وتعالے ارشاد فرماتے ہیں اے میرے حبیب صلعم آپ فرما دیں ہر چیز فناہ ہونے والی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلعم نے میرے دونوں مونڈھوں کو پکڑا۔ پھر حدیث بیان فرمائی کہ دنیا میں مسافر کی طرح رہو یا جیسے راہ چلتا جیسا مسافر سفر میں زیادہ ٹھہرا نہیں کرتا۔ ہردم وطن کو یاد کر کے زاد راہ کی فکر میں رہتا ہے۔ اسی طرح ہر مسلمان کو لازم ہے کہ دنیا سرائے جان کر بیہودہ حرص و ہوا کو گرا کر اصلی وطن کا سامان کرے۔ موت کو یاد رکھے آئی کہ آئی۔

فرمایا رسول اکرم صلعم نے ایسا کوئی گھر نہیں جس میں موت کا فرشتہ دن میں پانچ وقت آتا ہو۔ جس کی باری موت کی آتی ہے اس کی روح قبض کرتا ہے۔ تو اس کے گھر والے روتے ہیں فریاد کرتے ہیں تو موت کا فرشتہ کہتا ہے افسوس تمہارے رونے پر۔ میں نے تمہارا رزق نہیں کم کیا۔ کسی کو اس کے عوض نہیں مارا۔ اور بغیر حکم خداوند کریم یہاں نہیں آیا۔ یاد رکھو میں پھر آؤنگا۔ پھر آؤنگا۔ یہانتک کہ کسی کو نہ چھوڑونگا۔

... ادا ... رضہ فرمایا کرتے تھے کہ جب صبح ہو تو شام کا منتظر نہ رہو۔ شام ہو تو صبح

آرزو مت رکھ۔ صحت کو غنیمت جان۔ سامان آخرت کی نیت سے سب کام کر۔ موت کو یاد کرنے کی بابت بہت حدیثیں وارد ہیں۔ کیا کیا لکھوں۔ یار آشنا جو مر چکے ہیں ان کو ایک ایک کرکے یاد کر۔ عبرت پکڑ۔ مٹی میں انکی صورت کا کیا حال ہے۔ قبر میں کسطرح پڑے ہیں۔ کس طرح اپنی بیویاں اور یتیم بچے چھوڑ کر مر گئے۔ مال و متاع اُن کا کن کے کام آیا اور کس طرح جیتے جی تیری طرح چکر مارتے پھرتے تھے۔ کیسے ہنستے اور کیسی باتیں کرتے تھے اور ایسی تدبیریں کرتے تھے کہ بیس برس تک اُن کی حاجت نہ پڑے۔ حالانکہ موت سر پر قریب کھڑی تھی ؎

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کا پل کی خبر نہیں

انسان اپنے گناہ کے سبب ڈرتا ہے اور موت سے بھاگتا ہے۔ گویا موت آوے ہی نہیں۔ مرنے کے بعد کیا کیا سزا ملیگی۔ اس سے غافل۔ اے انسان سمجھ لے خداوند کریم توبہ قبول کرتے ہیں۔ عاجز ہو کر توبہ کرے پھر اُس کام کو نہ کرے۔ اور ہر دم نادم پشیمان شرمندہ اپنے آپ کو کرے اور کہے تیرے سوا میرا کون یا اللہ کریم۔

حضرت ابو ہریرہ رضہ فرماتے ہیں۔ تین قسم کے آدمیوں کے حال سے تعجب آتا ہے :-

(۱) دُنیا کی محبت میں رات دن مفتون و دیوانہ پھرتا ہے۔ دین کے کام بھول جاتا ہے۔ جانتا بھی ہے کہ مرنا ہے۔

(۲) جو ایسا غافل ہوا کچھ سوچتا نہیں جو خیال آیا وہ کر دکھلایا۔ ہر طرح کے بیہودہ کام کرتا ہے۔ حالانکہ کراماً کاتبین کا ھندوں پر معین ہیں۔

(۳) وہ جو ہمیشہ بے غم و فکر رہتا ہے نہ دُنیا کی فکر نہ آخرت کی فکر حیوان کی طرح کھاتا پیتا ہے۔ ایسے شخص سے اللہ تعالےٰ بہت بیزار ہے۔

بیشک اس شخص نے فلاح پائی جو مسلمان ہوا اور اُس کے گزران کا رزق دیا گیا اور اُس پر قناعت کی۔ شکر گذار رہا۔

فرمایا اللہ تعالےٰ نے وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى۔

جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا اور اپنے نفس کو خواہش سے

Marfat.com

باز رکھا۔ پس بے شک جنت وہی ہے اُس کا ٹھکانا۔
یہ آیت شریف اس بندہ کے حق میں ہے جو اکیلی جگہ کسی گناہ کے کام کا قصد کرے کوئی منع کرنے والا نہ ہو کسی کا ڈر خطرہ نہ ہو تو اس وقت اللہ تعالےٰ سے ڈر کر گناہ کو چھوڑ دے نفس کو خواہشوں سے باز رکھنے کے یہ معنی ہیں کہ جو خواہشات خلاف خداوند کریم و رسول کرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نفس میں پیدا ہوں انہیں دور کرے۔ نہ یہ کہ کل لذات سے بالکل کنارہ کش ہو۔ رہبانیت اسلام میں نہیں۔ نوح کی قوم کو گناہوں ہی نے غرق کیا۔ قوم عاد پر ہوا کا تسلط معصیت کے باعث ہوا۔ ثمود کا چیخ سے ہلاک ہونا اسی گنہگاری سے ہوا۔ قوم لوط علیہ السلام کی بستیوں کا اُلٹایا جانا اور اوپر سے پتھر برسایا جانا شامتِ اعمال سے ہی تھا۔ فرعون کا غرق اسی گناہ کی بدولت ہوا۔ قارون کا زمین میں دھس جانا گناہ ہی کا سبب تھا بنی اسرائیل پر دشمنوں کا غلبہ پانا اور ان کو ہمیشہ کی ذلت نصیب ہونا۔ بعض کا ان میں سے سور بندر بنایا جانا انہیں گناہ کے باعث ہوا۔ مسلمانوں آدھا دین عبادت ہے اور آدھا اپنے آپ کو گناہوں سے بچانا۔ اور کوئی شخص عبادت سے غفلت نہیں کرتا مگر نفس و شیطان کے ورغلانے کے سبب سے گناہ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ○

اور نہیں دُنیا کی موجودہ زندگی مگر ایک قسم کا کھیل یا تماشہ اور بیشک آخرت کا گھر ہمیشہ زندہ رہنے کی جگہ ہے اگر ہو تم جاننے والے۔

حضرت امیر المؤمنین اسد اللہ الغالب علی کرم اللہ وجہٗ کی خدمت میں ایک شخص نے عرض کی۔ میں نے ایک مکان خریدا ہے۔ آپ اس کا بیعنامہ تحریر کر دیجئے فرمایا بیعنامہ کا مسودہ سُن لو پھر قبالہ لکھوا لینا۔

"ایک مکان دھوکہ کھانے والے نے دھوکہ کھائے ہوئے سے مول لیا۔ وہ نہ مکان رہیگا اور نہ مکان والا۔ غافل لوگوں کی گلی میں ہے اوسکی چار حدیں یہ ہیں۔ اوّل حد اس کی موت ہے۔ دوسری حد قبر ہے۔ تیسری حد میدان حشر ہے چوتھی حد معلوم نہیں۔ جنت ہے یا دوزخ" جب یہ مسودہ خریدار نے سُنا روتا ہوا

چلا گیا اور مکان کے خریدنے سے انکار کر دیا۔

مسلمانو! اگر خدا کی بھیجی ہوئی مصیبتوں کو نعمت جانو گے تو موت نہایت اچھی ہوگی۔ حضرت فاطمہؓ کا جنازہ جب رات کو قبر میں اتارا تو حضرت ابوذر غفاری نے اندوہ غم سے قبر سے خطاب کر کے کہا۔ اے قبر تجھے خبر ہے کہ ہم کس کے جنازہ کو لیکر آئے ہیں۔ "یہ بیٹی ہیں رسول اللہ صلعم کی۔ یہ خاتون ہیں جناب علی مرتضیٰ کی۔ یہ والدہ ہیں امام حسنؓ اور حسینؓ کی۔ یہ فاطمۃ الزہرا ہیں جنت کی سردار" قبر سے آواز آئی اے ابوذر۔ قبر حسب نسب بیان کرنے کی جگہ نہیں ہے۔ یہاں تو عمل صالح کا ذکر کرو۔ یہاں تو وہی آرام پائیگا جس کے اعمال صالح زیادہ ہونگے جنکا دل مسلمان ہوگا۔

پیرزادگی بغیر اعمال نیک بیکار رہے۔ اچھے عملوں کا فائدہ بغیر نسب عمدہ کے بے شمار رہے۔

حصّہ نظم

لؤلؤ و المرجان

یعنی آپ کی زبان فیض ترجمان سے نکلے ہوئے انمول موتی

حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ خود شاعر نہ تھے۔ لیکن بیخودانہ اور سرخوش حالت اور عالم وجد میں آپ کی زبان سے اس قسم کے اشعار و غزلیات اور قصائد و رُباعیات نکلتے تھے۔ جن کے ہر ہر مصرع پر غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ محبّت الٰہی اور عشق محمّدی میں پاؤں سے سر تک ڈوبے ہوئے ہیں۔ جو کچھ آپ کہتے تھے۔ یہ بالکل آپ کے دِل کا آئینہ ہوتا تھا۔ اس میں کچھ بناوٹ یا تکلّف کو دخل نہ ہوتا۔ اور سُننے والوں پر آپ کے اُن برمحل اور برجستہ اشعار کا

Marfat.com

اثر اس قدر پڑتا کہ وہ بھی زائل نہ ہوتا۔ بعض بعض اوقات عالم محو اور بیخودی میں ایسے ایسے برجستہ اور پراز بلاغت وفصاحت قصائد پڑھتے کہ سامعین حیران و ششدر رہ جاتے۔ آپ کو اپنی طبیعت کے مناسب اور حسب حال فارسی اردو اور عربی کے شعرائے عالی کلام کا اس قدر کلام یاد تھا کہ اگر سب کو درج کیا جائے تو ایک الگ دفتر بن جائیگا۔ لیکن تاہم جس قدر دستیاب ہو سکا ہے اسے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ امید ہے حقیقت شناس نگاہیں میرے اس کام کی قدر کرینگی۔ آپ کی یاد یہ حسنہ رنگا رنگ دلچسپیوں کا ایک مجموعہ بن گیا ہے۔ مجھے بھی جس قدر مناجاتیں اور مدحیہ رباعیات اور قصائد یاد تھے ان کا انتخاب درج کردیا ہے۔ امید ہے کہ واعظین کرام، صوفیائے عظام اور مدح خوان رسول خیر الانام خصوصیت سے میرے اس کام کی قدر کرینگے۔

حمد

خدا در انتظار حمد ما نیست — محمدؐ چشم بر راہ ثنا نیست
خدا مدح آفرین مصطفٰےؐ بس — محمدؐ حامد حمد خدا بس
مناجاتے اگر باید بیاں کرد — بہ بیتے ہم قناعت میتواں کرد
محمدؐ از تو مے خواہم خدا را — خدایا از تو حب مصطفٰےؐ را

اسم اعظم

اے خدا ساز ندۂ عرش بریں — شام را تو دادی زلف عنبریں
روز را با شمع کافور اے کریم — کردۂ روشن تر از عقل سلیم
خود چہ شیریں است نام پاک تو — خوشتر از آب حیات ادراک تو
نام تو چوں بر زبانم مے رود — ہر بن مو از عسل جوئے شود
اللہ اللہ ایں چہ شیریں است نام — شیر و شکر مے شود جانم تمام
اللہ اللہ ایں چہ نام خوش مذاق — حرف حرفش مے دہد جاں را رواق
اللہ اللہ اَنْتَ لِیْ نِعْمَ الْوَکِیْل — اَنْتَ رَبِّیْ اَنْتَ حَسْبِیْ یا جلیل
اللہ اللہ اسم ذات پاک دوست — اسم اعظم از برائے قرب اوست

Marfat.com

الله الله گو برو تا سقفِ عرش — پیشِ معراجِ تو گردد چرخ فرش

چوں برآرم دم بہ الله الصمد — چرخ نعرہ لَیتَنی کُنتُ زند

اسمِ اعظم است الله العظیم

جانِ جان و مُحیِ عَظمِ رَمیم

سرورِ کونینؐ کی شان و مدح میں

ہمہ انبیاء در پناہِ تو اند — مقیم درِ بارگاہِ تو اند

تو مہرِ منیری ہمہ اختر اند — تو سلطانِ مُلکی ہمہ چاکر اند

خدا کس کو کہتے تھے کیا جانتے تھے — ترے مُنہ سے ذکرِ خدا ہے محمدؐ

جسے کہتے ہیں سب کلامِ الٰہی — وہ تیری زباں سے سُنا ہے محمدؐ

ترا وصل جنت ترا ہجر دوزخ — تری دید - دیدِ خدا ہے محمدؐ

خدایا بدہ شوقِ ذاتِ رسول — بدرودِ محمدؐ مرا کن قبول

شب و روز در عشقِ حضرت بدار — ہمہ عمر در وصلِ جمال گزار

چو بلبل برآں گلُ فدائم کنم — چو پروانہ جلوہ نمائم کنم

حیاتی مماتی ہمہ وقتِ ما — عطا کن وصالِ مرا مصطفٰےؐ

حمد محمودے کہ در جملہ صور — شد با نوارِ محمدؐ جلوہ گر

زانکہ از نورش محمدؐ شد عیاں — گشت از نورِ محمدؐ دو جہاں

در لباسِ احمدی نورِ احد — واسطہ شد خلق را بہرِ رشد

امرِ صَلّوا بہرِ ایں فرمودہ حق — مومناں را بلکہ خود دارد سبق

قدرِ حبِ خود درودِ بر رسولؐ — مبلغ اے غفار از عاجز قبول

بعد حمدِ ذاتِ بیچون و چگوں — پس درود و مظہرِ ایں جملہ چوں

Marfat.com

اے دل بگو بیان زکمالِ محمدی | نیرِ خدا عیاں زکمالِ محمدی
آں جلوہ کہ طور پہ موسیٰ کلیم تافت | شعلہ یکے نشان زجمالِ محمدی
یوسفؑ کہ نیک سیرت وصورت کمال داشت | شد محوِ بے گماں زخیالِ محمدی
شمس و قمر کواکب اہلِ سما ہمہ | پرنور نور شاں زہلالِ محمدی
صدیق یار غار و عمرؓ صاحب وقار | یک خلق دیگراں زجلالِ محمدی
عثمانؓ با حیا زحیائے عظیم شاں | رمزے علیؓ چواں از مجالِ محمدی
اظہرحسن رضا رضائے محمدی | دے کشتہ دشمناں زنہالِ محمدی
واں غوث نامدار کہ گیلان زادشاں | حرفے جلی بیاں زمقالِ محمدی
یارب عطا کنی تو بعادل گدائے خویش | یک جام ارغواں ززلالِ محمدی

رَسُوْلُ اللّٰہِ مَبْعُوْثٌ اِلَی الْکُلِّ | اِلَی الْجِنِّ وَالْاِنْسِ مَا سِوَاہُ

لِکُلِّ نَبِیٍّ فِی الْاَنَامِ فَضِیْلَۃٌ | وَجُمْلَتُہَا مَجْمُوْعَۃٌ لِمُحَمَّدٍ

حسنِ یوسفؑ دمِ عیسےٰ یدِ بیضا داری | آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

دل و جانم فدایت یا محمدؐ | سرِ من خاکپایت یا محمدؐ

زمہجوری برآمد جانِ عالم | ترحم یا نبی اللہ ترحم
زمحروماں چرا فارغ نشینی | نہ آخر رحمۃٌ للعالمینی

عرش است کمیں پایۂ ایوانِ محمدؐ | جبریل امیں خادمِ دربانِ محمدؐ
آں ذاتِ خداوندی کہ مخفی و نہاں بود | پیدا و نہاں گشتہ بچشمانِ محمدؐ

گر نہ بودے ذاتِ پاکت را وجود
کُن نہ گفتے خالقِ ارض و سما

Marfat.com

منم خاک سر کوئے محمدؐ   اسیر حلقۂ موئے محمدؐ

نماز عشق ہر دم مے گزارم   بہ پیش قبلۂ روئے محمدؐ

سجود عشق بازاں است ہر دم   بہ محراب دو ابروئے محمدؐ

اگر چشم بہر روئے است مائل   بود روئے دلم سوئے محمدؐ

جہانِ در خیال لیلۃ القدر   حسنؔ در بند گیسوئے محمدؐ

نعت

محمدؐ پہ حق نے وہ قرآں اتارا   نہ اترے گا جو تا قیامت دوبارا

وہ مخفی جو تھا علم سینہ بہ سینہ   محمدؐ نے سب پر کیا آشکارا

محمدؐ کا رستہ نہ چھوڑو عزیزو   وہی راہنما ہے ہمارا تمہارا

محمدؐ کی مداح دُنیا ہے ساری   محمدؐ کا وصاف عالم ہے سارا

مطیع محمدؐ مطیع خدا ہے   خدا کا ہے پیارا محمدؐ کا پیارا

محمدؐ کی ہے ذات دریائے رحمت   وہ ڈوبا کیا جس نے اُس سے کنارا

محمدؐ ہے پشت و پناہ غریباں   وہی ہے فقط عاجزوں کا سہارا

نہیں جو کہ سائل محمدؐ کے گھر کا   وہ پھرتا رہا دربدر مارا مارا

محمدؐ نے کی اس کی مشکلکشائی   محبت سے جس نے اُسے جا پکارا

تری حاجتیں سب بر آئینگی سرور

رسولِ خدا جب کریگے اشارہ

نعت

ز رحمت کن نظر بر حال زارم یا رسول اللہ   فقیرم بے نوا ہم خاکسارم یا رسول اللہ

ز بوئے زلف مشکینت بسر سودائے خوش دارم   بہ ذوق تیغ ابرو جان نثارم یا رسول اللہ

فتادہ در الم تا آتش سوزاں عشق تو   سپیدم شعلہ ام پر قسم شرارم یا رسول اللہ

جمالِ خود نما مرہم بنہ بر زخمہائے دل   ز ہجرت سینہ ریشم دلفگارم یا رسول اللہ

مرا تا چند داری در بلادِ ہند سرگرداں   سوئے یثرب ببر مشت غبارم یا رسول اللہ

ہمہ تن غرق دریائے گناہم اے شفیع من   بجز تو نیست کس روز شمارم یا رسول اللہ

Marfat.com

دمِ آخر نمائی جلوۂ دیدار طالب را
ز لطفِ تو ہمیں امیدوارم یا رسول اللہ

نعت

خطِ سبز و لبِ لعل و رُخِ زیبا داری — آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری
شیوۂ شکل و شمائل حرکات و سکنات — حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری
تا تبسم نکنی عقل نہ گوید ہرگز — کاندریں آبِ خضر لولوئے لالہ داری
عقل و دین و دل و جاں بردی ہم صبر و قرار
دیگر از خسرو بیدل چہ تمنا داری

نعت

یا محمد ہست قرآں روئے تو — مد بسم اللہ خط ابروئے تو
قامتِ تو فوجِ وحدت را نشاں — تیغ قتل ما سوا ابروئے تو
سجدہ گاہِ معنی آگاہان راز — طاق محراب زخم ابروئے تو
دست تو درماندگاں را دستگیر — ناخدائے بیکساں بازوئے تو
جلوہ گاہِ شاہد وحدت دلت — معدن نورِ ہدیٰ پہلوئے تو
بلبلاں پر شوق روبت نعرہ زن — گل گریباں چاک رنگ و بوئے تو
اے شفیع رحمت للعلمین — چشم امید دو عالم سوئے تو
عالم از سیر گلستانِ ارم
پائے در زنجیر بہ درکوئے تو

نعت

نسیما جانبِ کوئش گزر کن — بگو ان نازنین شمشاد مارا
بہ تشریفِ قدوم خود زمانے — مشرف کن خراب آباد مارا
کہ بے تشریف تو اسباب شادی
نشاید خاطرِ ناشاد مارا

نعت

وصلے اللہ علے نورے کزو شد نورہا پیدا — زمیں از حبِ او ساکن فلک در عشق او شیدا
محمد احمد و محمود وے را خالقش بستود — ازو شد بود ہر موجود ازو شد دیدہا بینا

Marfat.com

اگر ذاتِ محمد را نیاورد بے شفیع آدم　　نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نجینا
نہ ایوب از بلا راحت نہ یوسف حشمت وشوکت　　نہ عیسیٰ آں مسیحا دم نہ موسیٰ آں ید بیضا
دو چشم نرگسینش را کہ مازاغ البصر خوانند　　دو زلفِ عنبر بیزش را چو واللیلِ اذا یغشیٰ

زشرح سینہ اش جامی الم نشرح لک برخواں
زمعراجش چہ میپرسی کہ سبحان الذی اسریٰ

نعت

دلا خاک رہ کوئے محمد شو محمد شو　　زہر کوئے بیا سوئے محمد شو محمد شو
بہ ہر دم سجدۂ جاں سوئے ابروئے محمد کن　　بہ روئے قبلۂ روئے محمد شو محمد شو
تجرد پیشہ گیر از قید عالم وارہاں خود را　　اسیر حلقۂ موئے محمد شو محمد شو
باخلاق الٰہی متصف بودن اگر خواہی　　سراپا سیرت و خوئے محمد شو محمد شو
بکن خالی مشام از بوئے گلہائے جہاں بیدل　　بیا دلدادۂ بوئے محمد شو محمد شو

نماز اندر دلت گر مہر عرفاں خدا باشد
فدائے جان و دلجوئی محمد شو محمد شو

نعت

پیش از ہمہ شاہاں غیور آمدۂ　　ہر چند کہ آخر بظہور آمدۂ
اے ختم رسل قرب تو معلوم شد　　دیر آمدۂ زراہ دور آمدۂ

اے احمدِ مرسل شرف ہر دو سرا　　اعمیٰ شود از خاک در تو بینا
آنی کہ بہ شانِ تو بانسان و ملک　　حق گفت بگو وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

آراستہ گردد چو قیامت رصف　　عالم شود از افسردگی جملہ تلف
واللہ بایں شگفتہ روئی آندم　　آئی چو گل و گل شفاعت برکف

نعت

ہے جسم محمد سراجاً منیرا　　کہ ہے شان میں جسکے ذکراً کثیرا
خدا نے ہماری ہدایت کی خاطر　　محمد کو بھیجا بشیراً نذیرا

Marfat.com

کہا اس کے دشمن کے حق میں خدا نے | قبلا عو ثبورًا و یصلی سعیرا
منافق مخالف کے حق میں خدا نے | کہا ہے جہنم وساءت مصیرا
محمد کی امت کو بخشی خدا نے | وہ جنت صفت جسکی ملکاً کبیرا
مکاں موتیوں کے حسین حور و غلماں | ہوا ایک شمساً و لا زمہریرا
محمد کا معبود سبحان اکبر
فصلو علیہ کثیرًا کثیرا

مرحبا سید مکی مدنی العربی | دل و جاں باد فدا یت چہ عجب خوش لقبی
من بیدل بجمال تو عجب حیرانم | اللہ اللہ چہ جمال است بدیں بوالعجبی
چشم رحمت بکشا سوے من انداز نظر | اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی
نسبتے نیست بذات تو بنی آدم را | زانکہ از آدم و عالم چہ کہ عالی نسبی
ما ہمہ تشنہ لبانیم و توئی آب حیات | رحم فرما کہ ز حد میگذرد تشنہ لبی
شب معراج عروج تو ز افلاک گذشت | بمقامے کہ رسیدی نرسد ہیچ نبی
ذات پاک تو کہ در ملک عرب کردہ ظہور | زاں سبب آمدہ قرآن بزبان عربی
نخل بستان مدینہ ز تو سر سبز مدام | زاں شدہ شہرہ آفاق شیریں رطبی
نسبتے خود بسگت کردم و بس منفعلم | زانکہ نسبت بسگ کوئے تو شد بے ادبی
عاصیانیم ز ما نیکئے اعمال مپرس | سوئے ما روئے شفاعت بکن از بے سببی
بر در فیض تو استادہ بصد عجز و نیاز | رومی و طوسی و ہندی و مدنی و عربی
سیدی انت حبیبی و طبیب قلبی
آمدہ پیش تو قدسی پے درماں طلبی

محمد باعث کل آفرین است | محمد مہبط روح الامین است
محمد رونق فرش زمین است | محمد جالس عرش برین است

پیشوائے است صدر المرسلین | امتاں اوست بیک المؤمنین
ہست از پیغمبراں از خوب تر | امتت او از ہمہ محبوب تر

Marfat.com

یک زمانہ صحبتِ با اولیا
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

مناجاتیں اور دعائیں

بندگی دکھلانے کو مت کیجئے
عاشقی کہلانے کو مت کیجئے

جو کہ عمل ہو برائے خدا
سب ہیں ملحوظ ہو برضائے خدا

دم بدم اس کی ہی رہے جستجو
اور نہ مطلق رہے کچھ آرزو

یاد میں سب اسکی بھلا دیجے
رنگ محبت کا دکھلا دیجے

ظاہر و باطن ہو برائے خدا
کیا ہیں خدا سے نہ سوائے خدا

دیدۂ بینا ہو ہر اک موئے تن
محو سجدے رہے روح و بدن

اے میرے مولا میرے والی ولی
کر عطا مجھکو بہ طفیلِ نبی

جو کہ ہیں مسلماں بھائی میرے
فضل سے سب کو یہ رتبہ تو دے

ہا بجز تیرے معبود نہ کوئی تو ہی اک خدایا . اللہ اکبر شان تیری

الٰہی عاصیم استغفر اللہ
توئی فریاد رس الحمد للہ

ندارم ہیچ توشہ اندریں راہ
بجز لا الٰہ الا ہو [illegible]

کریما بہ بخشائے بر حالِ ما
کہ ہستم اسیر کمند ہوا

ندارم بغیر از تو فریاد رس
توئی عاصیاں را خطا بخش و بس

نگہدار ما را ز راہِ خطا
خطا در گذار و صوابم نما

خیالِ غیر از من دور گردان
بدردِ عشق خود رنجور گردان

خیالِ غیر از من دور دارم
بہ بخشش اندر آں کہ من امیدوارم

حدیثِ مصطفیٰ صورت ہے قائم
کلام اللہ [illegible] بر زبانم

دلِ ما چند احکام شریعت
دلِ آگاہ از راہِ طریقت

شب و روز و شام و صد بامداد
ز یاد تو ہی از ہر چہ دارم بیاد

چو اوّل شب آہنگِ خواب آورم
بہ تسبیح تا صبح تاب آورم

Marfat.com

چو در نیم شب سر بر آرم زخواب | ترا خوانم و ریزم از دیدہ آب
وگر بامداد دوست را ہم بہ گشت | ہمہ روز تا شب بپا ہم بہ گشت

(متفرق اشعار جو حضرت میاں صاحب دعا کے وقت پڑھا کرتے تھے)

۱ مائیم پُر گناہ تو دریائے رحمتی | جائیکہ فضلِ تست چہ باشد گناہِ ما
۲ یارب از سودائے خود دل ریش دار | زندہ را مُردہ بعشقِ خویش دار
۳ سنجلائے کرکے سب تن من جلا دے | جو دکھانا کل ہو آج ہی دکھا دے
۴ خداوندا مسلمانم مسلمانی نمیدانم | ولیکن چوں مسلمانم مسلمان دار یا اللہ
۵ جز تو ہیچ کے بر آرد بندہ دست | ہم دعا و ہم اجابت از تو ہست
۶ چو خواہم از تو روز و شب داوری | مکن شرمسارم دراں داوری
۷ چشم دل از نعیم دو عالم بستہ ایم | مقصود ما ز دنیا و عقبےٰ توئی و بس
۸ چوں تو پنہاں شوی از من ہمہ تاریکی کفرم | چوں تو پیدا شوی بر من مسلمانم بجانِ تو
۹ اے خدا تو کریمی و رسول تو کریم | چہ خوب است کہ مائیم میان دو کریم

مناجات

الٰہی واقفی بر حالِ زارم | ہمیں دانم کہ جز تو کس ندارم
الٰہی کردہ ام بسیار تقصیر | وزاں حضرت بغایت شرمسارم
الٰہی غرق ام در بحرِ عصیاں | بدستِ رحمت افگن بر کنارم
الٰہی رفتہ ام در خوابِ غفلت | مدہ بیداری زیں کار و بارم
الٰہی گر بخوانی ور برانی | تو دانی بندۂ بے اختیارم
الٰہی نفس شیطاں در کمین است | ز تقویٰ و عبادت کن حصارم
الٰہی از کمال لطف بپذیر | دلِ سوزان و چشمِ اشکبارم
الٰہی بر یکے گفتن مدد بخش | کہ تا من جاں بہ آسانی گزارم
الٰہی چوں دریں جا رستہ کردی | قیامت ہمچناں اُمید وارم
الٰہی راہ مرداں سخت راہ است | تو آساں بگذراں زاں راہگذارم
الٰہی چوں عزیزم کردی امروز | مکن فردا بروئے خلق خوارم
الٰہی روز شبے در منزلِ گور | بہ لطفِ خویش گرداں غمگسارم

Marfat.com

الٰہی برکشا از غیب راہے — کہ چندیں سال و ماہ در انتظارم

الٰہی خاطرم را جمع گرداں — کہ مسکین و پریشاں روزگارم

الٰہی بر جنید ایماں نگہدار — کہ اینست حاصل جاں اعتبارم

مناجات خواجہ بختیار کاکیؒ

ز شرِ نفس امارہ نگاہم دار یا اللہ — ہوائے حرص نفسانی ز من بردار یا اللہ

نہ دُنیا دوست میدارم نہ عقبیٰ را خریدارم — مرا چیزے نمے باید بجز دیدار یا اللہ

یقیں خود را نمیدانم کہ گبرم یا مسلمانم — نہ در اسلام شایانم نہ در کفار یا اللہ

راہ دور است در پیشم ندارم توشۂ دوشم — بہ بخش از رحمتِ خویشم توئی غفار یا اللہ

بمن درویش مسکینم نہ در دنیا نہ در دینم — بروں از خرقہ پشمینم دروں زنار یا اللہ

چو جانم بر کنی از تن شود بیزار خلق از من — دراں ساعت جدا از من مشو بیزار یا اللہ

ازاں تنگی و تاریکی کہ اندر قبر مے باشد — فراخی بخش و روشن کن تو از انوار یا اللہ

من کاکی چہ بد کردم ہر انچہ ناسزا کردم — مکن چوں کاک رخ زردم دراں بازار یا اللہ

مناجات از شرف الدین بخاریؒ

از درد بے قرارم فریاد رس الٰہی — کس نیست جز تو یارم فریاد رس الٰہی

مسکین و دردمندم سوزندہ چوں سپندم — جز بر تو دل نہ بندم فریاد رس الٰہی

تلخ است زندگانی زہرم شدہ جوانی — تدبیر ما تو دانی فریاد رس الٰہی

دیدم بسے بلاہا کردم بسے خطاہا — بر نفس خود خطاہا فریاد رس الٰہی

بیچارہ و فقیرم در دستِ غم اسیرم — یک ذرہ حقیرم فریاد رس الٰہی

چوں رحمت تو آید زحمت ز من رباید — صحت لقا نماید فریاد رس الٰہی

ہر درد را دوائی ہر رنج را شفائی — از تو کنم گدائی فریاد رس الٰہی

ہستم شکستہ خاطر در طاعت تو قاصر — ہستی خدائے قادر فریاد رس الٰہی

سلطان بے وزیری خلاق بے نظیری — رزاق دستگیری فریاد رس الٰہی

ہم عالمُ الغیوبی ہم ساترُ العیوبی — ہم غافرُ الذنوبی فریاد رس الٰہی

معبود بے زوالی موجود با کمالی — مقصود لایزالی فریاد رس الٰہی

Marfat.com

هرچ از تو شد معلق فرمان تست مطلق / هستی خدائے برحق فریادرس الٰہی

دردِ مرا دوا کن زحمت زمن جدا کن / ایماں بمن عطا کن فریادرس الٰہی

مشتے ضعیف خاکم در معرض ہلاکم / بسیار دردناکم فریادرس الٰہی

ترسندہ از عذابم سوزندہ از حسابم / بیروں کن از عقابم فریادرس الٰہی

پیمان بسے ببستم عہدے بسے شکستم / با ہر بدے نشستم فریادرس الٰہی

از تو کرم ہزاراں از من گناہ ہزاراں / غم ہا رسیدہ پایاں فریادرس الٰہی

گرچہ گناہ کردم لا تقنطوا ست وردم / گویم ہماں بہ ہردم فریادرس الٰہی

نام شرف چو دارم تشریف دہ خرامم
ایمان بتو سپارم فریادرس الٰہی

مناجات خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ

ز شرِ نفسِ امارہ نگاہم دار یا اللہ / ہوائے غیر را کلی ز من بردار یا اللہ

کریما از کرم ما را بدہ توفیق بر طاعت / مرا از لطف خود ضائع فرومگذار یا اللہ

اگرچہ من گنہگارم ترا غفار میدارم / ببخشا جرم عصیانم توئی غفار یا اللہ

گناہے کہ من کردم خداوندا تو میدانی / تواں را ستر کن بر من توئی ستار یا اللہ

انا العاصی کثیر الذنب فاغفر کل ذنب لی / ویوم الحشر احشرنی مع الابرار یا اللہ

الٰہی سخت مشتاقم ز بہر شوق دیدارت / ز فضل خویش روزی کن مرا دیدار یا اللہ

ز بس تا با گنہگارم گناہے بے عدد دارم / رہائی دہ ازیں کارم بہ استغفار یا اللہ

چو وقتِ نزع جاں آید ملائک روئے بنماید / در آندم فضل تو باید بہ استظہار یا اللہ

بغفلت رفت عمرِ من چنانستے کہ در خواہم / کنوں از بہر ذکرِ خود بکن بیدار یا اللہ

یکے گویم یکے دانم یکے در دل گرہ بستم / بدل تصدیق دارم از زباں اقرار یا اللہ

ازاں تنگی و تاریکی کہ اندر قبر مے باشد / فراخی بخش و روشن کن تو از انوار یا اللہ

رحیما قبر ایں مسکیں بگرداں روضہ جنت / بگرداں خوابگاہے از سقر یا نار یا اللہ

مرا از درد و بیماری ز فضل خود نگہداری / بہ رحم خویش کن یاری بہ تن بیمار یا اللہ

گواہی مید ہم حقا کہ جز تو نیست معبودے / زباں با دل موافق شد بہ من گفتار یا اللہ

نہال باغ دل را ایماں ہمیشہ تازہ تر گرداں / ز آب رحمتش پرور کہ گیرد بار یا اللہ

Marfat.com

جوابم را تو تلقین کن جواب گور حق آید — چو بیہوشی رسد آنجا کنی ہشیار یا اللہ
امید مغفرت دارم تو ستاری و غفاری — ولیکن باز سے ترسم توئی قہار یا اللہ
بروز حشر در محشر نے دانم چہ خواہد شد — مکن شرمندہ و رسوا دران بازار یا اللہ
ندارم ہیچکس مونس کہ در گورم بکار آید — ندارم توشہ از تقوی نہ نیکو کار یا اللہ

شکستہ دل ہے نالد نصیر الدین بہ درگاہت
بدہ رحمت فراواں کن کرم بسیار یا اللہ

رباعیات

یارب بر اہیم ز حرماں چہ شود — راہے دہیم بکوئے عرفاں چہ شود
بس گبر کہ از رحم مسلماں کردی — یک گبر دگر کنی مسلماں چہ شود (نظیری)

رباعی

یارب از معصیت تبہ شد حالم — زیں در دیر آستانات سے نالم
از قہر بسوز خرمن عصیانم — وز لطف بشو نامہ اعمالم ([illegible])

رباعی

اے واقف اسرار ضمیر ہمہ کس — در حالت عجز دستگیر ہمہ کس
یارب تو مرا توبہ دہ و عذر پذیر — اے توبہ دہ و عذر پذیر ہمہ کس ([illegible])

رباعی

یارب تو مرا بآتش قہر مسوز — در خانہ دل چراغ ایماں افروز
ایں خلعت بندگی کہ شد پارہ ز جرم — از راہ کرم برشتہ عفو بدوز ([illegible])

رباعی

یارب دل فارغ و تن آگاہ دہ — دستے ز گریبان امل کوتہ دہ
یکبار ز محروم کن از قید ہمہ — نزدیک خود از رہے کہ دانی رہ دہ (خواجہ عبداللہ انصاری)

رباعی

افعال بدم ز خلق پنہاں مے کن — دشوار جہاں بر دلم آسان مے کن
امروز خوشم بدار و فردا با من — آنچہ از کرم مے سزد آں مے کن

(سرمد)

Marfat.com

رُباعی

اے آنکہ دوائے دردمنداں دانی / درمان و علاج مستمنداں دانی
احوال دل خویش چہ گویم با تو / ناگفتہ تو ہزار چنداں دانی

رُباعی

من بے تو دلے قرار نتوانم کرد / احسان ترا شمار نتوانم کرد
گر بر تن من زباں شود ہر موئے / یک شکر تو از ہزار نتوانم کرد

رُباعی

اے آنکہ بملک خویش پایندہ توئی / در ظلمت شب صبح نمایندہ توئی
کار من بیچارہ قوی بستہ شدہ / بکشائے خدایا کہ کشایندہ توئی

رُباعی

اے در صفت ذات تو حیران کہ و مہ / وز ہر دو جہاں خدمت درگاہ تو بہ
علت تو شناسی و شفا ہم تو دہی / یا رب تو بفضل خویش بستان و بدہ

رُباعی

یا رب شدہ ام تبہ بیامرز مرا / شد روئے دلم سیاہ بیامرز مرا
دردا کہ بجز گنہ نکردم کارے / بخشندۂ ہر گناہ بیامرز مرا

رُباعی

پاکی و منزہی و بے ہمتائی / کس را نرسد ملک بدین زیبائی
خلقان ہمہ خفتہ اند و رہا بستہ / یا رب تو بلطف بما بکشائی

رُباعی

نے تخت نہ من تاج شہاں میخواہم / نے خاتم و نے مہر و نشاں میخواہم
مہر تو بدل زماں زماں مے خواہم / درد غم تو جہاں جہاں مے خواہم

رُباعی

اے جملہ بیکساں عالم را کس / یک جو لطفت تمام عالم را بس
من بیکسم و کسے ندارم جز تو / از لطف بفریاد من بیکس رس
دارم دلکے غمیں بیامرز و مپرس / صد واقعہ در کمیں بیامرز و مپرس
شرمندہ شوی اگر بپرسی عملم / اے اکرم اکرمیں بیامرز و مپرس

Marfat.com

مناجات از حضرت بوعلی شاہ قلندرؒ

یا الٰہی چشم بینائی بدہ — در سرم از عشق سودائی بدہ
آتش افگن در دلم مانند طور — شعلہ برخیزد و گردد زنگ دور
سالہا شد از تو میخواہم ترا — حاجتم را چوں نمے سازی روا
از لسان الغیب ایں گردد نوید — از درِ تو کس نگشتہ نا امید
ہر کہ بر درگاہِ تو رو آورد — نا امید از درگہ تو چوں رود
ہر کہ آید بر درت امیدوار — شاہد مقصود یابد در کنار
اے خدائے من بحق مصطفیٰ — از طفیلِ حرمت آلِ عبا

روز محشر دار با آلِ رسولؐ
از طفیلِ مقبلاں گرداں قبول

عارفانہ کلام

۱ صد کتاب و صد ورق در نار کن — جان و دل را جانبِ دلدار کن
۲ اے درونِ جان و جاں از تو بیخبر — از تو جہاں پُر است جہاں از تو بے خبر
۳ خدایا خودی سے بچا لو مجھے — فقط اپنا بندہ بنا لو مجھے
۴ عاشقِ حقی و بینی غیر را — کعبہ مے جوئی و سازی دیر را
۵ ہفت دریا گر بنوشم تر نگردد کام من — شربتِ دیدار باید تشنۂ دیدار را
۶ قلم بشکن سیاہی ریز و کاغذ سوز دم درکش — حسن ایں قصۂ عشق است کہ در دفتر نمیگنجد
۷ خدا دیدن کسے را نیست دشوار — خدا خواہی وجودِ خویش بگذار
۸ تا نیفتد بر تو مردے را نظر — از وجودِ خویش کے یابی خبر
۹ آگ تھے ابتدائے عشق میں — اب ہوئے خاک انتہا ہے یہ
۱۰ اللہ فریدا کوک توں جب کر راکھا جوار — جبتک ٹانڈا نہ گرے تب تک حال پکار
۱۱ نشاں کیا کیا دکھائے تو نے یار بے نشاں ہو کر — عیاں کیا کچھ کیا تو نے اے خالق نہاں ہو کر
۱۲ وَفِی کُلِّ شَیْءٍ لَہٗ شَاہِدٌ — یَدُلُّ عَلٰی اَنَّہٗ وَاحِدٌ

Marfat.com

تصور دل میں رکھے ذات حق کا
بہر وقت و بہر حال و بہر جا

زباں خاموش ہو پر دل میں جاری
رہے ہر وقت ذکر ذات باری

نہ بھولا ہوں نہ بھولوں گا حشر تک میں کبھی تم سے
مرے جو جوڑے قاتل تری تلوار میں آئے

اگر بخشے زہے قسمت نہ بخشے تو شکایت کیا
سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

دیکھیں اسے ہے وہ اس لقا سے بھی ورا
ہو جلوہ نما ہے اس ادا سے بھی ورا

جو وہم میں دید میں گمان میں آوے
وہ اس سے ورا ہے بل ورا سے بھی ورا

ہو فنا ذات میں کہ تو نہ رہے
تیری ہستی کی رنگ و بو نہ رہے

اسقدر ڈوب اس میں اے صابر
کہ بجز ہو کے غیر ہو نہ رہے

ما در دو جہاں غیر خدا یار نداریم
جز یاد خدا ہیچ دگر کار نداریم

درویش فقیریم دریں گوشۂ دنیا
با نیک و بد و خلق جہاں کار نداریم

ما مست صبوحیم زمیخانۂ توحید
حاجت بمے بادہ خمار نداریم

با جامۂ صد پارہ و با خرقۂ پشمیں
بر خاک نشستیم و ازیں عار نداریم

گر یار وفادار نداریم عجب نیست
ما یار بجز حضرت جبار نداریم

ما شاخ درختیم بہ از میوۂ توحید
ہر رہگذر سنگ ز ندعار نداریم

ماتم زدگانیم دریں گوشۂ دنیا
چوں زاغ گذر بر سر مردار نداریم

بنگر تو دل خستۂ شمس الحق تبریز
ما جز ہوس دیدۂ دیدار نداریم

اے کہ بودی در حریم لامکاں
چوں جدا گشتی بگو راز نہاں

پاک بودی در حریم کبریا
از چہ پیدا شد ترا حرص و ہوا

خوش خرامیدی تو از کتم عدم
خوش نہادی بر سر ہستی قدم

گاہ در دوزخ روی سازی مقام
گاہ در جنت روی اے خوشخرام

گاہ کنی جلوہ در اقلیم فنا
گاہ روی در عالم ملک بقا

جان من با من بگو اسرار خویش
چشم دل روشن کن از دیدار خویش

Marfat.com

مرض الموت اور وفات

ہر آنکہ زاد بنا چار خواہد نوشید
ز جام دہر مئے کل من علیہا فان

دنیا میں جس نے قدم رکھا ہے اُسے ایک نہ ایک روز موت کا تلخ اور ہلاکت آفرین ساغر ضرور منہ سے لگانا پڑے گا۔ اس دنیا کی ساری چیزیں ایکدن صفحۂ ہستی سے مٹ جانے والی ہیں۔ ہر انسان کو معلوم ہے کہ جو کچھ وہ کر رہا ہے یا آئندہ کریگا۔ اُس کا نام و نشان تک مٹ جائیگا۔ دنیا کا ایک ذرہ ذرہ اس کی ناپائداری اور بے ثباتی پر گواہ ہے۔ بڑے بڑے خدا کے پیارے اور برگزیدہ بندے دنیا میں آئے مگر بالآخر چند روز مسافرانہ زندگی بسر کرکے انہیں اپنے اصلی مرکز کی طرف رجوع کرنا پڑا۔ بڑے بڑے عظیم الشان بادشاہ اور مشہور و نامور نامدار جن کی سطوت و جبروت کے پُرشوکت و شاندار جھنڈے دنیا کے چاروں کونوں میں گڑے نظر آتے تھے۔ موت نے انہیں ایسا گمنام کیا کہ آج اُن کا نام و نشاں بھی نہیں ملتا ؎

رہینگے پھول نہ پھولوں میں رنگ و بُو باقی — رہے گا اے میرے معبود ایک تو باقی
بقا کسی کو نہیں ہو کوئی ولی کہ نبی — یہ سب تجھی پہ مٹینگے رہیگا تو باقی

اگرچہ دنیا کی بے ثباتی اور ناپائیداری کا المناک اور دل بجھا دینے والا خیال برقی قوت بن کر تمام جہان میں دوڑ رہا ہے اور زمانہ اپنے حیرتناک انقلابات کے نمونے مشاہدہ کرا کے یہ سبق پڑھا رہا ہے کہ دنیا ایک بے حقیقت چیز ہے اور جینا مرنا ایک معمولی بات ہے۔ اس پر خوش ہونے اور اس پر رنج کرنے کی کوئی وجہ نہیں لیکن صاحو جب کوئی خدا و خلق کا محبوب دنیا سے اٹھ جاتا ہے تو پتھر کا دل بھی آنسو بہائے بغیر نہیں رہتا حقیقت میں حضرت میاں صاحب کا انتقال کوئی معمولی انتقال نہیں۔ جس جس کے کان میں حضرت میاں صاحب کے انتقال کی جانگزا خبر پہنچی اور معلوم ہوا کہ آپ دنیا سے منہ موڑ کر خداوندی رحمت اور اس کی جنت میں انتقال کر گئے ہیں۔ وہ ایسے قلق اور اضطراب میں گرفتار ہوا جو جگر کو پاش پاش کئے دیتا ہے آپ کی شریف و مقدس ذات سے تمام پنجاب کو عموماً اور شرقپور شریف کو خصوصاً

Marfat.com

مخر و ناز حاصل تھا۔ یہی ایک فرید عصر اور یگانہ روزگار تھے۔ جن کی بدولت شرقپور شریف کی چوکھٹ کو بوسہ دیا جاتا تھا۔ اور اس وجود مقدس کی بدولت شرقپور کو شرقپور شریف کا لقب میسر آیا۔ اور یہاں کے باشندے جس جگہ بھی جائیں نہایت قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ حیف صد حیف اے دنیائے دوں

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ○

اسباب مرض حضرت میاں صاحب کی طبیعت اوائل عمر کی ریاضت و زہد اور نفس کشی و مجاہدہ کی وجہ سے دیر سے نہایت کمزور ہو چکی تھی۔ لیکن گزشتہ دو تین سال سے آپ کے اعضاء پر ضعف کا نہایت نمایاں اثر ہو گیا۔ جب تک بدن میں طاقت رہی۔ آپ پانچوں نمازیں مسجد میں باجماعت ادا کرتے رہے۔ لیکن گزشتہ دو تین سال سے صرف جمعہ کی نماز پڑھاتے۔ وفات سے دو تین ماہ پہلے یہ حالت ہو گئی کہ نماز جمعہ سے بھی رہ گئے۔ ضعف و نقاہت یہاں تک بڑھ گیا کہ اندر سے باہر اور باہر سے اندر جانا آپ کے لئے ایک مصیبت کا سامنا ہو گیا۔ جب متواتر تین جمعے مسجد میں نہ گئے تو احباب میں ایک تہلکہ مچ گیا۔ خود زار و قطار روتے تھے اور فرماتے تھے کہ میرے ایسے جینے سے موت بہتر ہے۔ لوگ دُور دُور سے جمعہ کی نماز میں شرکت کے لئے مسجد میں آتے ہیں اور میں بے حس و حرکت یہاں گھر پڑا ہوں۔ اطبا اور ڈاکٹروں نے مشورہ دیا کہ آپ تبدیلی آب و ہوا کے لئے کشمیر جائیں۔ چنانچہ آپ نے شرقپور کے دوکانداروں کے لین دین کا تمام حساب بے باق کر دیا اور اپنے مندرجہ ذیل

سفر کشمیر پانچ خدام کے ہمراہ سرینگر تشریف لے گئے :۔

(۱) مولوی دین محمد فیض پوری (۲) سید نور حسن شاہ صاحب (۳) مولوی خدا بخش صاحب لاہوری (۴) مولوی سراج الدین صاحب (۵) مستری کرم دین صاحب ○

سری نگر میں جناب شیخ محمد حسین المعروف ہری صاحب کے ہوٹل میں صرف چار یوم تک قیام کیا۔ جناب شیخ محمد حسین المعروف ہری صاحب ایک نومسلم انگریز ہیں اور حضرت میاں صاحب قدس سرہ کے قدیمی عقیدت مندوں میں سے ہیں۔ میاں صاحب قدس سرہ کی زیارت کے لئے شرقپور متعدد بار تشریف لا چکے

Marfat.com

ہیں۔ حضرت میاں صاحب کو اس حالت میں دیکھ کر ان پر رقت طاری ہو گئی اور اسی وقت میاں صاحب رحمۃ اللہ کی بلائیں لینی شروع کر دیں۔ جب تک میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ وہاں رہے آپ کی (اقدس سرہ العزیز) اور آپ کے ہمراہیوں کی اس قدر خدمت کی جو احاطۂ تحریر سے باہر ہے۔ چار روز کے بعد آپ کی طبیعت اکتا گئی۔ ہلکا سا بخار بھی ہو گیا۔ آخر واپس لاہور تشریف لے آئے۔ اور تین روز تک سر میاں محمد شفیع کی کوٹھی واقعہ مزنگ روڈ پر ٹھہرے رہے۔

علاج لاہور کے چوٹی کے حکیم اور ڈاکٹر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے معالج رہے جب کچھ افاقہ نہ ہوا اور مرض بخار نے اشتداد پکڑا۔ تو شرقپور واپس آ گئے۔ جناب حکیم سید علی احمد صاحب نیر واسطی پروفیسر طبیہ کالج لاہور جناب حاذق الملک حکیم سید ظفریاب صاحب مستند دہلوی مقیم لاہور۔ حکیم احمد علی صاحب قصوری۔ حکیم محمد یوسف صاحب لاہوری اور ڈاکٹر محمد یوسف صاحب اسسٹنٹ سول سرجن۔ ڈاکٹر حاکم دین صاحب اسسٹنٹ سول سرجن میو ہسپتال لاہور نے متفقہ اپنے یونانی و انگریزی طریقہ کے مطابق تائیفائیڈ فیور (تپ محرقہ یطنی) تشخیص کر کے شاہانہ نسخہ جات استعمال کروائے مگر سب بے سود ثابت ہوئے۔

ہذیان و غشی آپ رحمۃ اللہ علیہ پر غشی کے دورے بکثرت طاری ہونے شروع ہو گئے۔ کیا غشی کے عالم میں اور کیا افاقہ میں سوائے قرآن پاک کی تلاوت اور درود شریف کے اور کوئی لفظ آپ رحمۃ اللہ کی زبان پر نہ آتا۔ اگرچہ بات کے وقت آپ رحمۃ اللہ کی زبان لڑکھڑاتی تھی۔ مگر الحمد شریف اور سورہ اخلاص نہایت صحیح پڑھتے۔ اس حالت میں بھی فریضہ دعوت و تبلیغ کو نہیں بھولے۔ نماز کی نہایت شدت سے تاکید فرماتے کبھی ہذیان کے عالم میں وعظ کرتے۔ موت سے کوئی پندرہ سولہ روز پہلے آپ نے بجائے پنجابی کے اردو بولنا شروع کر دیا۔ حالانکہ اس سے پہلے آپ کو کبھی کسی نے اردو بولتے نہیں سنا۔ کیا بیہوشی اور کیا ہوش کے عالم میں اردو زبان میں ہی گفتگو کرتے۔ اس بیہوشی کے عالم میں بھی اشاروں سے نماز ادا کر لیتے۔

وصیت نامہ وفات سے چند روز پیشتر میاں غلام اللہ صاحب اپنے چھوٹے بھائی کو بلایا

اور سید نور حسن شاہ اور بابا عبداللہ فیروز پوری کے روبرو یہ وصیت کی :-

"گھبرانا نہیں۔ نمازوں کی خدمت میں کوتاہی نہ کرنا۔ جمعہ کی نماز خود پڑھانا۔ اور باقی نمازیں اور مسجد کا اہتمام میاں ابراہیم صاحب اور حاجی عبدالرحمٰن صاحب کے سپرد کر دینا۔ جمعہ کی نماز کے علاوہ اور بھی وقتاً فوقتاً مسجد میں جاکر نماز پڑھانا۔ اس کے ساتھ تلقین وارشاد کی اجازت بھی مرحمت فرما دی گئی۔ آپ عصا ٹیک کر زنانخانہ میں گئے اور سب کو الوداعی پیار دیا۔ اور فرمایا کہ اب میں گورستان ڈاہراں والے جانا چاہتا ہوں۔ دوشنبہ کے روز ۳ ربیع الاول ۱۳۶۲ھ مطابق ۲۰ اگست ۱۹۴۲ء کو جیسے جیسے دن چڑھتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ پر بار بار غشی طاری ہوتی تھی۔ آپ نے فرما بھی دیا کہ آج میں رخصت ہو جاؤں گا۔ ہچکی اور سینہ کی گھرگھراہٹ شروع ہو گئی۔ اس عالم میں سورہ اخلاص کی تلاوت سننے والے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے لبوں کی جنبش سے سنتے تھے۔ آخر رات کے ساڑھے گیارہ بجے

وفات آپ رحمۃ اللہ علیہ کی روح پاک قفسِ عنصری سے پرواز کر کے عالم قدس میں پہونچ گئی اور یہ آفتاب روحانی اپنی عمر کے پینسٹھ مرحلے طے کرنے کے بعد روپوش ہو گیا ؎

حجاب کثرت از ہم بر دریدہ بخلوت گاہ وحدت آرمیدہ
رہ وہم وخرد بر خویش بستہ بحق پیوستہ واز خویش رستہ

انتقال کے وقت مندرجہ ذیل اصحاب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی چارپائی کے گرد بیٹھے ہوئے زار و قطار رو رو کر تسبیح و تہلیل پڑھ رہے تھے :-

(۱) حاجی عبدالرحمٰن صاحب مقیم مسجد میانصاحب (۲) میاں محمد ابراہیم صاحب قاری امام مسجد میاں صاحب (۳) حافظ واحد بخش صاحب لائل پوری (۴) مولوی غلام اللہ صاحب برادر حقیقی میاں صاحب (۵) مولوی دین محمد صاحب خادم خاص (۶) مولوی شرف الدین صاحب لائلپوری (۷) مستری کرم الدین صاحب (۸) میاں فضل احمد صاحب (۹) محمد صدیق ولد نور الدین شیر فروش (۱۰) میاں محمد ابراہیم صاحب صوفی قصوری (۱۱) میاں فتح اللہ صاحب بی اے (کینٹب) لائلپوری (۱۲) جناب حکیم محمد یوسف صاحب (۱۳) ملک کرم الدین از چھپا نوالہ۔

رات کے اڑھائی بجے تک تجہیز و تکفین کا کام مذکورہ بالا اصحاب نے سرانجام دیا

Marfat.com

تکفین کے وقت یہ سیاہ کار راقم الحروف بندہ حسن علی عفی عنہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جمال اقدس کی زیارت سے شرف اندوز ہوا۔ اس وقت جو کیفیت طاری ہوئی۔ وہ قیامت تک بھی بھولنے کی نہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے محب صادق میاں فتح اللہ صاحب موصوف تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فراق میں دیوانے اور مجنون سے ہو گئے۔ گویا انہیں حضورؒ کی وفات کا یقین نہیں آتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جنازہ کو برابر پنکھا کرتے رہے کہ مبادا شدت گرما سے آپ کو تکلیف پہنچے۔ راتوں رات اکثر شہروں اور دیہاتوں میں اطلاع کر دی گئی۔ صبح تک آپ کے جان نثاروں کا جم غفیر مختلف دیہاتوں اور شہروں سے حاضر ہو گیا۔ شرقپور کے ہندوؤں اور مسلمانوں نے مکمل ہڑتال کر دی۔ آپ کے مکان کے باہر حفاظ نے قرآن شریف ختم کئے۔ سہ شنبہ کے روز دن کے دس بجے آپ کا جنازہ ڈاہرانوالہ قبرستان کی طرف لیجایا گیا۔ جب جنازہ چلا تو لوگ اُن بانسوں سے جن سے آپ کا جنازہ بندھا ہوا تھا ہاتھ لگاتے اور تبرک حاصل کرتے۔ عورتیں گھروں کی چھتوں پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جنازہ کی زیارت کر کے آپ کے حق میں دعا و ثنا کرتی تھیں۔ جب آپ کا جنازہ جنازہ گاہ میں پہنچا تو اچانک ایک طرف سے ٹھنڈی ہوا چلی۔ بادل اُٹھا اور آپ کے جنازہ پر موسلا دھار مینہ برسا۔ سب لوگوں نے اُسے رحمت خداوندی کا نزول سمجھا۔ اور آپ کی کرامت تصور کیا۔ کیونکہ اس سے پیشتر مطلع بالکل صاف تھا۔ کئی ماہ تک بادل کا نام تک بھی آسمان پر نظر نہیں آتا تھا۔ انسان حیوان۔ چرند۔ اور پرند مارے شدت گرما کے نیم جان ہو چکے تھے۔

نماز جنازہ سہ پہر کے وقت چار بجے کے قریب حضرت میر منظر قیوم صاحب سجادہ نشین مکان شریف نے نماز جنازہ پڑھائی۔ خلقت کا اژدھام اِس قدر تھا کہ صف بندی بھی مشکل ہو گئی۔ شرقپور سے معمولی قصبہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ ایک تاریخی یادگار ہے۔ کئی ہزار لوگ نماز جنازہ میں شریک ہوئے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے ہندو۔ سکھ اور دیگر غیر مسلم کثیر تعداد میں آ جمع ہوئے۔ نماز جنازہ سے پہلے اور بعد سب لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جمال اقدس کی زیارت سے مشرف ہوتے رہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا چہرہ مبارک یہ معلوم دیتا تھا کہ گویا حسن و سپیدی میں مصحف کا کوئی ورق ہے۔

تدفین ۔ شام کے قریب قبرستان ڈاہراں والا میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سپرد زمین

Marfat.com

کیا گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس ٹکڑۂ زمین کو اپنی زندگی میں ہی اپنی قبر کے لئے پسند فرمایا تھا ؎

خدایا بریں تربتِ نامدار
بفضلت کہ بارانِ رحمت ببار

سوزِ دل

میاں شبیر محمد صاحب شرقپوری کا جنازہ دیکھکر

شان و شوکت سے یہ کس دولہا کی آتی ہے برات
تھرتھراتے ہیں فرشتے کانپتی ہے کائنات

ہر زبردست اسکی سطوت کے مقابل زیر ہے
یہ کوئی شاید محمدؐ کا بہادر شبیر ہے

آج اٹھی ہے یہ کس عاشق کی میّت دھوم سے
وصل ہے کس کا خدائے قادر و قیوم سے

کس جنیدِ وقت کی میّت چلی آتی ہے یہ
قدسیوں کو عصمت و عفت میں شرماتی ہے یہ

———

لوگ کہتے ہیں ہوا شبیر محمدؒ کا وصال
اٹھ گئے گویا ابوذرؓ ہو گئے رخصت بلالؓ

اب یہ شکلیں پھر نہ دکھلائیگی دنیا دیکھ لو
مصطفےٰؐ کے عاشقوں کی شکلِ زیبا دیکھ لو

ملتِ مرحوم کے ماتم میں اب روئیگا کون
دامنوں سے داغہائے معصیت دھوئیگا کون

اے زمینِ شرقپور! شبیر الٰہی کی یہ کچھار
دفن ہوتا ہے تری مٹی میں شبیرِ کردگار

ہے دُعا قیصرؔ کی برسے تجھ پہ بدلی نور کی
ہو ہمیشہ تجھ پہ نورافشاں تجلی طور کی

ماتمِ کبرائے

وَمَا كَانَ قَيْسٌ هُلْكُهُ هُلْكَ وَاحِدٍ ۝ وَلَكِنَّهُ بُنْيَانُ قَوْمٍ تَهَدَّمَا

ہائے ہماری بستی تباہ و برباد ہو گئی۔ آج ہمارے سر سے تاج اُتر ہو گیا یعنی آفتاب ولایت روپوش ہو گیا۔ اب غریبوں اور ضعیفوں کی خبرگیری کون کریگا۔ یتیموں اور بیواؤں کے حال کا پرساں کون ہوگا۔ آپ رحیم تھے شفیق تھے۔ نہ صرف انسانوں سے بلکہ حیوانوں سے بھی۔ اے خدا کے برگزیدہ ولی تیرا وجود شرقپور کے لئے ایک ڈھال تھا۔ تو نے ٹوٹے ہوؤں کو جوڑا۔ بگڑے ہوؤں کو بنایا۔ روٹھے ہوؤں کو منایا۔ لڑتے ہوؤں کو شیر و شکر کیا۔ اے مصیبت میں غیروں کے کام آنیوالے اور خطاکاروں سے درگزر کرنے والے ہم سیاہ کاروں سے کیوں روٹھ گیا۔ کیا

Marfat.com

تیرے سوہنے مکھڑے کی زیارت سے اب ہم ہمیشہ کے لئے محروم رہیں گے؟ وہ آپ کا مسجد میں وعظ کرنا۔ مسجد کی درودیوار کو اپنے وعظ پر گواہ ٹھہرانا۔ تیری کن کن باتوں کو یاد کر کے ہم نہ روئینگے۔ تیرے انعامات اور فیوض سے ایک دُنیا مالا مال ہے ٥

اے باد مشکبو بگذر سوئے آں نگار

بکشا گرہ ز زلفش و بوئے بمن بیار

اے شرقپور کے لوگو ذرا گوش ہوش سے سُنو حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات سے یہ نہ سمجھ لینا کہ وہ مر گئے ہیں۔ وہ پہلے بھی زندہ تھے اور اب بھی زندہ ہیں۔ بلکہ آپ کی موجودہ زندگی سابقہ زندگی سے اعلےٰ وارفع ہے۔ اب آپ اپنے محبوب حقیقی سے جا ملے ہیں اور توحید کے اُس بحرِ ناپیدا کنار میں غوطے لگا رہے ہیں جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا اصلی مقصد اور حقیقی منشا تھا ٥

ہرگز نمیرد آنکہ زندہ شد دلش بعشق

ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

نہ باشد موت ہرگز انبیاء را ۔ نہ ہر یک اصفیا و اتقیا را

زوارے تا بدارے نقل باشد ۔ ز شغل کار دنیا عزل باشد

اولیاء اللہ کو جو زندگی مرنے کے بعد نصیب ہوتی ہے اُسکے آگے دُنیا کی بادشاہتوں کی کچھ وقعت نہیں۔ یہ بات میرے دل کی بنائی ہوئی نہیں۔ قرآن حکیم اسپر گواہ اور ناطق ہے ارشاد الٰہی ہے وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ ترجمہ اور نہ کہو جو کوئی مارا جائے اللہ کی راہ میں کہ مردے ہیں نہیں بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم کو خبر نہیں ٭

بزرگوں کے لئے موت بمنزلہ ایک دروازہ کے ہے جس سے گذر کر وہ خدا تعالیٰ کی ایسی وسیع سلطنت کے وارث جا بنتے ہیں۔ إِذَا رَأَيْتَ ثَمَّ رَأَيْتَ نَعِيمًا وَمُلْكًا كَبِيرًا ٥ (ترجمہ) اور جب تو دیکھے وہاں تو دیکھے نعمت اور سلطنت بڑی۔

میرے ہموطن بھائیو۔ تمہارا اس ذات ستودہ صفات سے اظہار عقیدت ومحبت بناوٹی ومصنوعی نہ ہو۔ اگر تمہاری محبّت صادق ہے اور تم چاہتے ہو کہ آپ کی پاک روح تم سے راضی وخوش رہے۔ اور اس عالمِ مثال اور برزخ میں خدا کی جناب اور بارگاہ میں تمہاری دُعاؤں کا باعث ہو۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کی برکتیں تم پر نازل ہوں تو اس کی واحد صورت یہی ہے کہ تم آپ کی پاک تعلیم پر عمل کرو۔ اور آپ کے پاک اسوہ

Marfat.com

کو اپنے لئے راہِ عمل بناؤ۔ تم نے سب کچھ اپنے کانوں سے سنا اور اپنی آنکھوں سے دیکھا ہوا ہے۔ میں نے اس تالیف میں آپ کی تعلیمات کے لب لباب کو جمع کر دیا ہے۔ یہ یاد رکھو کہ آپ جن امور کو اپنی حیات طیبہ میں ناپسند رکھتے تھے۔ اب بھی بدستور رکھتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وجود سے مُردوں کا سا برتاؤ نہ کرو بلکہ زندوں کا سا۔

اے خدا کے برگزیدہ بزرگ۔ میری روح تیری محبت میں گداز ہے۔ میرا دل تیری عزت وعظمت میں لبریز ہے۔ میرے جسم کے ہر رونگٹے اور میرے بدن کے ہر ذرّے سے تیری مدح و ثنا کا ایک شور بپا ہے۔ میری طرف سے لاتعداد سلام و صلوات تیری روح پر۔ اس سیاہ کار اور ادنیٰ خادم کو اے خدا کے برگزیدہ ولی میدان محشر میں نہ بھول جانا۔

افسوس جب آپ کا آفتاب نور وعرفاں پوری تابانی سے چمک رہا تھا۔ تو غفلتوں اور تاریکیوں نے دروازہ نہ کھلنے دیا۔ اور جب کہ طلب نے آنکھیں کھولیں اور غفلت نے کروٹ لی۔ تو راہ دُور اور نشان منزل گم۔ وقت جا چکا۔ اور اب ہم پس ماندگانِ غفلت کی خاطر کب لوٹ سکتا ہے ؎

احبُّ الصالحین ولستُ منہم
لعلّ اللہ یرجعنی صلاحًا

حضرت میاں صاحب کی اولاد اور پس ماندگاں

حضرت میاں صاحب کے ہاں دو صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں یعنی کل پانچ اولادیں ہوئیں۔ دونوں صاحبزادے اور دو چھوٹی صاحبزادیاں چھوٹی عمر میں ہی انتقال کر گئے۔ آپؒ کی بڑی عصمت مآب صاحبزادی کا نام غلام فاطمہ مرحومہ تھا۔ حضرت غلام فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا تقویٰ و دینداری میں اپنا نظیر نہیں رکھتی تھیں۔ شب بیدار اور پابند صوم و صلوٰۃ تھیں۔ مسائل سے پوری واقفیت رکھتی تھیں۔ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے گھر جو عورتیں آتیں انہیں ہدایت کرتیں۔ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ان سے حد درجہ محبت تھی۔ بعض سخت مجبوریوں کی بنا پر نکاح ہو جانے کے بعد اپنے والد حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ہی عمر

Marfat.com

بسر کرنی پڑی - حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ مرحومہ کا جب ۱۳۱۹ھ میں انتقال ہو گیا تو حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کھانے پینے یعنی لنگر خانہ کا سارا انتظام ان کے سپرد کر دیا - آپ رحمۃ اللہ علیہا کی یہ محبوب ترین آخری اولاد اپنے باپ کو تن تنہا چھوڑ کر ۱۳۳۶ھ میں عالم آخرت کو سدھار گئیں - کہتے ہیں کہ جب انتقال کا وقت قریب آیا تو حضرت میاں صاحبؒ اور آپ نے معرفت کی بہت سی باتیں کیں - حضرت غلام فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا کی وفات کا آپ کو سخت صدمہ ہوا لیکن طبیعت بوجہ ضبط و قابو ہونے کے اس کا اظہار عوام الناس سے نہیں کرتے تھے - ہاں البتہ خواص سے یہ کبھی کبھی فرما دیتے کہ اب میں اکیلا رہ گیا ہوں اور میری باری بھی آ گئی ہے -

الغرض حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صلب سے کوئی اولاد بوقت رحلت نہیں چھوڑی - آپ کی محسوس یادگار آپ کے برادر خورد **میاں غلام اللہ صاحب** مدظلہ اور دو بہنیں رہ گئی ہیں - اب اللہ کریم ان ہر سہ کو مدت دراز تک سلامت رکھے -

حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی رحلت سے چند روز پیشتر سید نور حسن شاہ صاحب سکنہ حضرت کیلیانوالہ اور میاں بابا عبداللہ صاحب کے روبرو تلقین وارشاد کی اجازت مرحمت فرما کر **میاں غلام اللہ صاحب** کو اپنا جانشین مقرر کر دیا چنانچہ اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے - **میاں غلام اللہ صاحب** میرے قدیمی احباب میں سے ہیں - میرے دل میں ان کی بڑی عزت و وقعت ہے - شروع شروع میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد انکی طبیعت دنیوی مشاغل مثلاً ملازمت - طبابت اور زمینداری کی طرف راغب رہتی تھی - اور میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دوررس نظر جس کام کے لئے انہیں تیار کرنا چاہتی تھی - اس سے قدرے گریزاں تھے - لیکن بالآخر حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ایک ہی برق نظر نے انکے سارے حجابات دور کر کے انہیں اپنا ایسا گرویدہ بنایا کہ سوائے اس ایک خاص کام کے سب کاموں سے چھڑا دیا - ؎

رشتہ در گردنم افگندہ دوست
مے برد آنجا کہ خاطر خواہ اوست

حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلفا

معشوق نہیں کوئی حسین تم سے زیادہ
مشتاق ہیں کس ماہ کے انجم سے زیادہ

Marfat.com

کہا کیئے تیرے عاشق بیتاب ہیں کتنے ذروں سے زیادہ ہیں یہ انجم سے زیادہ

اگرچہ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے رخصت ہوتے وقت اپنی صلب سے کوئی اولاد نہیں چھوڑی لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے بعد ایک ایسی جماعت چھوڑ گئے ہیں جو بمنزلہ معنوی اور روحانی اولاد کے ہے وہ بحمد اللہ حضرت میاں صاحب کے فیض صحبت کے تربیت یافتہ ہیں۔ اکثر انہیں سے حضرت میاں صاحب کی جانشینی کا حق نہایت اخلاص سے ادا کر رہے ہیں۔ آپ کے معتقدین و متوسلین کی تعداد کا تو کوئی گنتی شمار ہی نہیں پنجاب کا کونسا ضلع آپ کے احباب سے خالی نہیں ہے۔ وابستگان دربار مکان شریف اور کوٹلہ شریف خزائن برکات و فیضان کا کلید بردار آپ ہی کو سمجھتے تھے اور اپنے اپنے چراغ اسی مصباح ہدایت سے روشن کرتے تھے سے

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

(۱) حضرت صاحبزادہ مظہر قیوم سجادہ نشین مکان شریف جن کی اپنے والد بزرگوار میر بارک اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھی۔ اپنے والد کی وفات کے بعد وہی عقیدت اور ارادت جو انہیں اپنے والد سے تھی حضرت میاں صاحب رح سے رکھتے رہے چنانچہ حضرت میاں صاحب سے بیعت بھی کی اور حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی طرف سے تلقین و ارشاد کی اجازت بھی مرحمت فرمائی۔ اس طرح گویہ حضرت خواجہ مظہر قیوم دوگونہ کمالات کے جامع ہو گئے اور ان کا وجود مرج البحرین یلتقین کی تفسیر کا مصداق بنگیا۔

لباس نہایت سادہ پہنتے ہیں۔ طبیعت میں بناوٹ اور تصنع کا نام تک نہیں۔ غرضیکہ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اکثر صفات میں مشارکت رکھتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کی برکت سے حضرت میاں صاحب کے انوار و برکات کو دائم و قائم رکھے۔

(۲) حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خاص جانشین حضرت میاں غلام اللہ صاحب مدظلہ ہیں۔ چنانچہ ان کا ذکر پچھلے باب میں ہو چکا ہے۔

(۳) حضرت سید اسمٰعیل شاہ صاحب سکنہ کرموالہ ضلع فیروزپور بھی حضرت میاں صاحب رح کے ایک نہایت سلیم الطبع اور مستقل مزاج جانشین ہیں۔ حضرت میاں صاحب نے اپنی حین حیات میں ہی انکے ظاہری و باطنی محاسن کی وجہ سے

Marfat.com

انہیں تلقین وارشاد کی اجازت عطا فرمائی تھی۔ چنانچہ ضلع فیروز پورہ وغیرہ کے نواح سے جتنے لوگ آتے انہیں آپ ارشاد فرماتے کہ اتنی دُور آنے کی ضرورت نہیں اگر ضرورت ہو اسمٰعیل شاہ صاحب سے ملاقات کرلیا کرو۔ آپ میں زہد۔ سخاوت وحلم و کرم وعفو وشفقت وغیرہ تمام صفات حمیدہ موجود ہیں حضرت میاں صاحب علیہ الرحمت کے پروانہ وار عاشق ہیں۔ آپ کے پاس ہر طبقہ کے لوگ کثرت سے آتے ہیں اور آپ کا سلسلہ دن بدن وسیع ہو رہا ہے۔ آپ کے مرید بھی آپ کے دیوان کے بیحد مداح ہیں۔

(۴) حضرت صاحبزادہ محمد عمر صاحب بیربلوی سلمہ ربہ۔ آپ کے گھرانے میں کئی پشتوں سے علم وفضل اور سلوک وتصوف کا کمال چلا آتا ہے۔ خود بھی روشن دماغ عالم ہیں۔ حضرت میاں صاحبؒ کے بغیر آپ کے دل کو کہیں تسکین نہیں ہوئی حضرت میاں صاحبؒ نے اپنی طرف سے انہیں بیعت لینے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ ضلع شاہ پور وغیرہ کی طرف کے لوگ جو یہاں شرقپور آتے نصیحت فرماتے کہ یہاں آنے کی تکلیف نہ کیا کرو۔ صاحبزادہ محمد عمر صاحب کی خدمت میں جایا کرو۔ صاحبزادہ صاحب پر حضرت میاں صاحب کی توجہات کا ابر کرم اسقدر برستا تھا کہ دوسروں کے لئے باعث رشک ہو جاتا۔

(۵) حاجی عبدالرحمٰن صاحب سکنہ ٹولوانوالہ علاقہ قصور۔

حاجی صاحب علوم ظاہری وباطنی کے ماہر ہیں۔ مدت سے شرقپور میں حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد کے زیب و زینت بنے ہوئے ہیں۔ حضرت میاں صاحبؒ کی حیات میں ہی ترک وطن کر کے یہاں شرقپور میں مقیم ہو گئے تھے۔ حضرت میاں صاحبؒ آپ کی مفارقت کو برداشت نہ کرسکتے تھے اور آپ حضرت میاں صاحب کی مفارقت کو برداشت نہ کرسکتے۔ سچ تو یہ ہے کہ حضرت میاں صاحب کے دردِ دل سننے والا اور حضرت میاں صاحب کا سچا رازدار اور صحیح آشنا سارے شرقپور میں حاجی صاحب کے سوا اور کوئی نہ تھا۔ اور نہ ہی ان کے سوا حضرت میاں صاحب کے اصل مقام تک کسی کی رسائی ہوئی ہے

کس زبان مرا نے فہمد ۔۔۔ بعزیزاں چہ التماس کنم

حاجی صاحب اسقدر صفات کے مالک ہیں کہ اس جگہ بیان نہیں ہوسکتیں۔

Marfat.com

حضرت میاں صاحب نے اپنی زندگی میں ہی حاجی صاحب کو تلقین و ارشاد کی اجازت فرمائی تھی۔ مرض الموت میں بھی وصیت کی تھی کہ اگر لوگ آئیں اور اصرار کریں تو انہیں اسم ذات اور درود شریف کے وظیفہ کی تلقین کریں۔

(۶) حضرت سید نور الحسن صاحب سکنہ کیلیانوالہ کو بھی خلافت کی خلعت حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے دستیاب ہے۔

(۷) ایک اور صاحب سید محمد علیشاہ صاحب معروف علی حیدر شاہ صاحب کو بھی حضرت میاں صاحب نے بیعت لینے کی اجازت فرمائی ہوئی ہے۔

ممکن ہے اور بھی اصحاب ہوں جنہیں حضرت میاں صاحب نے بیعت لینے کی اور حلقہ ارادت میں داخل کرنے کی اجازت عطا فرمائی ہو لیکن مجھے جس قدر ذاتی علم کی بنا پر اور وثوق و استناد سے معلوم ہوا اسے درج کر دیا ہے۔

حلیہ مبارک حضرت میاں صاحبؒ

آپ رحمۃ اللہ علیہ میانہ قد اور نحیف الجسم تھے۔ رنگ گندمی تھا پیشانی چوڑی۔ ابرو پیوستہ اور داڑھی گھنی تھی۔ داڑھی کے اکثر بال سیاہ اور کچھ سفید تھے۔ چہرہ ہلکا تھا۔ اور اس سے انوار حقانی واضح و لائح تھے۔ بینی مبارک درازی مائل تھی۔ اور آنکھوں میں سُرمہ لگایا کرتے تھے اور چونکہ بوجہ کثرتِ گریہ مِنْ خَشْیَۃِ اللّٰہ بینائی میں دُھند واقع ہو گئی تھی۔ اِس لئے بوقت وعظ و مطالعہ کتب چشمہ لگا لیتے۔ بالوں میں اور نیز بدن پر روغن لگاتے تھے۔ رفتار بہت تیز تھی۔ چلتے تھے تو یہی معلوم ہوتا تھا کہ یہ گئے وہ گئے۔ ایسے باہیبت تھے کہ آپ کے سامنے کسی کو گزرنے کی جرأت نہ ہوتی تھی اور بلا دریافت کے کسی کو بات کرنے کا مُنہ نہ پڑتا تھا۔ آپ تفکر میں زیادہ رہتے اور ہنستے بہت کم کبھی کبھی ظرافت کی باتیں بھی فرماتے نشست دوزانو تھی اور دوزانو بیٹھنے کی ہی تلقین کیا کرتے تھے۔ اگر ہزار آدمیوں میں بیٹھے ہوتے تو وہی وہ معلوم ہوتے تھے لباس سفید رنگ کا استعمال فرماتے۔ عام لباس۔ رومال۔ پگڑی۔ کرتہ اور تہمد ہوتا تھا۔ اور پگڑی کے نیچے سر سے لپٹی ہوئی ٹوپی ہوتی تھی۔ زرد رنگ کا بند گلے کا کوٹ بھی جمعہ کے دن پہنتے تھے جوتا دیسی زرد رنگ

Marfat.com

جلملی طرز اکثر استعمال کرتے تھے۔ جمعہ کے روز خوشبو بھی لگاتے تھے۔ آپ نے سوائے ایک دفعہ کے کبھی پاجامہ استعمال نہیں فرمایا۔ موسم سرما میں چرمی موزے استعمال فرماتے تھے۔ طبیعت میں حد درجہ کی نظافت تھی۔ ہاتھوں کی انگلیاں ریشم کی طرح ملائم تھیں۔ مسواک بھی کیا کرتے تھے۔

کرامات و مکشوفات

مقصود بالذات ذوق و شوق اور محبّت الٰہی ہے۔ کشف و کرامات ثمرات زائدہ ہیں ہوئے ہوئے نہ ہوئے نہ ہوئے۔ حضرت میاں صاحب کشف و کرامات کو نہایت ادنےٰ درجہ کی چیز سمجھتے تھے۔ اور آپ نے ظاہر کرنے کی کبھی رغبت و خواہش نہیں کی۔ لیکن باینہمہ آپ کے راسخ الاعتقاد احباب سینکڑوں کرامتیں بیان کرتے ہیں۔ کرامت یا خرقِ عادت درحقیقت خدا کا فعل ہوتا ہے۔ جسے وہ اپنے بندہ کے ہاتھ پر ظاہر کرتا ہے۔ مثل مشتے نمونہ از خروارے اُن میں سے چند ایک کا ذکر کرتا ہوں۔

(۱) ایک شخص کی بھینس کے تھنوں سے بجائے دودھ کے خون نکلتا۔ جب ہر جگہ سے وہ شخص لاچار ہو گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر ماجرا بیان کیا۔ آپ نے اپنے دسترخوان سے اُسے ایک روٹی عنایت کی اور فرمایا کہ اس بھینس کو کھلا دو۔ چنانچہ اُس نے ویسا ہی کیا تو خدا کے فضل سے اُس کے تھنوں سے دودھ جاری ہو گیا۔

(۲) اکثر دیہاتی لوگوں کی گائیں بھینسیں وغیرہ وقت پر دودھ نہ دیتیں یا نہیں نظر لگ جاتی تو آپ کی خدمت میں آتے۔ آپ کسی کو یہ فرماتے کہ اس گائے بھینس کے کان میں اذان کہہ دو یا الحمد شریف پڑھ دو۔ کسی کو آپ یہ فرماتے کہ اس گائے یا بھینس کو جا کر کہہ دو کہ کیا وجہ ہے ہم تمہیں چارہ اور گھاس ڈالتے ہیں تو دودھ نہیں دیتی۔ آپ کے ان ارشادات پر عمل کرنے سے اِس قسم کی کوئی شکایت باقی نہ رہتی۔

(۳) آپ کی دعا سے مختلف لاعلاج بیماریوں کے کئی مایوس مریض اچھے ہوئے۔ کئی بے اولاد صاحب اولاد ہو گئے۔

(۴) کئی چور اور ڈاکو آپ کی برکت سے تائب ہو کر راہ راست پر ہو گئے۔

(۵) شرقپور شریف میں چاہ ملچیانوالہ پر ایک آم کا درخت قطعاً پھل نہ دیتا تھا۔ میاں اللہ بخش کاشتکار چاہ مذکور نے جبکہ ایکبار آپ کا چاہ مذکور کی طرف گذر ہوا۔

Marfat.com

آپ سے اسکے متعلق گذارش کی - آپ نے دعا کی - اُسوقت سے برابر ہر سال پھل دیتا ہے -

(۶) موضع پھریانوالہ میں ایک شخص محمد علی ولد رمضان نامی بہشتی رہتا ہے - وہ اپنی زبان سے قصہ بیان کرتا ہے کہ میں اپنے والد سے لڑ جھگڑ کر گھر سے بھاگ گیا میرے والد نے مجھے بہت تلاش کیا - مگر میں کہیں اُسے نہ ملا - آخر وہ میاں صاحبؒ کی خدمت میں گیا اور ان سے دعا کے لئے درخواست کی - میاں صاحب رحہ نے فرمایا جاؤ اور اطمینان سے بیٹھے رہو - اگر خدا کو منظور ہوا تو تمہارا بیٹا آجائیگا - میں رات کے وقت کسی مسجد میں سو رہتا تھا - اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ میاں صاحب مجھے رات کیوقت خواب میں ارشاد فرما رہے ہیں کہ بیٹا اپنے وطن باپ کے پاس چلے جاؤ - دوسری رات بھی یہی واقعہ ہوا - آخر تیسری رات جب یہ ماجرا دیکھا تو صبح اُٹھتے ہی اپنے گاؤں میں پہنچکر دم لیا -

(۷) کئی ملزموں کو پھانسی کی سزا ہو جاتی - اُن کے ورثا آپ کی خدمت میں آتے آپ کی دُعا سے ٹل جاتی سے

ہست قدرت اولیا را از الہ   تیر جستہ باز گرداند ز راہ

(۸) کئی مقروض اور تنگدست آپ کی خدمت میں آتے - آپ کی دعا برکت سے ان کے رزق میں فراخی ہوتی - اور قرض کے بارے سے سبکدوش ہوجاتے -

(۹) آپ کے لنگر خانے کے طعام میں ایسی برکت ہوتی تھی - کہ اگرچہ معلوم ہوتا تھا کہ مہمانوں کی نسبت تھوڑا ہے - لیکن سارے مہمان اور فقرا سیر ہو کر کھا لیتے - پھر بھی کھانا بچ رہتا یا برابر ہو جاتا تھا -

(۱۰) میاں غلام اللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایکبار حضرت میاں صاحب رحہ نے ارشاد فرمایا کہ ایک وقت ایسا تھا کہ دنیا مجھے تھالی کی طرح معلوم ہوتی تھی - ایکبار یہ بھی فرمایا کہ میں شاہی مسجد لاہور میں گیا - وہاں ایسا معلوم ہوا - کہ خانہ کعبہ میرے پاس آگیا ہے اور میں نے اس کا طواف کیا ہے -

(۱۱) بہت سے اس نواح کے حاجی بیان کرتے ہیں کہ ہم نے میاں صاحبؒ کو خانہ کعبہ کا حج کرتے ہوئے دیکھا ہے -

(۱۲) حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں بعض اوقات صاحب سلوک اور اہلِ باطن آتے تو میاں صاحب اور وہ ایک دوسرے کی طرف دوزانو ہو کر مراقبہ کی

Marfat.com

صورت میں بیٹھ جاتے۔ اور اسی خاموشی کے عالم میں ہی سارے مطالب حل ہو جاتے اور وہ رخصت ہو جاتے۔ بعض لوگوں کی صرف پنڈلی یا زانو دبانے ہی سے مطلب براری ہو جاتی۔

(۱۴) ہندوستان کے اکثر اولیاء اللہ قدس سرہم کے مزارات پر آپ تشریف لیجاتے اور عالم مراقبہ میں اُن کے ارواح پُرفتوح سے آپ کی ملاقات ہوتی۔ اور وہ ارواح آپ پر توجہ فرماتے۔

عرض مؤلف

زبان زنکتہ فروماند و رازمن باقیست
بضاعت سخن آخر شد و سخن باقیست

اِس امر کا میں اعتراف کرتا ہوں کہ کتاب میں بعض فروگذاشتیں رہ گئی ہیں۔ ملفوظات کمالات اور کرامات کا حصہ بہت مختصر لکھا گیا ہے۔ آپ کی زندگی کے بعض اور شعبوں پر بھی بہت کچھ سپرد تحریر کیا جا سکتا تھا لیکن تاہم جس قدر لکھا ہے اگرچہ مختصر اور مجمل ہے لیکن واقعات اور صداقت کے لحاظ سے قابل اعتماد و وثوق ہے۔

قارئین کرام سے درخواست ہے کہ کتاب کے مطالعہ کے وقت الفاظ کی بندش و برجستگی کے بجائے اصل مضمون اور حقیقی غرض و غایت کو پیش نظر رکھیں۔ قارئین کرام کی حرف گیری اور نکتہ چینی سے پہلے ہی مجھے اپنے عجز اور ہیچ ہمرزی کا پورا پورا احساس ہے ؎

نہ گلم، نہ برگ سبزم، نہ درخت سایہ دارم
ہمہ حیرتم کہ دھقان بچہ کار کشت مارا

میرے عزیز دوستو! ان اوراق پریشان میں جو کچھ درج ہو چکا ہے اس میں کوئی نئی بات نہیں۔ یہ تمام وہی صداقت ہے جس کی طرف حضرت میاں صاحب تڑپ تڑپ کر اور لوٹ لوٹ کر متواتر تیس سال تک تمہیں بلاتے اور پکارتے رہے میرا خیال ہے کہ ان کی دعوتوں کی پیہم صدائیں جو ان کی زبان سے فریاد کا اضطراب اور طلب کی چیخ بن کر نکلتی تھیں اور تمہارے پتھر کے دلوں سے ٹکرا ٹکرا کر واپس آ جاتی تھیں ابھی تک تمہارے حافظہ سے فراموش نہیں ہو گئی ہیں۔

اِس میں شک نہیں کہ حضرت میاں صاحب نے دُنیا کی ایک کایا پلٹ دی ہے

Marfat.com

لیکن خاص شرقپور میں بہت کم روحیں ایسی نکلیں جن کو حقیقت کا فہم ہوتا۔ اور بہت کم دل ایسے ملے جو دولت عشق وطلب سے معمور ہوتے ؎

من بہر جمعیتے نالاں شدم — جفت خوشحالان وبدحالاں شدم
ہرکسے از ظن خود شد یار من — وز درون من نجست اسرار من
سرِ من از نالہ من دور نیست — لیک کس را گوش آں منظور نیست

آخر محمدؐ کے اس بہادر شیر کو جو دنیا میں صرف محمدؐ کے دین کی خدمت کے لئے آیا تھا اور صرف اسی کے لئے جیا۔ اللہ تعالےٰ نے ہم جیسے ناقدرشناسوں سے ہمیشہ کے لئے چھین لیا اگر ہم اس عظیم الشان شخصیت کو اس کی زندگی میں نہ پہچان سکے تو کیا اب ہمارا فرض نہیں کہ موت کے بعد اسے پہچانیں۔ اور جس مقصد کے لئے وہ آیا تھا اس کی تکمیل کی کوشش کریں۔

آخیر میں میں میاں غلام اللہ صاحب کے بیش بہا احسان کا معترف ہوں کہ آپ نے حیات جاوید کی نظر ثانی کرکے میری حوصلہ افزائی فرمائی اور اس تالیف کی تکمیل کی ضروریات بھی مہیا فرمادیں۔

نیز میاں ابراہیم صاحب قصوری مدظلہٗ کا بھی ممنون ہوں مجھے ملفوظات کے باب میں ان کی معلومات سے گرانقدر مدد ملی ہے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ۔

"معمورۂ تمنّا"

ملک حسن علیؒ - بی - اے (جامعہ ملیہ)

شرقپور

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

86
87
88
89
90
91
92
93
94
95
96
97
Šimbara
Trećak
Strugare
Žarevo
Gornji Malići
Donji Malići
Granica
Magovo
Žalica
Žaličko Brdo
Topnica
Mercei
Paramala
Pavaštica
Crna Čuka
Trnovčane
Veliki Trupac
Markovići
Baškovići
Jarići
Ravna Glava
Dokići
Miloševići
Stojići
Burgići
Joširi
Milenkovići
Radimanovići
Savići (2)
Strmačka Mala
Šarenica
Košutica
Grčaci
Dokići
Rasje
Savići (1)
Mikailjanci
Kraguljevačci
Krčaci
Žunje
Vimjevići
Cerovica
Muzače
Rašić
Donja Rašić
Mala Sibnica
Sibnica
Cocale
1012
1017
1073
871
585
Water mill
Water mills

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

775

Marfat.com